







الطاهر المصطفى

# کتابش

بیست

یکت

جانب ای عمید شریف  
بش نبوی برین قدر است که  
حسن بنک در بر و غیره

باز در این المیزان

الوالی علی پاشا

بسمه تعالی

بسمه تعالی







# جلد اول

پہلا باب ۲۸۷۲

شوالہ

۹۹۸ ہنگامے میں موسمِ رما کے اختتام پر ایک روز اس سڑک پر پویشن پور سے  
جہان آباد کو گئی ہے ایک سوار تنہا چلا جاتا ہے آفتاب کو دوڑتے دیکھ کر اس نے  
گھوڑا بڑا ہایا۔ کیونکہ آگے دوڑتے سنان اور بے سایہ سڑک پڑی تھی وہ خوف معلوم  
ہوا کہ صلیح اس فصل میں اکثر ہوا کرتا ہے اگر آج اس کو یہی آئے ہی پان گلیا تو اس  
بے پناہ جگہ پر نہایت ہی دست پر جانیگی رفتہ رفتہ کالے کالے بادلوں کے ٹکڑے  
شفق کو ن آسمان پر پہلی گئے اور جیسے ہی کچھ رات آئی آٹھوں کے سامنے گٹا تو پ  
نہر ہر جیالیا کہ گھوڑے کا لیجا با بالکل دشوار ہو گیا اور مسافر بدقت تمام فقط اور وقت  
جل سنا تا جبکہ بجلی کی چمک سے راستہ دکائی دیکھتا تھا توڑی ہی دیر میں موسلا  
بارینہ لے ساتھ ہوا فوٹے بیرنے لگی۔ سوار اب بالکل راستہ پہچاننے کے قابل  
نہیں رہا باگ چوڑی گھوڑا اپنی مرضی پہچانے لگا اس صلیح توڑی دور جا کر گھوڑے  
لے کسی سخت چیز کی ٹوک کمانی دیئے ہی بجلی چمکی اور مسافر کو اپنے سامنے کسی بلند  
جد چیز کے جھلکے سے نظر پڑے کوئی سمارت تصور کر کے وہ زمین پر ہود پڑا دیکھنے  
معلوم۔ واکہ پتر کے زینے بنے زمین اور زمین کی ٹوک لگی تھی یہ خیال کر کے کہ ہوندا  
کوئی پناہ کی جگہ ہے اس نے گھوڑا چوڑا دیا اور خود اس تاریکی میں ہوشیار رہا  
میں گزرتے پر چڑھنے لگا بجلی کی روشنی کی مدد سے اس نے بہت جلد دریافت  
ہے جس چیز کے جھلکے نظر آئے تھے وہ شوالہ ہے پھر ہی سے شوالہ کی کڑی کے پاس

پہنچ گیا مگر بند پایا ہاتھ سے ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ باہر سے نہیں بند ہے مسافر نے کسی قدر  
 حیرت اور تعجب سے خود اپنی طرف خطاب کر کے کہا اس سوال کو جو ایسے سناں  
 اور غیر آباد مقام میں واقع ہے اندر سے کس نے بند کیا ہو گا لیکن مینہ کی بوند بوند  
 کی پوچھا رہا میں پیر حمی سے سر پر ہر ہی ہتی کہ قطع نظر اسکے کہ سوال میں کوئی ہو وہ بار بار کہتی  
 نہ کہ دہرائے لگا کر بغیر اندر سے مستقل ارادہ کر لیا کہ لا میں مار مار کر کھڑکی کو توڑ ڈالے اسکے بعد اتنی  
 جیسی جرات کرنے سے وہ بڑا کمزور ہوا اس مقدس مقام میں اس سے کوئی بے ادبی ہو جائے  
 تو مسافر زور سے اسے نا میں مار میں تھپیں نہ باوجود انجام میں ہی کے لکڑی کی نازک چیر درخت  
 نہ کہ کھیا اور ذرا ہی میں کھڑکی کے بند کر نیکی ملی جالی رہی کھڑکی کے کھیلنے پر جیسے ہی یہ نوجوان سوال  
 میں داخل ہوا اندر سے ایک غش کھائے وقت پہلے مار نیکی آواز اسکے کان میں آئی اور اسکے  
 سایہ ہی ہوا ایک نیر ہو لگا ہوا اندر کیا تو چراغ بند وہاں روشن تھا گل ہو گیا یا تو اس شخص  
 یہ بالکل نہ سمجھ سکا کہ سوال میں کون سے اور کس دیوتا کی ورت ہے یہ نذر نوجوان اس طرح سوال  
 میں داخل ہو کر فضا پہنسا اور پہلے اپنا سر نہ نظر انیوالی عورت کے طرف تھپتا جگا با پرید ہو کر اب  
 تار کی میں پوچھا اس سوال میں کون ہے جواب کچھ نہ ملا کر زبور ملی جھکا رسانی دی سار  
 نے یہ خیال کر کے کہ پوچھنا پانچا بیگا رہے سوال اور پوچھا سے بچنے کے لئے کھڑکی بند کی اور جو نہ  
 آئی نکل گئی تھی خود بیٹوں سے تکیہ لگا کر مینہ گیا پر دوبارہ چا کر کہا بیان ہو کوئی ہو وہ دھن رکھ کر  
 میں دروازہ پر سلی بیٹا ہوں اگر تم کوئی مرد ہو تو میرے آہ میں نعلی وہاں در نہ خود تمہاری  
 جان کا خطرہ ہے اور تم کوئی عورت ہو تو کچھ اندیشہ نہ کرنا جنگ ایک راجپوت کے ہاتھ  
 میں ڈال تیار ہے تمہارے ایک روہن کو بھی صدمہ نہیں پہنچ سکتا زمانے میں کہا  
 نے پوچھا صاحب آپ کون ہیں یہ مسافر نے مضج ہو کر جواب دیا اس آواز سے میں خیال  
 کرتا ہوں کہ کسی ماہوش نے سوال کیا ہے بیوی نہیں میرے نام سے کیا کام  
 آواز۔ صاحب ایسا ڈر گئے کہ کیا کہیں۔

نوجوان۔ چاہے میں کوئی ہی ہوں ہم لوگوں کا یہ قاعدہ قدیم کرتہ اپنی زبان سے  
 اپنے تین ظاہر کر بن لیکن تم خاطر جمع رکھو جب تک میں بیان ہوں کسی عورت پر کوئی

نہیں پڑ سکتی۔

عورت۔ اب آپکی باتوں سے ہماری جان میں جان آتی وہ دُور کے ہم اتنیک ہلاک ہو گئے ہوئے میری سائنہ والی کو غش سے ابھی اچھی طرح افادہ نہیں ہوا ہے شام کو ہم اس عورت کی پوچھا کرتے آئے تھے جسے لوگ شبیہ شورہ کہتے ہیں جب طوفان آیا ہمارے ساتھ لوگوں کو ہم نہیں جانتے تھے چور کرکمان چلے گئے ہمارے نوجوان نے کہا بیوی بھی تھی اور دلچسپی سے یہاں رہیں صبح کو میں آپ کو گھر پہنچا دوں گا۔

صاحبہ بلشوارہ جی آپ پر دبا کرین آدھی رات کو جب طوفان موقوف ہو گیا جو ان کے ہماری آپ توڑی دیر تک دل مضبوط کر کے اکیلی بیٹی رہیگا جو گاؤں نزدیک ہو میں جب تک ان سے چراغ جلاؤں۔ جو عورت باتیں کر رہی تھی بولی صاحب آپ کو دور جانے کی کوئی ضرورت نہیں ٹوالہ کا پوجا رہی پاس ہی رہتا ہے۔ اب چاندنی نکل چلی ہے آپ کو بلہر لکھتے ہیں اور کا جوتہ پڑھ دیکھا یہ شخص اس سنان جنگل میں تنہا رہتا ہے اور جوتہ اُٹھانے کی چیز اپنے پاس رکھتا ہے اس کے کہنے کے مطابق نوجوان باہر نکلا اور چاندنی میں پوجا رہی کے رہنے کا مقام اسے نظر پڑا ہمارے مسافر نے دروازہ پر پہنچا رہے نکلیا۔ پوجا رہی خوف کے مارے بغیر اسکے کہ دروازہ کھولے اندر سے جھانکنے لگا کہ دیکھوں کون شخص ہے خوب غور کر نیکے بعد مسافر میں کوئی چور کی علامت نہیں معلوم ہوئی اور علاوہ اسکے مسافر نے جو انعام کا لالچ دلایا تھا اس حرص کے مارے ہی پوجا رہی سے نہ ہا گیا غصہ کہ تو بی اندازہ کر کے دروازہ کھولا اور چراغ جلا دیا مسافر نے روشنی لاکر دیکھا کہ خوالہ میں سنگ مرمر زائبو جی کی عورت نصب ہے اور اسکے پیچھے صرف دو عورتیں ہیں تو ان میں سے جو کم تر تھی روشنی دیکھتے ہی گونگت نکال کر نئی نظر کر کے بیٹھ گئی مگر جڑاؤ مارواری اپنا ہون سے جو اسکے پہونچوں پر چمکین اور اسکی کارچوبی اعلیٰ درجہ کی صنعت کی پوشاک سے بہین جڑاؤ زبوں خوشنما کیسیاتہ شعاع دے رہے تھے مسافر صاف سمجھ گیا کہ یہ سی چوٹی اور ذیل قوم کی عورت نہیں ہے پہلی کے دیکھتے ہی دوسری عورت کی کم قیمت پوشاک سے اسے قیاس کیا کہ یہ اسکی سہیلی یا خادما ہے اسکی عمر پچیس برس

کی ہوگی تو جو ان نے عقداً یقین کیا کہ وہ خادسہ ہی سے باتیں کر رہا تھا اسکو اس بات پر حیرت ہوئی کہ کسی کا یہی لباس بنگالی عورتوں کا سا نہ تھا بلکہ دونوں مالک شمال و مغرب یعنی ہندوستانی عورتوں کی وضع کے کپڑے زیب بدن کئے ہوئے تھیں تو جو ان پر اسخ کو اپنی جگہ پر رکھ کر ادون عورتوں کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا جیسے ہی روشنی کی کرنیں اسکے سر پر پڑیں عورتوں نے دیکھا کہ اسکی عمر پچیس برس سے کچھ توڑی ہی زیادہ ہوگی قد اتنا لمبا تھا کہ اگر اور کوئی ہوتا تو ہرگز خوشنما معلوم ہوتا مگر اسکے چوڑے سینے اور ایسکے مناسب بڑے اور بھرے ہاتھ پانوں کے دیکھنے سے یقین ہو جاتا تھا کہ قدر کی لمہان کے اوکاٹے ہوئے سبزے یا فصل مبارکی تازہ پتیوں کے دربارنگ کا تلخ اور زیور جو راجپوتوں کے یہاں پہنے جاتے تھے چمک رہے تھے میان میں کی ہوئی آلودہ جوڈا بین بند ہی نہی کمر پر تنک رہی تھی لمبے ہاتھوں میں ایک بہت بڑا برہا تھا سر پر پگڑی تھی جس میں ایک سر لگاتا کالون میں بالیاں تھیں جن میں مولیٰ بڑے سنے سب کپڑوں کے اوپر گلے میں ایک موتیوں کا ہار پڑا تھا ایک دوسرے کو دیکھ کر دونوں جانب تعارف کا شوق ہو ا مگر بے ادبی کے خیال سے پوچھنے کی جرات کیسکو تھی نہیں پڑی۔

## دوسرا باب

### شنائی

پہلے تو جو ان ہی نے اپنی حیرت دفع کرنے کے لئے دو شیرہ لڑکی کی طرف خطاب کر کے کہا۔ بیوی میں یقین کرنا ہوں کہ کسی معزز شخص کے محل سے تم کو فخر ہے مگر انام و خاندان پوچھ کر جانتا ہوں کہ تم نے کس سے کہا کہ تم وہی عذر نہ کر دینا جو میں نے اپنا نام بتانے میں کیا تھا خلاصہ یہ کہ مجھے اس بات کے پوچھنے کی اجازت مل سکتی ہے کہ تم کون ہو؟

عورت نے نہیں صاحب یہ تو ہو ہی نہیں سکتا بلا کہیں عورتیں پہلے اپنا نام بتا سکتی ہیں۔

تو جو ان۔ جان بھین میں اسکی کیا ضرورت ہے کہ پہلے میری طرف سے ہو یا آپ کی جا سب سے۔

عورت نے بہن عرض کروں کوئی عورت کس طرح اپنا نام بتا سکتی ہے؟ وہ جو برذات خود اختیار

کرنی کی اجازت ملی ہے وہ جبکی عزت آئین ہے کہ دنیا بہر سے علیحدہ رکھی جائے کیونکہ اپنا  
 نام بتا سکتی ہے جب خدا نے عورت کو اپنے شوہر کا نام لینے کی ممانعت کی ہے تو اسی  
 ضمن میں کیا خود اپنا نام بتا کر اختیار اس سے نہیں چھین لیا تو جوان ان باتوں کا کچھ  
 جواب نہ دیا اصل میں وہ اور طرف متوجہ تھا کہ سن عورت نے رفتہ رفتہ گھونگٹ سر کا  
 اپنی ساتھ والی کے پیچھے سے ایک سنجیدگی کیسا تہہ دیکھنا شروع کیا اشنا، اگلا مہین  
 مسافر کی نگاہ ناگمان اور ہر جاڑی اور جاتے ہی اس کے چہرہ پر جم گئی اسے یقین ہو گیا کہ  
 پھر ایسی حسین پیاری صورت کا نظر آنا ہرگز نصیب نہوگا جیسے ہی نگاہ سے ٹکا لڑکی  
 اس دو شیرازہ نے نظر نیچی کر لی اور ہر خادمہ نے جب اپنی بات کا جواب نہ پایا مسافر کے  
 چہرہ کو غور سے دیکھا اور بخوبی سمجھ گئی کہ وہ کدہر دیکھ رہا ہے یہ جان کر کہ اسکی ماہوش  
 ساتھ والی ہی اس جوان کو نظر شوق سے دیکھتی ہوگی چپکے سے پس پس کر اس کے کان  
 میں کہا لڑکی یہ ہے کد کیا شیعہ جی کے سامنے اپنی شادی کیا چاہتی ہے یہ بات سن کر لڑکی نے  
 اپنے خادمہ کے چپکلی لی اور کہا تجھ پر ہیکار ہو۔ عیار نادار اس حال کو دیکھ کر اپنے دل میں  
 سوچنے لگی اٹکل سے یہ بڑے خوف کی بات معلوم ہوئی ہے کہ اس تو جوان کد حسن و  
 جمال نے میری حفاظت کی پردہ درزی شروع کر دی لڑکی اپنے دل میں اسکی نجات  
 لے رہی کوئی خراب نتیجہ نہ ہی پیدا ہوا تو افسوس اس کے دل کا آرام ہمیشہ کیلئے  
 ہاتھ سے جانا رہیگا ہائے اس بات کو تو دفع کرنا چاہئے مگر کیونکر دفع کیجائے تو اس  
 سے چھپا چڑا نیکے لئے میں کوئی تہہ نہ کروں یہ ارادہ کر کے عورتوں کا راجہ تر دل میں ہو کر  
 کہنے لگی صاحب عورتوں کا نام ایسا ہوتا ہے کہ ہوائے بار کا بھی تحمل نہیں ہو سکتا رات  
 والی سخت آنہ پی کا تو کیا کرے۔ بے خوف تو بالکل موقوف ہو گیا لیکن اگر آپ کی اجازت  
 ہو تو دیکھیں کہ کھڑا کیا سکتے ہیں یا نہیں تو جوان نے جواب دیا اگر اسوقت رات ہی کو تم  
 پیادہ پا چلی جانا چاہتی ہو تو میں ساتھ چل کر تمہیں گھر تک پہنچاؤں گا تاہم ان صاف ہو گیا ہی  
 اور مجھے اپنی حد سے زیادہ تاباں رہیگا اس سبب سے میں فقط تمہارے ساتھ چلے گا کہتا ہوں کہ  
 جبکہ میں یہاں ہوں میرا دل نہیں مانتا کہ تمہاری ساتھ والی ایسی شان عورت کو

تہا بغیر کسی حفاظت کے چھوڑ دوں

عورت۔ صاحب اپنے ہمسر بڑی مہربانی کی فی الحقیقت انہی بڑی مہربانی کی مین اپنی ملی  
 احسانندی پوری طور پر ظاہر نہیں کر سکتی ہوں مبادا آپ مجھے ناشکر خیال کچھ نہ خیال  
 عورت کی بڑی قسمت کا خیال میں کیا میں کروں قدرتی طور پر جلوگ شہہ اور بدگالی ہی  
 کی نظر سے دیکھتے جا رہے ہیں آپ کا ساتھ ہونا حقیقت میں بڑی خوشی کا اہر تھا مگر ذرا خیال تو  
 فرما جسے کہ ہمارا مالک جو اس لڑکی کا باپ اگر پوچھ بیٹھے کہ ایسے نازک وقت میں تم کسی  
 حفاظت میں آئی ہو تو ہم کیا جواب دے بیٹھے تو جو ان سے تو بڑی دیر تامل کر کے جواب دیا  
 کہ تم کہہ دینا کہ ہمارا بھائی مان سنگھ کے بیٹے کنور جگت سنگھ کی حفاظت میں آئے ہیں تو جو ان  
 سے جس وقت یہ بات کہی گویا اس وقت بجلی گوند گئی اس سے زیادہ حیرت عورتوں پر کہی  
 طاری نہوئی تھی گیسرا کردہ نوٹن کڑی ہو گئیں وہ شہزادہ کی صورت کے پیچھے جا کر دیکھ گئی  
 مگر دوسری چرب زبان عورت دوپٹہ کا آچل گلے میں پیٹ کر اور اتنے جوڑ کر کہنے لگی عاقلانہ  
 کہہ دیجیے آپ معاف فرمائیے نادانستی ہے ہزاروں گناہ ہوئے ہیں۔ کنور جی نے ہنس کر  
 جواب دیا سب قصور معاف کر دے گئے لیکن اگر تم اپنا نام ویٹہ بتا دو گی جب معاف کر دوں گا  
 ان گناہوں کے مناسب جو سزا ہوگی اس سے تم بچ سکو گی نرم الفاظ چلا کر عورت  
 کو بھروسہ جرات دلایا کرتے ہیں وہ بولی لا صاحب جو تم ہو رہا تھا فرمائیے ہم اس کی اتالیقی  
 کو حاضر ہیں ہر جگت سنگھ سے جو اہدیا اور کچھ نہیں صرف اہمیت رکھنے میں تم کو گرتا ہے  
 پانچا دون۔ ہمارا اسی لپٹن پیش میں تھی کئی خاص وجوہ سے وہ اس کے خلاف تھی کہ  
 دو شہزادہ لڑکی کا نام شاہنشاہ دہلی کے افسر پر ظاہر کر دے اور اس کا ساتھ لینا اور ہی ہند  
 کے قابل تاکہ یونکہ بڑا اہم معاملہ تھا اس سوچ میں اس سے نہ ہکا لیا ویسے ہی بہت سہ گھوڑوں کی  
 آواز شوالہ سے توڑی ہی وہ پرستانی دی کنور جی لپک کر باہر آئے اور دیکھا کہ کچھ سوار  
 بار سہ ہیں سب سواروں کے کم وضع ہونے پر انہوں نے غور کیا اور پہچان کر ہنس رہے ہیں  
 ساتھ کے راجپوت سپاہی ہیں چند روز ہوئے کہ کنور جی کسی جنگی کام کو گئے تھے اور سو  
 سواروں کیساتھ اپنا باپ کے پڑاویہ طرف پلٹے آئے تھے سہ پر کو اپنے ہمراہی آدمی

چوڑ کر اگلے بڑے آئے بعد ازاں جب وہ اور راہ پر نکل آئے اور اگلے سپاہی اور راہ پر گئے اور وقت طوفان آگیا اور تین تینا وہ مصیبت میں پڑ گئے اب جو سپاہیوں کو دیکھا تو اس بات کے دریافت کر سیکے لئے کہ انہیں کس طرح لگا کنور جی نے نفرو مارا اور شہنشاہ دہلی کی فتح کی فوراً ایک سوار بڑا کر آیا کنور جی نے اسے دیکھ کر کہا دہرم سنگھ میں طوفان کے باعث یہاں چلا آیا دہرم سنگھ نے بڑی عاجزی سے سر جھکا کر عرض کیا حضور آپ کو بہت کچھ تلاش کیا اور آپ کے گھوڑے کے نقش قدم دیکھتے ہوئے ہم پانچ آئے ہیں جو آپ لگا کنور جی لائے ہیں جو اس برگہ کے درخت کے نیچے ہمیں مل گیا جگت سنگھ نے حکم دیا کہ تم گھوڑا لے کر ٹھہرو اور دونو جوانوں کو روانہ کرو کہ قریب کے گاؤں ایک پالکی اور دو کناریاں لے آئیں اور بانی جوان کو حج کر دین۔ دہرم سنگھ کو اس بات سے تعجب معلوم ہوا مگر اپنے حاکم سے اس کا سبب دریافت کر کے کہنے لگا حضور میں آپ کا حکم اس وقت بجالاتا ہوں۔ دہرم سنگھ نے جاکر کنور جی کا حکم سپاہیوں کو سنایا یہ سنا کر بعض ہنسے اور اسے ساتھی سے پوچھنے لگے کہ آج کو سا عجیب و غریب حکم ہوا ہے؟ دوسرا جوان بولا اور کہیں خود معارفہ کو تو یاد کرو جو راجہ توں کر سردار ہیں کہ پانچو محلات سے کم کے بہر میں رہتے ہیں اسی آستان میں جب کنور جی آیا گئے تو فیروز کی نے اپنا گونگت کھولا اور خادمہ سے کہنے لگی بھالا آخر تم کنور جی کو نام کیوں نہیں بتاتی ہو۔

بھالا اس کا جواب تمہارے باپ کو ہو گا لیکن اب یہ کہنا آتا رہی ہے اور شیردہنی سے جو اب با میرے نزدیک تو کنور جی کی تلاش میں انکے کچھ سپاہی آئے ہیں مگر جب خود کنور جی اسی آستان پاس موجود ہیں تو تم کو کیا ڈر ہے وہ سوار جو پالکی لے گئے تھے انکے چلنے سے پہلے ان کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ کنور جی وہاں ہیں اور بیسوں نے طوفان سے بچنے کیلئے ایک قریب کے گاؤں میں جا کر تھکا لی تھی واپس آئے دور سے انکو دیکھ کر جگت سنگھ پر سوال میں داخل ہو کر خادمہ سے کہنے لگا کہ کچھ سوار چند مسلح آدمیوں کیساتھ ادھر ایک پالکی لے آئے ہیں باہر نکالو دیکھو وغیرہ کہہ سنا تو انہیں میں بھالا نے دیکھ کر پہچان لیا کہ اسی کیساتھ کے ہیں کنور جی نے کہا تب تو اور یہی نیچے یہاں نہ نظر آتا ہے تمہارے ساتھ میرا یہاں ہونا اور یہی غرابی کا باعث



ہوگا پھانسی تو رخصت میں شیشوارہ جی سے دعا مانگتا ہوں کہ تمہیں بخت تمام گھر تک پہنچاؤ میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ میری ملاقات کا حال ایک ہفتہ تک کسی پر ظاہر نہ کرنا مگر ان مجھے ہوں نہیں گو مجھے نہیں معلوم ہونے پایا کہ کیسی بیٹی سے گھر نشاندہی نشانی میرے دل میں موجود ہے تو تم مجھے اپنے پاس یادگار سمجھ کر کہنا یہ کہ کنور جی نے اپنے گلے سے موتیوں کا ہار اتار کر بالالکے سر پر ڈال دیا یہ بیش قیمت انعام اپنے بالوں پر بیڑا ہوا دیکھ کر بالالکے نہایت عاجزی سے کنور جی کے آگے سر جھکایا اور کہا عالی مرتبہ کنور جی میں التجا کرتی ہوں کہ جس امر کے دریافت کر نیکا آپ کو کچھ ایسا شوق ہوتا اس سے باز رہنے کا آپ مجھ کو الزام نہ دیجیگا صاحب یقین جانتے کہ میری جانب سے جو سکوت ہوا۔ اسکا باعث ہی ایسا ضروری امر ہے اگر آپ کو ایسی ہی بے انتہا حیرت ہے تو ازراہ عنایت مجھے بتائیے کہ فرنگ کے پندرہویں دن میں ملنا چاہوں تو آپ کہاں بیٹھیں گے کچھ سوچ کر جگت سنگھ نے اسکا خاص اسی سوال میں اور اگر بیان نہ لانا تو جان لینا کہ پہر کسی نہ ملو ننگا بالالکے نہایت عاجزی سے سر جھکا کر دعاوی صاحب ابھگوان آپ پر دیا کہ ہے تو خیر بوشیرہ (جی) کی کنور جی نے ایک مرتبہ بڑی ہی دلسوزی اور شوق کی نگاہ سے دیکھا اور ایک کرگور سے پیٹھ پر سوار ہو گئے اور نگاہ سے غائب ہو گئے۔

## تیسرا باب

مغل اور پٹن

معزز ناظرین کی حیرت دفع کرنے کے لئے میں ایسی تو یہ بیان کر رہا تھا کہ شیشوارہ جی کے شوال سے بات شکہ نکلا کر کہاں گیا اور نہ اس دوشیزہ کی سے اصلی حالات بیان کرو ننگا جو سوال میں نظر آتی تھی جگت سنگھ ایک راجپوت ہوا اسکا سبب بیان کرنے کے لئے کہ وہ ملک بنگالہ میں کیوں آیا تھا اور کھنڈے اس سنانا اگلے مہینہ ان میں سفر کر رہا تھا میں مختصر بیان کر رہا تھا کہ اس زمانہ میں ملک بنگالہ کی پوربیکل حالت کیا تھی لہذا یہ بات تاریخی ہوگی اور سے صبر ناظر اس بات نوچوڑ جائیگا مگر وہ بات صبر میں ہے وہ اور کچھ ایچ نہیں حاصل ہو سکتی سلطان بختیار خلجی نے ملک بنگالہ میں جب اسلامی عقدا نصب کروا کر

بعد کئی صدیوں تک بغیر جگڑے قناد کے پٹانوں نے اس ملک کی سلطنت کی ۹۳۲  
 میں مشہور و معروف شہنشاہ بابر شہنشاہ ابراہیم لودی کو شکست دی اور تختِ دہلی پر قبضہ  
 کر لیا مگر اس وقت تک ملک بنگالہ تیور یا خاندان سلطنت کے قبضہ میں نہیں آیا تا مغلیہ  
 خاندان کے آفتاب شہنشاہ اکبر کی جانشینی کے وقت بنگالہ پٹانوں کی خود سر سلطنت  
 کے قبضہ میں رہا ایک بری ساعت میں اُجدادِ بوقوف داؤد خان نے دست درازی  
 کے سوتے شیر کو جگا دیا اس بے لحاظی کا جیسا نتیجہ ہوتا چاہئے اسی کے موافق اکبر نے  
 ایک سپہ سالار منعم خان کے مقابلہ میں اسے شکست کھائی اور اپنا تخت ہاتھ سے  
 کودیا ۹۳۲ میں داؤد خان اپنے ہمراہیوں کیساتھ ملک اڑیسہ کو ہجرت کیا اور بنگالہ  
 مغلیہ سلطنت میں شامل ہو گیا اڑیسہ میں جب پٹانوں نے اپنے قدم مضبوط کیا تو  
 مغلوں پر یہ کام نہایت دشوار ہو گیا کہ انکو اس گڑھی سے نکال دین ۹۳۵ بنگالے  
 میں شہنشاہ اکبر کے صوبہ دار خان جہان خان نے پٹانوں پر دوبارہ مصیبت ڈالی اور  
 اڑیسہ کو اپنے شہنشاہ کے رقبہ اطاعت میں کر لیا اسکے بعد ایک بغاوت پیدا ہوئی  
 تحصیل مالگنداری ساہنشاہی کے بندوبست کے لئے اکبر کے نئے قوانین جو بنگالے  
 میں جاری کئے گئے اپنے وہاں کے جاگیرداروں اور زمینداروں نے ناراضی ظاہر  
 کی اپنی اگلی مقرر شدہ مالگنداری کے قائم رکھنے کیلئے تمکوار اٹھائی پٹانوں نے اس وقت  
 قابض پالوہر سر اور بھایا اور ادوں کے ایک شخص قتل و خان نامی نے شاہی کا خطاب اختیار  
 کر کے اڑیسہ کو پھر پٹانوں کے قبضہ میں کر لیا اور مناسب موقعہ پا کر حدود اڑیسہ کو  
 باہر زد و اثر صوبہ جون مدنا پور و بلسن پور کو فتح کر کے اپنی قوت کو بہت اعلیٰ درجہ کا ثابت  
 کر دیا ہاتھ سے نکلے ہوئے صوبہ جون کو دشمن سے واپس لے لینے میں اکبر کے صوبہ دار  
 خان اعظم اور اسکے بعد تیسرا زمانہ دونوں کو ناکامیابی ہوئی آخر الامر اس دشوار عمل  
 کے سر کرنے کیلئے ایک بندو جنگ جو مقرر کیا گیا جو وقتِ اسلامی سپہ گری کی موجود  
 نہ تھی پیدا ہوتے جہاد کے جوش اور اعلیٰ درجہ کے غرور کے ساتھ کوہِ ہمالیہ کے سلسلوں  
 سے جوش مارا۔ پرتھی راج اور راجپوتوں نے بے نظیر بہادری سے اس طغیان کو روکے کی

کوشش کی مگر افسوس! منتظرانِ قضا و قدر ہی کو ہندستان کا منزل منظور نہ ہوا اپنی  
 نیجائی کر نیے بعض راجپوت راجہ باہم جھگڑے فساد میں متواتر حملے پر جم کر کے مسلمانوں  
 نے تدریجاً سب ہندو قوم کو توڑ دیا اور دہلی کی شاہنشاہت قائم کر لی گو مسلمانوں  
 کو ایسی اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہوئی مگر اسپر ہی رہ گئے اور اسوقت سے مسلمان شاہنشاہت  
 کے اس واسطے زمانہ تک جب اسکے ٹکڑے ہو گئے تھے اس جنگجو قوم نے مسلمان جوانوں  
 سے بارہا میدان میں مقابلہ کیا اور اکثر شکست بھی دی رفتار زمانہ کے موافق بہت سے  
 راجپوت سردار شاہنشاہ دہلی کو خراج ادا کر کے مدد و معاونت پر آمادہ رہے اور دہلی کے  
 اپنی اعلیٰ عزت سے قطع نظر نہ کر کے خراج کی رضامندی کیلئے شاہنشاہی گمراہی کے بعد غریزہ دار  
 پیدا کر نیکو مجبور ہو گئے تھے اپنے دل میں شاہنشاہ دہلی اپنے بہادر دشمنوں پر دوستی اور  
 تربیت پیدا کرنے کے احسان سے متروک رہتے تھے آخر انقضا کے زمانہ سے خراج گزار  
 راجاڑے شاہنشاہی خدمات پر معبور ہونے لگے روئے شہنشاہ اکبر ہر حیثیت سے  
 بہ نسبت اگلے شاہنشاہوں کے بہت زیادہ مخلصانہ اور لائق تھا اسکو یقین تھا کہ  
 ملک کی حکمرانی کیلئے بغیر ملک والوں کے مقابلہ میں خود اسی ملک کی اولاد ہی نہایت  
 مناسب اور اسکے ساتھ اسکو یہ بھی تھا کہ خواہ مخواہ جو بادشاہی دونوں کی افسری کیلئے بہت  
 لوگ اپنا نظیر نہیں رکھتے ہیں اس یقینی خیال کی پابندی کو گویا ایک اصول خیالی  
 اسنے ولیدیوں اور قاصد راجپوتوں ہی کو نہ گامی کاموں کو اجرا کیلئے معور کیا تھا ہمارا  
 قصہ کے زمانہ میں ان سب راجپوتوں سے جو معزز خاندانوں پر ممتاز ہوئے تھے ہمارا راجہ  
 مان سنگھ نے سب سے پہلے عزت پائی۔ ہمارا راجہ مان سنگھ اکبر کے وزیر شہزادہ سلیم کے  
 سامنے تھے اعظم خان اور شہباز خان نے اپنی اپنی کوششوں میں ناکامیاب ہو گئے  
 بعد اکبر نے اس ممتاز شخص کو ملک بنگالہ اور سار کا صوبہ دار مقرر کر کے یہی شہزادہ  
 ہمارا راجہ مان سنگھ پٹنہ میں پہنچے اور پہلی بغاوت کو فرو کیا دوسری سال اوہونوں نے  
 اڑیسہ کی طرف کوچ کیا پٹنہ میں پہنچ کر انہوں نے سید خان کو اپنا پیشدست مقرر کر کے  
 اسی مقام پر قیام کا ارادہ کیا تا سید خان نے اس صوبہ پر معور ہو کر کٹمانڈو کو اپنا مقصد



اس چڑائی میں ان کے ہمراہ آئے تھے مشورہ کیا ہمارا ہر کتنے لگے روز بروز موضع پر موضع پر گئے پر گئے شہنشاہ کے ہاتھوں سے نکلا جاتا ہے اب ضرور پٹھانوں کو سزا دینا چاہئے مگر کیونکر سزا دی جائے ہمارے مقابلہ میں دشمنوں کی تعداد زیادہ ہے علاوہ برین غنیمت قلعوں میں پناہ پزیر کے لڑیگا لہذا ہم اگر دشمنوں کو شکست ہی دیدیں تو وہ تباہ اور خانان برباد ہو جائینگے مگر غور کرو کہ اسی ہم ہی پر تیاہی آگئی تو دشمنوں کے اس بی پناہ ملک میں یکبارگی نیست و نابود کر دیئے جائینگے لہذا میرے نزدیک شہنشاہ کے اتنے ایک سپاہیوں کی جانیں خطرے میں ڈالنے کو کہا جائے تو فقط وحشیانہ غنیمت ہوگی اور تیر فوج اڑیسہ کی تمام امیدیں خاک میں مل جائیں گی اس بنا پر سید خان کا انتظار کرنا ہر طرح مناسب ہے مگر جب تک وہ آئے تو چہرتی اور چالاک تدبیروں سے اسکا سامان ضرور ہونا چاہئے کہ غنیمت کی کچھ کچھ محض حاصل ہوتی رہے کیونکہ عاصیوں ہماری کیا صلاح ہے اسب پورائے افسروں نے ایک ساتھ جو ابدیلا سید خان کا انتظار ہی کرنا نہیں ہے راجہ مان سنگھ بولے "بعض اسکے کہ تمام فوج خطرے میں ڈالی جائے میرا ارادہ ہے کہ کسی مایق افسر کے ساتھ توڑی سی فوج روانہ کیجاوے" ایک بوڑھے افسر نے جواب دیا ہمارا ہر جان پوری فوج روانہ کر کے آپ ڈرتے ہیں وہاں ایک چھوٹی جماعت بھیجنے سے کیا فائدہ ہوگا مان سنگھ نے کہا اسکے روانہ کرنے میں میری یہ مشاغلین ہے کہ بیچ میدان میں وہ ہر ہو کر دشمن کا مقابلہ کرے ایک چھوٹی فوج پوشیدہ ہو کر پٹھانوں کے ان چھوٹوں گروہوں کو بخوبی روک سکیگی جو گانوں کو لوٹا کرتے ہیں ایک مغل نے جواب دیا ہمارا راجہ بہلا کون ایسا افسر ہے جو یقینی ہلاکت کی درخواست کر لیگا مان سنگھ نے جبین : جبین ہو کر کہا "کیا" اتنے راجہ چوتوں اور مغلوں میں کوئی بھی سانس نہیں لیتا ہے گو موت کو امانت کی نگاہ سے دیکھے۔ تو راجہ مغل اور راجہ پٹھان اوٹھ کھڑے ہوئے اور روانگی پر اپنی آبادگی ظاہر کی اس مقام پر جگت سنگھ بھی موجود تھا اور لوگوں کے پیچھے سے اسے بھی کہا صاحب اگر اجازت ہو تو شہنشاہ کی خدمت مرنیکو میں بھی تیار ہوں مان سنگھ نے مسرت کیساتھ کہا واہ کیونکہ اب میں گمان کرتا ہوں کہ وہ

قریب ہی ہے جبکہ راجپوت یا متعل کا نام ایک تاریخی یادگار ہو جائیگا سواب تم اس خطا تک  
خدمت کے اختیار کرنا کو تیار ہو تم سب میں سے کے منتخب کروں ایک فوجی آدمی نے ہنس کر  
ہمارا جی یہ بھی خوش نصیبی کی بات ہے کہ اتنے آدمی آباد ہو گئے حضور آپ اچھی طرح ان سب  
کا مقابلہ کیجئے اور ان سب میں سے اسے انتخاب کر لیجئے جو اوروں سے کم سپاہی لیجائے پورا مٹی  
ہوئے راجہ نے جواب دیا بیشک یہی صلاح ہے بعد ازاں جو روانگی کے پتلے آباد ہو انہاں اس سے  
فہمراہ لے پوچھا کہ تم کتنے آدمیوں کیساتھ جانے پر آمادہ ہو اس نے کہا پندرہ ہزار آدمیوں کیساتھ  
اور یوں جو آپ کی مرضی ہو راجہ نے کہا نہیں یہ نہیں ہو سکتا اگر پندرہ ہزار آدمی روانہ کر دئے گئے  
تو کافی فوج پہنچے دس ہزار آدمیوں کیساتھ جائیگا کون تیار ہے سب افسر خاموش تھے آخر  
کے ایک دوست راجپوت سپاہی نے اس ہم پر جائی کی اجازت مانگی اب راجہ نے ایک طبعی کے  
ساتھ چاروں طرف دیکھنا شروع کیا کنور جگت سنگھ کھڑا اویس کی نگاہ دیکھ رہا تھا جیسے ہی راجہ کی نظر  
اُس پر پڑی اس نے اُدبٹ کا ہمارا جہ میں آپ کی شہادت سے فقط پانچ ہزار آدمی نہ کر تلو خان کو دریا سے  
سو برتر کیا کے اوس پار بھگادو لنگمان سنگھ چپ ریگیا سب افسر باہم سرگوشی کرنے لگے تو ٹوڑی  
کے بعد مان سنگھ نے کہا میرے پیارے بیٹے میں جانتا ہوں کہ تم راجپوت کے فخر ہو کر گیا ابھی تم نا تجرب کار  
ہو جگت سنگھ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا صاحب اپنا قول پورا کر نیچے خلاف اگر زمین شہنشاہ کی فوج  
کو تفت کر دین تو جو سزا سب تلواروں ہو چکو دیجئے ایک خطا سوچئے کے بعد راجہ نے کہا تم راجپوت  
کے آئندہ اوصاف کی عزت کرنا خود اپنے منہ سے کہو میں تم کو اس کام پر مقرر کرتا ہوں یہ کہہ کر  
وہ بڑی دل گرفتگی کیساتھ کندھ جی سے بغلیں دوا اور اسلحہ نکالتا تھا۔

### پانچواں باب

گرگڑہ مندران۔

جس طرح برائش پور سے بدھ کنور جگت سنگھ جہاں آباد کو آیا تھا اسکے نشان اب تک باقی ہیں اس  
سڑک سے دکن کی طرف توڑی دور پر موضع گرگڑہ مندران ہے مورخین جو جگت سنگھ کو شوال  
میں ملی نہیں اسی موضع کی طرف گئی تھیں گرگڑہ مندران میں کئی قلعہ واقع تھے غالباً اسی موضع  
کا وہ تسمیر ہی ہو گا۔ اس موضع میں ایک جگہ پر سڑک داہنی جانب ایسی

سوڑی ہے کہ زمین کے ایک حصہ کو ٹنٹ قطع کا بنا کر اسکے دونوں ضلعوں پر بھجی جاوی ہو گئی  
 ہے اور تیسرے ضلع پر پہاڑ سے ترشا ہوا ایک قلعہ واقع ہے اس حصہ زمین پر عین جہانگیر  
 کہ دریا داخل ہوا ہے ایک حیرت میں ڈالنے والا قلعہ پانی سے بھل کر آسمان میں پھوست  
 ہو گیا ہے یہ عمارت کلیتاً سیہ پتر سے بنی ہے دریا کا تیز دار اسکے دو جانبوں کو غسل دیتا رہتا ہے  
 جو سا فرادہ ہر سے گذرتا ہے اس ناممکن التخیر قلعہ کے سمار شدہ مقامات کو دیکھتا ہے اب  
 صرف نیچے کا حصہ رہ گیا ہے یہ عمارت زمانہ کے ظالم ہاتھوں سے تباہ و سمار ہو گیا ایک ٹیلہ کی  
 قطع پر لگی اس قلعہ پر اعلیٰ اور بہت سے جنگلی درخت اور جھاڑیاں باہم ملکر ایک جنگل کی صورت  
 ہو گئی ہیں جہاں سانپ بیڑے اور درندے جانور رہا کرتے ہیں دریا کے اوپر پلوؤں پر کئی  
 قلعہ اور یہی واقع ہیں ان سب قلعوں میں کچھ دولت مند لوگ آباد ہیں جنگو ایک ہی خاندان  
 سے تعلق ہے مگر چارے قلعہ کو پہلے کے سوا اور کسی سے تعلق نہیں ہے جبکہ شہنشاہ دہلی  
 ملک بنگالہ فتح کر نیو آیا گجادر سنگہ نامی ایک سپاہی اسکے ہمراہ تھا جس رات بلین نے فتح پانی  
 اس ظالم نے شہنشاہ کی سرایت میں بڑی بناوری کے نونے دکھائے اس خدمت کے  
 صلہ میں شہنشاہ موضع گڑمندران میں اسے جائیداد مرحمت فرمائی اس جائیداد کے جانشین  
 زیادہ طاقتور ہو گئے اور اپنی مرضی کے موافق انہوں نے قلعہ بنائے اور شاہان بنگالہ تک  
 کی مقاومت کرنے لگے شہنشاہ نے اس قلعہ میں جبکہ تفصیلی حال میں بیان کیا گجادر سنگہ  
 کی نسل کا ایک شخص رند ہیر سنگہ نامی رہتا تھا رند ہیر سنگہ نوجوانی کے سن میں اپنے باپ سے اچھی  
 پیش نہیں آتا تھا وہ ایک عجز و غیر تعمیل خراج کا آدمی تھا اور اپنے والدین کی رائے پر بہت کم  
 بلکہ کبھی نہیں چلا اور اسی سبب سے باپ بیٹے میں اکثر جھگڑا فساد ہوا اگر بوڑھے زمیندار کی مرضی  
 تھی کہ رند ہیر سنگہ کی شادی ہی اسی جوار کے ایک اور زمیندار کی لڑکی سے کرے جو اسکی ذات  
 کا تھا لڑکی کے باپ کے کوئی اولاد نہ رہی تھی اسی سبب سے رند ہیر سنگہ کی واسطے یہ بھی امید تھی  
 کہ اسکی دولت کو ترقی ہو لڑکی خوبصورت ہی تھی بوڑھے زمیندار کی نظر میں ہر طرح مناسب  
 تھا کہ اس لڑکی کے ساتھ رند ہیر سنگہ کا بیاہ کر دجائے اور اسی بنا پر اس نے شادی کا سامان ہی  
 شروع کر دیا تھا مگر رند ہیر سنگہ نے تمام امور کی نگرداشت کے خلاف پڑوس کی ایک غریب بیس

بیوہ کیساتھ چکر بیاہ کر لیا اس ذلیل قرابت کی خیر زمیندار کے کالون تک جو پہنچی تو او سے  
 منہ سے طیش میں آکر بیٹے کو گھر سے نکال دیا تو جوان لڑکا اپنے باپ کے گھر سے نکل کر فوج  
 میں بہرتی ہوئی غرض سے دہلی کو روانہ ہوا اسکی بیوی گھر سے غور توں کے طریقہ پر تہی کر  
 تو داپنے ساتھ نہ لجا سکا وہ اپنی ماں ہی کے جو پیڑھے میں رہی لڑکا جا چکا تو بوڑھے نے زمیندار  
 نے اسکی مفارقت پر گریہ و زاری شروع کی اور ندامت و افسوس کا شکار ہو گیا بڑی جانفشی  
 سے اسنے ہر طرح کوشش کی کہ لڑکے کی کچھ خبر معلوم ہو مگر بیفائدہ ہی ہوا جب سب  
 کوششوں میں ناکامیابی ہوئی تو آنکوش محبت قبول کے خیر مقدم لکھا اپنی بیوہ کو اسکی غیب  
 مان کے گھر سے اپنے بیان لے آیا چند روز کے بعد رند ہر سنگ کی بیوی کے ایک لڑکی  
 پیدا ہوئی اور لڑکی پیدا ہونیکے بعد وہ خود مر گئی رند ہر سنگ نے دہلی پہنچ کر سپہ گری کا پیشہ  
 اختیار کر لیا اور راجپوتوں کی شاہنشاہی فوج میں بہرتی ہو گیا توڑے ہی دنوں میں اپنی  
 لیاقتوں کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ گیا چند سال میں دولت اور عزت حاصل کر لینے  
 کے بعد او سے اپنے باپ کے انتقال کی خبر پہنچی اب بھی ایک دور کی سرزمین پر پڑا رہنا  
 اور نوکری کرنا غیر ضروری خیال کر کے وہ وطن کو پلٹ آیا دہلی سے وہ بہت سے آدمی اپڑ  
 ساتھ لایا تاہم جن میں ایک خادمہ تھی اور ایک جوگی تھا اس قصہ میں ہمیں صرف انہیں دو  
 آدمیوں سے کام ہے۔ خادمہ کا نام باللا اور جوگی کا نام ابھی رام سوامی تھا باللا کو اس سے  
 پہلے ہم نے خادمہ بنایا تھا۔

اور آئندہ بھی اسی لفظ سے یاد کرینگے یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ وہ رند ہر سنگ کی خادمہ  
 ہے۔ وہ رند ہر سنگ کے گھر کا انتظام کرتی اور خصوصاً اسکی بیٹی کی خدمت میں رہا کرتی  
 تھی۔ ظاہراً اسکے قلعہ میں رہنے کا اور کوئی سبب نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اسوجہ سے میں اسکی  
 خادمہ لکھریا د کرنے پر مجبور ہوں لیکن اگرچہ یہ سب باتیں تھیں مگر خادمہ ہونیکے کوئی بات  
 نظر نہ آتی تھی

قلعہ کے سب رہنے والے اسکی تعظیم ایسی ہی کرتے تھے جیسی کہ خاص کسی گھر کی بیوی  
 کی ہونی چاہئے ہر شخص اسکی تعظیم کرتا تھا اسکے چہرہ سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ جوانی میں



معمول سے زیادہ حسین ہوگی خوشگوار وقت صبح میں غروب ہو جائیو اے چاند کی طرح  
اب بھی اسکے چہرہ پر حسن کی ایک شعلہ باقی تھی۔ ابھی رام سوامی کا ایک چیل گیا پتی بدیا  
و گیا بھی قلعہ میں رہتا تھا۔

فصیح بیانی میں چاہے جس قدر ریافت ہو مگر ظرافت و مسخر اپن کا او سے بے انتہا شوق تھا بالالا  
کو دیکھ کر وہ کہنے لگتا تھا یہ ابھی خادمہ تو لگی نکالنے کا بیجا ہے جو جو عشق کی آگ ٹنڈی جوتی  
جاتی ہے وہ وہ اور کا نقشہ اوہر تانا آتا ہے یہاں یہ بات یاد کر لینا چاہئے کہ جسدن سے  
اسنے اس قسم کا مذاق شروع کیا تھا بالالائے را سک واس سوامی اچھا لڑن کا غلام اسکو  
خطاب دیا تھا قطعہ نظر صورت و وضع کے بالالا آداب اور اسکی گفتگو ایسی تھی کہ کسی معمولی  
خادمہ سے ہرگز اسکی امید نہیں ہو سکتی ہے۔

اکثر لوگ کہتے تھے کہ وہ نہ تک وہ شہنشاہ دہلی کے محل میں رہ چکی ہے اس خبر کے جھوٹ  
یا سچ ہو نیکو خود بالالا ہی بتا سکتی تھی مگر کبھی اشارتا ہی اسنے اسکا تذکرہ نہیں کیا ایک بالالا  
بیوہ تھی۔ کسے معلوم وہ زیور پہنتی تھی بیوؤں کی طرح فاقہ کشی نہیں کرتی تھی اور اور باتوں میں  
بھی شوہر دار عورتوں کی طرح رہا کرتی تھی۔

یہ امر کر زمیندار کی بیٹی تلوتا کو دی محبت کیساتھ اسنے پالا تھا۔ شوالہ میں اسکے بڑاؤ سے  
صاف ظاہر ہو گیا۔ تلوتا کو بھی اسکے ساتھ میں الفت ہو گئی تھی۔

رند ہر سنگ کا دوسرا ساتھی ابھی رام سوامی قلعہ میں ہمیشہ نہیں رہتا تھا وہ دھینے دو دھینے  
گڑھ مندران میں رہ کر دھینے ہی دو دھینے کے واسطے سفر کو چلا جاتا تھا۔

تمام اہل قلعہ اور اور لوگوں کو یقین تھا کہ وہ رند ہر سنگ کا گروہ ہے اور اسی خیال کر  
کہ رند ہر سنگ تمام امور میں اپنی پوری کرتا ہے۔

لوگوں کا یہ یقین بالکل صحیح تھا انہیں خانگی معاملات میں سے کسی امر میں بغیر  
ابھی رام سوامی سے مشورہ کئے وہ ہرگز کوئی کام نہ کرتا تھا اسکا گروہ جو رائے دیا  
کرنا تھا وہ ہمیشہ کامیابی ہو ا کرتی تھی۔

اصل بات یہ ہے کہ ابھی رام سوامی بڑا تجربہ کار اور تیز عقل کا آدمی تھا علاوہ برین رہا تو

کے باعث تمام دنیاوی کاروبار میں اپنے غصہ کی مخالفت پر اسے بخوبی قدرت حاصل تھی جب چاہتا غصہ پر غالب ہو جاتا اور نہایت اطمینان کیساتھ اپنے کام میں مشغول ہوتا تھا ایسی حالت میں کیا کوئی حیرت کی بات ہے اگر تیز مزاج اور غیر متحمل رند ہیر سنگ کے مقابلہ میں اسکی صلاح سے عمدہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔

## چھٹا باب

ابھی رام سوامی کی صلاح

تلو تھا اور بالادو لون، بخیریت گھر پہنچ گئیں اسکے تین چار روز بعد ایک روز رند ہیر سنگ اپنے دربار میں مسند پر بیٹھا تھا کہ ابھی رام سوامی آئے رند ہیر سنگ مسند سے اٹھ کھڑا ہوا ابھی رام سوامی کو ہاتھوں ہاتھ کسلی ایک چٹائی پر بٹایا اور سوامی جی کے حسب الارشاد اپنی مسند پر پھر آ بیٹھا ابھی رام سوامی نے کہا رند ہیر سنگ آج مجھ کو تم سے ایک اہم معاملہ کا ذکر کرنا ہے رند ہیر سنگ نے جواب دیا: جناب میں آپکی خدمت میں ہو جو دھون سوامی۔ مغلون اور پٹھانوں میں ایک سخت لڑائی ہو اچا ہتی ہے۔

رند ہیر سنگ کہہ۔ ان غالباً کوئی سخت حادثہ ہونے کو ہے۔

سوامی۔ بیشک تو اچا باب نے کیا تجویز کی ہے۔

رند ہیر سنگ نے جوش میں اگر اپنے بازو کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ بازو دشمن کو شکست دے گا وہ مقابلہ کو آسکتا ہے جو کی نہایت ظلم کیساتھ کہنے لگا رند ہیر سنگ تم سے جنگجو آدمی کو بیشک ایسا ہی جو اب دینا چاہتے مگر اتنا سمجھو کہ فتح خالی بہادری سے حاصل نہیں ہوتی ہے فتح جب ہی حاصل ہوتی ہے جب اون لوگوں کا لحاظ کیا جاوے جنگ ہاتھ میں صلح و جنگ کا اختیار ہے تو تم خود اپنی ذات سے سب بہادروں سے بڑے ہوئے ہو مگر ہزار سے زیادہ فوج تمہارے یہاں نہیں ہے کون حملہ آور اتنی سی فوج لیکر اپنے سے سوھہ زیادہ فوج کا مقابلہ کر سکتا ہے کثرت کے اعتبار سے مغل اور پٹھان دونوں تم سے طاقتور زیادہ ہیں جب تک ایک کو مدد دیکے اپنی حفاظت کا سامان نہ کرو گے اسوقت دونوں کے ہاتھوں سے بچ جائیگی کیونکر امید ہوگی ازراہ غایت میری باتوں سے تاراض نہو؟ اطمینان

کو سو پو علاوہ برین دونوں سے دونوں سے دشمنی رکھنے میں فائدہ ہی کیا ہے؟ دشمن  
یقیناً ایک ہی چیز سے پر جائے ایک کے دو دشمن رکھنے میں فائدہ کیا ہے لہذا میری را  
میں کشیدہ دونوں میں سے ایک کو اختیار کر لینا چاہئے نہ میرے سرگرنے دیر تک تامل کر کے  
پوچھا حضرت آپ کے نزدیک میرے حق میں کسی طرفداری مناسب ہے۔

سوامی: مثل مشہور ہے کہ ہمیشہ سچ ہی کا بول بالا ہے اس فوجی کی طرف ہو جاؤ لیکن  
کوئی معمولی گناہ نہیں ہے شہنشاہ کی طرفداری ہی مناسب ہے۔

رند ہیر سنگھ نے سوچ کر پوچھا ارشاد فرمائیے کہ شہنشاہ کون ہے کیا منسل اور پٹان دونوں  
شاہنشاہت کے مدعی نہیں ہیں۔ ابھی رام سوامی بولے شہنشاہ وہ ہے جو مانگڑا رہی  
وصول کرتا ہے۔

رند ہیر سنگھ: اکبر شاہ!

ابھی رام سوامی: بیشک۔

اسپر رند ہیر سنگھ کے چہرہ سے تاراضی کے سامان ظاہر ہونے لگے رفتہ رفتہ اسکی کمین  
سچ ہو گئیں۔ یہ دیکھا ابھی رام سوامی کہنے لگے رند ہیر سنگھ اپنے غصہ کو فرو کرنے نہیں  
شہنشاہ دہلی کی طرفداری کر نیکیو کتا بوت نہ مان سنگھی۔ رند ہیر سنگھ نے اپنا دہشتا  
ہاتھ پٹایا اور ایک اونٹنی سے اسکی طرف اشارہ کر کے کہا حضرت آپ کی مہربانی سے میں  
اس ہاتھ کو مان سنگھ کے خون میں ڈبوؤں گا ابھی رام سوامی بولے دیکھو سنجھتا ہو تو  
کر کے اپنے کام میں خلل نہ ڈالو مان سنگھ کو اس کے گزشتہ قصور پر ہر طرح سزا دو مگر اسوجہ  
سے تمہیں اکبر بادشاہ سے دشمنی کر نیکی کون ضرورت ہے نہ رند ہیر سنگھ نے کہا اگر میں  
شہنشاہ کا طرفدار ہو جاؤں تو کس افسر کی ماتحتی میں مجھے نوڈا بڑیا کسکو دینا ہوگی  
کسی تعظیم کرنی پڑیگی؟ مان سنگھی؟ نہیں جیتک رند ہیر سنگھ زندہ ہے اسوقت  
تک ایسی ذلت کا کام کر نیکیے قابل نہوگا ابھی رام سوامی افسردہ دل ہو کر رہ گئے  
اور کچھ تو قہقہے کے بعد پوچھا تو کیا پٹانوں کی طرفداری تم کو مناسب معلوم ہوتی ہے  
رند ہیر سنگھ نے پوچھا تو کیا ضرور ہے کہ دونوں میں سے ایک کی ماتحتی اختیار کر لوں۔

ابھی رام۔ مان ضرور ہے۔

زندہ ہیر سنگ۔ تو میں ضرور بٹھانوں سے ل جاؤنگا

ابھی رام سوامی نے ایک آدھ کپنچی۔ اور خاصو میں ہو گئے آسوکا ایک قطرہ آنکھ میں ہیر کیا  
زندہ ہیر سنگ نے نہایت ہی تھج ہو کر کہا حضرت میرا قصور تو فرمائیے میں اسکا کرہ ہوں اگرناہ لکھو  
میں میں کس خطا کا مرتکب ہوا ابھی رام سوامی نے آنکھو چپے سے اپنی آنکھیں پوچھیں اور  
کہا سو چند روز سے میں سلجھ کر کیطاف زیادہ متوجہ ہوں نہ جانتے کہ تمنا۔ کھائی کیسا اتہ  
مجھے تم سے زیادہ محبت ہے خاص کر اوسے تعلق میں رہنے بہت ہی باتوں کے دریافت  
کرنے میں کوشش کی اتنا سنتے ہی زندہ ہیر سنگ مضطرب ہو کر دیکھنے لگا اور جڑی دل  
کر قلی کیسا نہ پوچھنے لگا حضرت فرمائیے اسے تعلق آپ کو اپنے تھ۔ سے کیا بات معلوم ہونی  
ابھی رام مغلون کے کسی بڑے افسر کے اتہ سے اسکو بڑا نقصان ہے۔ زندہ ہیر سنگ کہے  
چہرہ پر فکر کا ایک فبار سا چھایا سوامی جی نے چہرہ کا شروع کیا۔ یہ بات اُس صورت میں  
ہوگی جب مغل لوگ ہمارے دشمن ہو گئے انی طرف سے کوئی نہ کوئی خطرہ ضرور ہے  
لیکن وہ لوگ اگر ہمارے دوست ہو گئے تو کچھ تو تنہیں ہے اسبوجہ سے میں تمہیں  
مغلون کی طرف داری کی جانب راغب کرتا ہوں میں نہیں چاہتا تھا کہ مہبت کو افشا کر کے  
تمہیں رنج و غم کرانسان کی کوششوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے میرے خیال میں  
تقدیر کے احکام ضرور اپنا اثر دکھاتے ہیں اسکے بعد پھر ہی اپنے اشارہ اوپر مستقل رہنا ہمارا۔  
حق میں کیونکر مناسب ہو سکتا ہے۔ زندہ ہیر سنگ چپ رہ گیا ابھی رام سوامی نے زندہ ہیر سنگ  
قلو خان کا پٹلی پرانک پر کھڑا ہے۔ ہننے ہمارے پاس آئے وقت اوستے دیکھا تا دریا کو  
نے میرے حکم سے ابھی تک اوسکو ہمارے سامنے آنکی اجازت نہیں دی جو کچھ مجھے  
کہنا تھا کہ چلا اب اوسکو سامنے لیا کر جو حکم مناسب سمجھو جواب دو زندہ ہیر سنگ نے ایک آہ  
کھینچ کر سر اٹھایا اور کہنے لگا حضرت مدد ہونی چاہیے۔ یہ نہ تو کا کو نہیں دیکھا تو یا مجھے یہ نیا  
ابھی ہے کہ وہ میری بیٹی ہے اب دنیا میں سوائے اسکے میں کہیں کو نہیں رکھتا میں آپ کے  
ارشاد کو قبول کرونگا اور گذشتہ امور کو بھلا دوں گا میں مان سکتا ہوں۔ اتہ دو لگا دریاں سے

الطیچی کو میسر سناستے لائے دربان حسب الحکم اللمیچی کو لے آیا اوسنے قلو خان کا ایک خطا  
رند ہر سنگ کے ہاتھ میں دیا اوسکا مضمون یہ تھا۔ رند یہ سنگ کو ایک نر سواروں کی فوج۔ اور  
پانچ ہزار اشرفیان قلو خان کے پاس بھیجا چاہئے ورنہ قلو خان کی طرف سے ہمیں ہزار  
فوج گڑھ مندران بھیج جائیگی۔ رند یہ سنگ لے خطا کر کہہ اللمیچی اپنے مالک سے کہو کہ فوج  
روانہ کرے اس شخص نے سر نہایت جھکایا اور واپس تہا گیا بلایا تمام گفتگو کمر کی من میں ہی سن رہی

## ساتواں باب

بے سروسامانی

قلعہ لے اوس جانب جدید دریائے امود راہ میں مارتا ہوا دریا تھا قلو خان ایک کمرے میں بیٹھ ہوا  
کی راہ سے پڑھ رہا دلی کے ساتھ بیچ دربارے میں ایک ہنر کو دیکھ رہی تھی شام ہو رہی تھی اور  
ابر کے ٹکڑے جنہوں نے ڈوبتے ہوئے آفتاب کی زرد درختا عوں کی طرح سے آسمان پر بچے  
نقش و نگار بنا رکھے تھے جتنے پانی پر لہرا رہے تھے سطح آب آسمان کے عکس کی نیلی زمین  
بگنی تھی جسکی اس پار لب دریا واقع ہونیوالی اونچی عمارتوں اور لمبے درختوں کے عکس سے  
عجب بیل بوٹے دار بن گئے تھے قلو کے اندر مور اور سارس اور بہت سے طیور کے شور سے  
ایک دلچسپ ہنگامہ برپا تھا بارہا کوئی نہ کوئی چڑیا شام ہونے دیکھ کر بسیرے کی تلاش میں آسمان  
کے نیچے ایک سہولت کیساتھ اپنے ہوا کے رستہ کو طے کرتی جاتی تھی۔ موسم گرما کی ٹھنڈی  
خوشگوار ہوا کے جھونکے آہستہ آہستہ کی ٹہنیوں کو زکرت دیکر اور دریائے امود را کے  
پانی کو چھو کر تھوڑے زانہوں اور ایک شانوں پر خوشامی کیساتھ پڑے ہوئے آنچلوں کو  
تکڑے کیٹے تھے قلو خان ایک حسین عورت تھی اور اسکے بے نظیر ہر ایک معزز ناظرین کی  
نگاہ پنچا دینے کی میں کس طرح کوشش کروں! اگر آئے میری ہفتا گدہ کوشش معزز ناظرین  
کسی تھکے اپنے عنوان شباب میں عاشقانہ نگاہ سے کسی متین اور نازنین، وغیرہ لڑکی کے  
حسن و جمال کو انگلیوں پر آگے دیکھا ہے جسکی پیاری صورت ہمارے دل پر اسطرح نقش  
سزائی ہو کہ کبھی ہٹنے کا نام ہی نہ لیتی ہو جسکی عورت کی صورت کو باخواب میں نظر پڑ گئی ہو۔  
اور اندر باہر ہمارے عقنوں شباب اور ہمارے تجربہ کاری اور بڑھاپے کی عمر میں جب

تم اپنے کام میں لگے اور اطمینان کیساتھ ساتھ ہے ہو خواہ تم جاگتے ہو یا سوتے ہو ہر وقت پیش نظر رہتی ہو۔ اور باوجود اسکے اسکے بعد بے لطفی کا کوئی اثر نہ باقی رہتا کیونکہ یہ معزز ناظرین کوئی دوشیزہ لڑکی کہی تم نے دیکھی ہے تو اس تم ہی سمجھ سکتے ہو کہ تو تم کیسی تھی وہی صورت تھی جو اپنے حسن و جمال سے ہمارے دل کی تاریکی کو دفع کر دیتی ہے ہماری نازنین کی صورت ویسی نہ تھی کہ چلبلی او او ان کے کمال سے اپنے زہریلے دانتوں میں پیوست کر دے اسکے پاس تو وہ صورت تھی جو اپنی نرم و نازک اداؤں سے شاہ باغ کی شبنم دل پر ٹپکاتی ہے وہی صورت تھی جو اس جھاڑی کی طرح زمین موسم بہار کی ہوا کے پھلنے سے خوشنما کیساتھ حرکت پیدا ہوئی انسان کے خیال میں نہایت ہی نزاکت سے حرکت کیا کرتی ہے۔ تلو تلو مولا ہواں برس ہے عورتیں معمولاً جھگڑتی ہیں تو تم کا قہر ابھی اس قدر نہیں بڑھاتا۔ نہیں اسکے بھرت سے لڑکپن کا ایک اثر نمایاں تھا نہ پتل اور بہت کشادہ محراب دار پیشانی جس سے کامل تحمل اور سکون معلوم ہوتا تھا اس سطح آب کے مثل تھی جس پر چاند کی روشنی پڑ رہی ہو کوئے کی ایسی کافی زلفوں اسکی ابروؤں رخساروں گردن اور شانوں پر بکھری ہوئی تھیں اور باوجود اسکے پیچھے کی طرف موٹی ٹوٹی لڑکی سے بہت سے کالے کالے بالوں کا جوڑہ بند ہا ہوا تھا اسکے ابروؤں کی بڑی بڑی توسین ایسی معلوم ہوتی تھیں گویا کسی مصور کا کام ہے سائے کے مثل نمایاں اور بالکل بے عیب تھیں رائے ناظرین! کیا تمہیں شوخ آنکھیں پسند ہیں؟ اگر ایسا ہے تو تلو تلو تم پر کامیاب ہونے سے مایوس ہونا چاہئے اسکی آنکھیں نازک تھیں وہ بجلی کی چمک کی طرح نگاہ بازی کی عادی نہ تھیں دونوں پیاری کشادہ بڑی نہایت ہی دلربا اور سہولت سے نظر ڈالنے والی تھیں اون کا رنگ اس نازک رنگونی کے مشابہ تھا جو دلہنہ پہنچانے میں آسمان پر ظاہر ہوتی ہے جب وہ دوشیزہ لڑکی ان بڑی بڑی صاف صاف آنکھوں سے دیکھنے لگتی تھی تو کسی دلفریبی اور کالہ نشان بھی اونہیں مخفی نہ ہوتا تھا لیکن سے اسنے دیکھنا سیکھا ہی نہ تھا وہ بالکل سادگی اور ہولے پن سے دیکھتی جس سے صحیح طور پر اسکی دلی سادگی کا پتہ لگتا تھا مگر کوئی شخص اسکے چہرہ کی طرف دیکھتا تو آنکھیں نیچی کر لیتی تھی

نوٹا کی جوتے کی پوجہ کی سی تاکہ نہتہ کے بار سے واقف ہی نہ تھی دونوں لب شیریں گلاب  
 کے رنگ کے تھے اور انھیں ایک دلیک تازگی پانی جاتی تھی وہ چھوٹے چھوٹے اور  
 ایک کچی پانی جاتی تھیں انکی پیدائشی وضع ہی مشکہ واقع ہوئی تھی تھے ان ہونٹوں کی  
 ہنسی کے دیکھنے کی عزت اگر ایک دفعہ بھی تمہاری آنکھوں کو نصیب ہو جائے تو خواہ مخواہ  
 صوفی ہو یا عالم ہو اسے ہو یا جوان اس زندگی میں کہی ہو لئے کا نام ہی نہ لو باوجود  
 اسکے انھیں سوا سادگی اور لڑکپن کے اور کچھ نہ تھا تو تلو تلو کے خوبصورت اعضا ہی  
 پورے نمونہ کے مرتبے تک نہیں پہنچتے تھے مگر خدا جانتے اسکی نوعمری کے باعث یا اسکے  
 بدن کی خلق بناوٹ کے سبب یہ خوبصورت ہاتھ پیروں پر موتا پلے کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا  
 تھا اس پر ہی اسکے پیلے ہاتھ پانوں گول اور نازک تھے نازک کلاہوں میں ماڈواری چوڑیاں تھیں  
 گولی گول بازوؤں پر بڑا بڑا جوش۔ تھے پیاری پیاری اونگلیوں میں چھلے تھے پتلی کمر میں  
 کروہنی تھی ہرے ہوئے شان پر سونکی زنجیر تھی اور صراحی دار گردن میں جڑا ہوا ہار تھا  
 تمام امتحان کی مجموعی وضع ہندوستان ہی خوبصورت واقع ہوئی تھی اپنے کرد کی کھڑکی میں تلو تلو  
 کیون ترنا مٹی سے کیا وہ شام کی وقت سنہرے آسمان کو دیکھ رہی ہے اگر ایسا ہے تو اسکی  
 آنکھیں زریں میں کیوں گریبی جاتی ہیں کیا وہ لب دریا کے خوشگوار ہوا کے جو کون سے خوش  
 ہو رہی ہے اگر ایسا ہے تو پچھلے کے چھوٹے چھوٹے قطرے اسکی پیشانی پر کیوں نمودار  
 ہو رہے ہیں ہوا اسکے چہرہ کو ایک ہی جانب کو چھو سکتی ہے تو کیا وہ ان سویٹیاں کی نگہانی  
 کرتی تھی جو میدان میں چر رہے ہیں یہ ہیں کہیں کیونکہ سویٹیاں کے گلے گردن جھکائے  
 بھاگے جاتے ہیں کیا وہ کوئل کی کو کو پکان لگائے ہے اگر ایسا ہے تو وہ اسقدر رنخ کیوں  
 ہو رہی ہے انہیں تلو تلو تازہ دیکھتی ہے نہ سنتی ہے وہ تو ایک دلچسپ اور دلوز خیال  
 ہیں ڈوبی ہوئی ہے اس کی سر میں کس تصور نے اسکی تمام ہوشیار یوں کو جذب کر لیا اسکے  
 سینہ میں پہلے پھل شقی کے جاوہر اثر کی گری پہنچی ہے شاید ایسا ہی ہے ایک سیلر  
 چراغ اگر گھدیا ہے تلو تلو تازہ خیالات جید کر تک کتاب لی اور روشنی میں بیٹھ گئی وہ  
 چہرہ تازہ ہے ابھی راجہ سوامی سے اسے شکرت پڑی تھی وہ کیلچرہ رہی ہے کمر دکھا

اس کتاب سے اسکا دل خوش نہیں ہوا تو ایسی چیز ہر گز نہ دے اسکے بعد اسے سنیہ ہو  
کی وسادوت لی کچھ دیر پڑا اور خیالات میں غرق ہو گئی پھر پڑھا اور تصور میں کو گئی آخر اسکا  
دل خوش کرتین وسادوت کو بھی تاکا می ہوئی تب گو بندہ کو لباس کما سینے کچھ دیر خوش  
کیا لیکن جیسے ہی اس نظم پر پہنچی نظم

کچھ سدا آتی ہے تیری چوڑیوں کی اسکڑی ہو ہو کما تے ہیں تیری ہی چغلی اے حسین  
ہو کے بے آرام شوق ہلکاری میں تری بنگلی ہیں دشمن جان تیری سن اور نازنین  
شرم سے چہرہ کا رنگ تغیر ہو گیا اور کتاب ہاتھ سے پھینک دی بعد ازاں تھوڑی دیر تک چپ چاپ

بیٹھی رہی قلم دوات پاس رکھی تھی اب اسنے ایک بیچ دی کے عالم میں ہلنگ کی چادر ہی پر  
یوں لکنا شروع کر دیا۔ کمرہ دروازہ درخت آدمی وغیرہ رفتہ رفتہ پتنگ ایک طرف سے  
ان لفظوں سے بالکل بھر گیا جب کچھ جگہ بچ رہی تو وہ چونک کر اپنے ہوش میں آئی  
اور خیال کیا کہ کیا کر رہی ہوں اپنی باتوں پر ہنسی اور پڑھنا شروع کیا دیکھوں کیا لکھا ہر  
درخت سخیو شینو جی جھاڑیاں پتے بد غلی۔ قلعہ یہاں تک بچ کر جب گئی اور کیا لکھا  
ہے کنور جگت سنگہ تنو قہا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا بیوقوف لڑکی کمرہ میں کون  
ہے جو تو ایسی شرمیلی جاتی ہے کنور جگت سنگہ تنو قہا ہے اس نام کو دو تین مرتبہ پڑھا اور  
دروازہ کی طرف دیکھا اور پھر پڑھا جس طرح ایک چور چھپی کر رہا ہے تنو قہا کو کچھ دیر تک  
اس لفظ کے پڑھنے کی جرأت نہ تھی کہ مبادا کوئی آغا وے اور پڑھتے دیکھ لے  
چک کر پانی لائی اور دھو ڈالا اگر شے کا اطمینان نہ ہوا اس مقام کو اپنے انچل سو خوب  
پوچھا اور پھر خود کر کے دیکھا کہ تھوڑا بہت پڑھا جاتا ہے اگرچہ کچھ نشان بھی نہیں باقی تھا  
لیکن اسے ایسا معلوم ہوا کہ وہ لفظ ابھی تک پڑھ لیا جاوے گا اس مقام کو پھر دہرایا  
اور پوچھا تو بھی اوسکے خیال میں یہی ہے کہ اب تک باقی ہے۔

آٹھواں باب

بالا کا مشورہ کرنا

بالا ابھی رام سواستی کے ہونے میں کٹری تھی اور وہ اپنی چٹائی پر جویز میں پر کھی تھی بیٹھے



بالا کنو ر جگت سنگ سے ملاقات ہو نیکی سرگزشت بیان کر رہی تھی جب سب کہہ چکی تو بولی  
آج چودھواں روز ہے کل پورے پندرہ روز ہو جائینگے۔

ابھی رام سوامی ہاں تو تمہارا کیا قصد ہے۔

یالا۔ حضرت اسی بارعین صلاح لینے کیلئے تو میں آپکی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔

سوامی جی۔ میرے نزدیک تو صلاح ہی ہے کہ اب اس بارعین غور زیادہ نہ کرو  
بالا بالکل خاموش ہو کر رہ گئی۔

ابھی رام سوامی تم ایسی معوم کیوں نظر آتی ہو۔

یالا۔ اچھا تو تمہارے بارے میں کیا کیا جائے۔

اسی رام سوامی کیون کیا اسکے دل میں نخل کی کوٹھیں بھلی آئین کچھ توقف کر کے

یالا بولی حضرت میں آپکی خدمت میں کیا عرض کروں اس مبارک گذشتہ چودہ روز میں

راندن اسکی حرکتوں کو میں چپاے رہا اور مجھے کمال یقین ہو گیا ہے کہ تلو تلو ایک بڑا

بھاری غم برداشت کیا کرتی ہے سوامی جی نے ہنس کر جواب دیا م عورتوں کا قاعدہ ہے

کہ جہاں محبت کے آثار دیکھے فوراً یقین کر لیا کہ بڑی گہری محبت ہے اسے بالاطو تمہاری آئندہ

شادمانی میں جو غللی پڑا ہے اس پر تردد نہو ابھی کچھ ہونیکے باعث انکے دل کا پیمانہ بھلی ہی نگاہ

پر مضطرب ہوا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ جگت سنگ کو بھول جائیگی اس معاملہ میں جو گفتگو ہو

اوسکی غایت اس قدر کرنی چاہئے کہ ان باتوں سے تلو تلو کے روکنے کی کوشش کی جائے

یالا۔ جناب ایسا نہیں ہے تلو تلو میں جو عشق کے آثار دیکھے جاتے ہیں وہ اس قسم کے ہیں نہیں

جیسا کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں ان چودہ دن کے اندر اسکے خلق میں ایک قسم کا تغیر ہو گیا ہے

مجھے اپنی سہیلیوں کے بولنے چانے میں اسکو راحت نہیں ملتی ہے نہیں آجکل کبھی شاید وہ

کسی سے بات چیت کرتی ہو بلکہ کسی سے بولتی ہی نہیں ہے اسکی کتابیں پلنگ پر پڑی پڑ

رہی ہیں اسکے پسول بے پانی کے سوکھا کرتے ہیں اسکی غفلت سے چڑھو نگو سیپ لگی جاتی

ہے نہ وہ کہانی ہے نہ وہ سوتی ہے نہ وہ اپنی آرائش کا سامان درست کرتی ہے اسکی لڑکی جو

کبھی فکر کے پاس نہیں پہنچتی تھی اب فکر ہی فکر میں ڈوبی رہتی ہے تلو تلو کی صورت پر تلو تلو

چاگئی ہے ابھی رام سوامی دیر تک سکوت میں رہے پھر کہنے لگے میں اس خیال میں تھا کہ پہلی ہی نظر سے گہری محبت جوش نہیں مارتی ہے مگر عورت کے مزاج اور خاص کر بڑے کیوں کی طبیعت کا حال بنگوان ہی جانتا ہے مگر تم کیا کرنا چاہتی ہو اس نسبت پر رند ہیر سنگ تو ہرگز راضی نہ ہوگا۔

بھالا۔ انبات کا مجھے بہت بڑا خوف تھا جو اب تک بیٹے نہ اسکا حال ظاہر کیا اور نہ شوالہ میں جگت کو اپنا نام و نشان بتایا مگر اب تو عالی مرتبہ سنگ۔ بیانا پر بھالا کے چہرہ میں ایک خفیف سا تغیر ہو گیا مگر اب تو انکا قصد ہے کہ ان سنگ سے دوستی کر لیں اس صورت میں جگت سنگ کو اپنا داماد قبول کرنے میں کیا قیامت ہے۔

ابھی رام سوامی اس شادی پر مان سنگ کیوں راضی ہونے لگے۔

بھالا۔ اگر وہ نہ مانجئے تو کورجی کو اپنے معاملہ میں آپ اختیار ہے۔

ابھی رام سوامی وہ خود جگت سنگ ہی رند ہیر سنگ کی بیٹی سے کیوں شادی کرتے لگا۔

بھالا۔ ذات کی خرابیوں سے دونوں خاندان میں سے کوئی خاندان محفوظ ہے کجا ہر سنگ ر مورث اعلیٰ اپنی بدو کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

ابھی رام سوامی۔ بھلا ایسے خاندان کی لڑکی مسلمانوں کے سائے کے بیٹے کیساتھ کیونکر بیاہی جاسکتی ہے۔

بھالانے نگاہ کر کر سوامی کی طرف دیکھا اور کہنے لگی آخر یہ کسوجہ سے نہیں ہو سکتا کوئی گہرا اندیشہ ہے خاندان سے گرا ہوا ہے ان باتوں پر سوامی جی کی آنکھوں سے اُگ برسے لگی اور وہ بڑی سخت آواز سے چلائے کجبت کیا اپنی بد قسمت کو تو بھولی گئی اور ہر میرے سامنے سو

## نوائے باب

شیخ خاندان

جب جگت سنگ اپنی ناپ سے رخصت ہو کر روانہ ہوا پھر ثانون کی فوج میں خوف اور دہشت پھیل گئی کئی کئی جگت سنگ نے ہزار ہا فوج کی مدد سے قتل خان کی پچاس ہزار فوج کو دریا بے سویہ نہ کیا کہ اوس پار بنگادینے کا وعدہ کر لیا تھا گواس کا سیانی کے حاصل کرنے سے وہ بڑا

دور تھا مگر جہاں آباد سے کوچ کر سیکے بعد وہی ہفتہ کے اندر افسری فوج کی حیثیت سے جو اوصاف کا سر  
 میں ہوئے ایسے تھے کہ کوئی خبر شکرمان شکر کئے گئے قوم راجپوت کے نام کی اگلی برکت شاید  
 میرے شہزادوں کے ایسے فرزند کے ہاتھ سے پر زندہ ہوگی جگت سکرے بخوبی محمد لیا کہ  
 پانچ ہزار فوج سے پچاس ہزار آدمیوں کو پنج میدان میں شکست دیدینا خیال سے باہر  
 ہے ایسی روش اختیار کرنے سے لقیئاً شکست اور موت ہی کا سامنا ہو گا لہذا اس نتیجہ سے  
 بچنے کیلئے رو برو مقابلہ کرنی کوشش سے قطع نظر اوسے جنگ جوں کا ایک اور طریقہ اختیار  
 کر لیا اسے ہمیشہ اپنی چوٹی فوج گئے جنگوں اور غیر سطح زمینوں کے نشیبوں میں جو اس  
 ملک میں واقع تھے بالکل پوشیدہ رکھی اپنے غیروہ کے نصب کر کے لئے اسے ایسے مقامات کو  
 چن لیا جو ٹیلوں کی آڑ میں تھے اور ایسے تھے کہ کوئی پاس ہی ہو تو پتہ لگ نہ سکے اس طرح رہتا  
 تھا اور جہاں پٹھانوں کی فوج کی خبر پاتا کہ چوٹی سے تو سہاروں کی موج کی طرح اچانک نکلے اور سکو بیخ  
 دین سے اسے اٹھا ڈالتا تھا اسے بہت سے جاسوس بھی بھجوائے جو تختہ وضعوں پر مہموہ  
 فروشوں، خپلی والوں، فقیروں، جوگیوں، رہنمون، جلیوٹوں کے ہمیں میں جا کر عظیم کے  
 ارادوں اور روانگی کی خبر میں لایا کرتے تھے جہاں کہیں تھیں وہ پرتی اور چالاک سے  
 اپنی فوج کسی ایسے مقام پر پہنچا دیتا تھا جہاں سے غنیم کے نزدیک پہنچنے ہی بغیر اسکے کہ  
 عظیم پہنچ جائے حملہ کرنے کا بہت اچھا موقع مل جاتا تھا اگر پٹھانوں کا کوئی ٹرا گروہ ہو تا تو  
 وہ حملہ کر کے کوشش نہیں کرتا تھا وہ جانتا تھا کہ اسکی موجودہ ترقی کیلئے ایک شکست  
 ہونی کا بھی مطلب نیست و نابود ہو جاتا ہے اسلئے اگر ایک لڑائی میں ہی وہ شکست کھا گیا  
 تو ساری ترقی جاتی رہی مگر ایسی حالتوں میں وہ یہ کرتا تھا کہ جب دیکتا کہ پٹھان لوگ نظر سے  
 غائب ہو گئے تو ہوشیار رہی کہ ساتھ اس کے پیچھے روانہ ہوتا آئے کو ان کی رسد اور گورے و قوت  
 وغیرہ لوٹ لیتا تھا اور اگر برخلاف اسکے پٹھانوں کے گروہ ہوتے تھے تو جہت کہ جہاں وہ تھا  
 تھا پٹھان لوگ وہاں پہنچ لیتے وہ چپ چاپ اپنی کنیز گاہ میں بیٹھ رہتا اور جہاں موقع  
 ملا وہ ہو کے شیر کی طرح شور و غل کر کے دشمن پر آ پڑتا تھا اور کاٹ کے ٹکڑے کر دیتا تھا۔  
 ایسے اوقات میں پٹھانوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دشمن کے ہاتھوں اور اسی لئے وہ لڑائی

کیسے بالکل تیار نہیں ہوتے بار ہا دشمنوں کے ہاتھوں میں پٹانوں سے بے لڑے بہتے بہت سی جانوں کا نقصان اٹھایا اسبطحہ پر بہت سے کوحی ضائع ہوئے پٹان لوگ نہایت ہی مضطرب تھے اور جگت سنگ کے آدمیوں کے پیس ڈالنے کی غرض سے اس تاک میں تھے کہ بیچ میدان میں مقابلہ کریں مگر یہ کوئی نہیں بتا سکتا تھا کہ جگت سنگ کے لوگ کہاں ہیں پٹان سپاہیوں کی زندگی ختم ہونے کے وقت موت کے قاصدوں کی طرح صرف ایک ہی مرتبہ وہ ظاہر ہوئے اور اپنا خونریزی کا کام کر سکتے ہی فوراً غائب ہو گئے جگت سنگ حیلہ بازی میں استاد تھا اسنے پانچہزار فوج کو ہمیشہ اپنے ساتھ نہیں رکھا ہزار بیان پانچ سو وہاں دو سو ایک جگہ۔ دو سو ایک مقام پر۔ غنیم کے کہیں ہو جو دہوئی خبریں جہاں اسے پھیل سکتے اپنی اپنی فوج کو گروہ گروہ پر تقسیم کر دیا اور ہر ایک گروہ ضرورت کیسے تیار ہو گیا جو وقت ایک کام پورا ہو جاتا تھا پھر وہ اپنے آدمیوں کو اسی مقام پر زیادہ دیر تک نہیں ٹہرنے دیتا تھا حالانکہ پٹانوں کو ابھی تک نہیں معلوم ہونے پایا تھا کہ راجپوت لوگ کہاں ہیں اور کہاں نہیں ہیں توح کے مات ہوئی خبریں قلعو خان کے کان تک روز بھر پھرتی رہتی تھیں ہر سہ اپنے ساتھ ایک تازہ مصیبت کی خبر لاتا تھا آخر الام چاہے کیسی ہی ضرورت ہو توڑے آدمیوں سے قلعو سے باہر نکلتا پٹانوں پر دشوار ہو گیا انکے گروہ کی بارگی روک دے گئے سپاہیوں نے قلعو کے اندر پناہ لی اور رسد باہم پہنچانا نہایت ہی دشوار ہو گیا اس امر کی خبر پا کر ملک جو پہلے اسد رجہ غارت کیا جاتا تھا اب جگت سنگ نے اسکے لئے کچھ ایسی حمایت کی ہے۔ مان سنگ نے اپنے بیٹے کو مفصلہ ذیل خط لکھا۔

شیخ خاندان! مجھے یقین آگیا کہ تمہارے ہی ہاتھوں شہنشاہ کی سلطنت کا پٹانوں سے بھیچ چکا تھا مگر یہی کوششوں کی ملک کی واسطے دس ہزار سپاہی میں اور روانہ کرتا ہوں۔ انور جگت سنگ نے جواب میں لکھا حضرت جو آپ کی مرضی ہو اگر فوج آگئی تو اور بہتر ہو گا مگر میں آپ کی ہر بات سے پہنچتا ہوں۔ فوج ہی سے اپنی کترہوں کے ایسے عمدہ کی حفاظت کروں گا سپاہیانہ سرگرمی میں ڈوب رہا ہوں انور جگت سنگ بلا کسی مزاحمت کے کامیابی حاصل کر نہیں سکتا رہا۔ شیش شولہہ ہی کیا اس دو شیرہ کی یاد جسکی جادو بہری سادی نگاہ نے تمہارے شوالہہ

اس بہاد کو مغلوب کر لیا تاڑائی کے شور و ہنگامہ میں اسکے دل سے جاتی رہی تھی اگر ایسا ہے تو جگت سنگہ تمہاری ہی طرح بالکل پتھر کا بنا ہوا ہے اب ہم بالاکے پاس چلیں دیکھیں کہ جگت سنگہ پتھر سے یا آدمی یا لڑائی کے ہنگامہ دیکھیں مگر بلا ہی ان سب میں زیادہ دلچسپ ہے۔

## دسواں باب

مشورے کے بعد تیاری

جس روز راہی رام سوامی نے بالاکو اپنے وہاں سے نکال دیا ہے اس کے دوسرے دن کی شام کو وہ اپنے کمرہ میں سنگار کر رہی تھی ایک پتیس برس کی عورت اور ان باتوں میں مشغول ہے اور کہتی ہوئی کہ جو ان کی کسی خاص عمر کی مانند گزر جاتی ہے ہرگز نہیں جوانی فقط حسن اور عشق کے جائز سے جاتی ہے جس عورت کے پاس دولت حسن نہیں ہے وہ اپنی اسٹون پر آئینے کے وقت ہی بوڑھی ہے اور جبکہ پاس دولت حسن ہے اسکو دائمی جوانی حاصل ہوئی عورت کا دل خوش اور لطف جوانی سے ناواقف ہے وہ کہی جوان نہیں ہے اور جس نے ان باتوں کا تجربہ کیا ہے وہ کہی بوڑھی نہیں ہے اس سن میں بالاکے بدن پر ایک دلگیر تازگی پائی جاتی ہے اور اسکا دل عشق اور ادنی خیالات سے بہرا ہوا تھا جو عشق کی جانب سے الامام کے بھانے ہیں انقضائے عمر سے حسن اور بخت ہو جاتا ہے وہ ایک ایسی بات ہے جسکو اس قصہ کا ناظر اگر اسکی عمر کو بہی گزری ہے تو بہت جلد تسلیم کر لے گا جس شخص نے اسکے پان میں رنگے ہوئے باقوت کے ایسے ہونٹوں کو دیکھا یا ہو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ وہ جوان نہیں ہے جس کسی نے اسکی جلدی جلدی نگاہ باز کر نیوالی کا جل کی لگی جڑی جڑی آنکھوں کو دیکھا کیا وہ اسکو کسی پچیس برس کی معشوقہ سے کس نہیں تصور کر لے گا کسی پیاری دونوں آنکھیں تھیں اس خوشنمائی نے اور ہرے ہوئے ایسی روشن۔ ایسی جلد جلد نگاہ بازی کر نیوالی بعض عورتوں کی آنکھیں در بانی کی شایق اور ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ گویا نرس بیمار کی طرح ہمیشہ نظر بازی کی مشتاق ہیں بالاک کی آنکھیں اس قسم کی تھیں اس قصہ کے پڑھنے والے سے میں کہہ چکا ہوں کہ بالاجوان تھی نہیں اسکی صورت دیکھ کر فوراً خیال آجاتا تھا کہ ایک دائمی شباب سے وہ شادمان رہتی ہے۔ جیسے اسکی جلد دلگداز ملائم پر چہرہ کارنگ جو چپا کی طرح چمکتا تھا دیکھ لیا اسنے انصاف

کر کے بی کہا کہ کسی دلفریب سولہویں برس کی لڑکی کا بدن شاید اس سے کچھ زیادہ نرم ہو جسے چوٹی خوبصورت زلفوں کو دیکھا جو ایک دلفریب بیساختگی کیساتھ کانٹوں کے پیچھے سے نکل کر اسکے رخساروں پر پڑی ہوئی تھیں وہ قابل ہو گیا کہ کبھی کسی جوان عورت کے بال اسکے رخساروں پر نہیں بکھرے تھے۔

معزز ناظرین! مہربانی کر کے میری عرض قبول کیجئے اپنی آنکھیں کو کھل دیکھئے۔ دیکھئے بالائینہ کے سامنے بیٹھی ہوئی اپنی بالوں کو سنوار رہی ہے دیکھئے اپنے کٹنے والی لٹ باتھ میں لٹے وہ نگہ کر رہی ہے۔ دیکھئے ایک دزدیدہ تبسم کیساتھ آئینہ میں اپنی جوانی کے حسن و جمال پر وہ غور کر رہی ہے آہ اسوقت بھی آواز میں اسکے ہونٹوں میں شہرِ ریز نغمے نکل رہے ہیں۔

نہیں اگر تمہارے دل میں شوق ہے تو تمہیں اجازت ہے کہ آئینہ میں نظر آتوالی نیم قد کی لگاوت باز اور اونپر نظر ڈال کر اپنی آنکھوں کو خوش کرو جیب ہی تم صفائی سے کہہ سکو گے کہ یہ ادائیں زمانہ بہر کو فتح کر نیوالی ہیں کہ نہیں یہ سب باتیں دیکھ کر اب بتاؤ کہ تمہارے خیال میں کون جوان معشوق زیادہ دلستان ہے چوٹی کو نذر بھالائے پورا نہیں باندھنا بلکہ اوکسی پیٹ پر پڑا رہنے دیا اسکے بعد ایک معطر رومال سے منہ پوچھا پھر ایک خوشبو

پالٹن کہا کر اپنے ہونٹ سرخ کئے پھر انگلیا اپنی جیب سے مٹی ہوئے تھے اپنے ہر عضو کو سونیکے جواگوار چوٹی کے کپڑے پہنے اور جوتیاں پہنیں جنہیں مونگے جڑے ہوئے تھے اور نہایت خوشنمائی کے ساتھ گندھی دہنی چوٹی کے آس پاس مویوں کا وہ لٹا ہوا جو کنور جگت منگنے معایت کیا تھا کپڑے پتھر خوب آراستہ ہو کر بالائینہ کے کمرہ میں لگی

اسکو دیکھ کر تلو کا تہا نہایت متعجب ہوئی اور ہنسنے لپ پھینے لگی بالائیوں کے کپڑے کھینچنے میں بھالائے۔ تم کو اس سے کیا غرض۔

تلو کا یہ سچ بتاؤ کیاں جاتی ہو۔

بھالائے۔ میری پیاری تم سے یہ کس نے کہا کہ میں کہیں باہر جاتی ہوں۔

تلو ناشرانہ لگی اور اوکسی گہراٹ دیکھ کر بھالائے مسکرا کر کہا میں دور جاتی ہوں تلو تم کا چہرہ تو خوشی سے کھلے ہوئے کنول کی طرح شگفتہ ہو گیا اسنے بھی آواز میں بھالائے پوچھا آؤ کہ

تو تم کمان جاتی ہو۔

بھالا۔ جو تمہارے دل میں ہے میں وہیں۔

تلو تمہارا۔ اپنی آنکھیں بھالا کے چہرہ میں گرو دیں۔

بھالا۔ اچھا سنو تلو تمہارا کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑکی کے پاس لیگئی اور کہنے لگی میں شہید شوارہ کے شوالہ میں جاتی ہوں وہاں ایک کنوڑی سے ملنے ہے کسی خرید و فروش کے

سبب تلو تمہارے چہرہ پر بیچ و تاب کے آثار نمایاں ہونے لگے اسنے کچھ جواب نہ دیا بھالا اپنی بات یوں بیان کرنے لگی۔

میں نے ابھی رام سواری سے کہا تھا تمہارے باپ کی رائے میں جگت سنگھ کی شادی تمہارے ساتھ کسی طرح نہیں ہو سکتی اس امر کی درخواست کو تمہارے والد صاحب کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اس واقعہ کی خبر اسکے کان تک ضرور پہنچ جائیگی میں اپنے طالع کی بڑی تمنوں یا اگر بیعتی اور منرا سے یہاں سکون سے جبکہ کچھ بھی آواز سے تلو تمہارے کھلا بھڑکھڑاتی ہو۔

بھالا۔ کیوں؟ میں کنوڑی سے آج رات کو ملنے اور اپنا نام اور خاندان بتانے کا وعدہ نہیں کیا ہے میں نہیں کہہ سکتی کہ نالی جو لوگوں کا نام جان کر وہ کیا بتائیں گے

مگر آؤ اب ہم نام اپنا بتا دیں۔ انہیں اختیار ہے کہ جس مولیٰ میں جو مناسب سمجھیں کریں اگر حقیقت میں کنوڑی تمہیں چاہتے ہیں تو قبل اسکے کہ بھالا کی بات ختم ہو تلو تمہارا آج کل سے منہ ڈھانک لیا اور کہنے لگی تمہاری باتیں سن کر مجھے شرم معلوم ہوتی ہے جہاں تمہارا

جی چاہے جاؤ مگر میرا حال کسی سے کہنا اور نہ کسی اور کا حال مجھے کہنا بھالا پھر سہنی اور کہنے لگی کہ تم سے کہنے کا تھا کہ اس بچے ہی کی عمر میں عشق کے سمندر میں غوطہ کھاؤ تلو تمہارا کہے بولیں بس اب جاؤ اب تمہاری اور کوئی بات نہ سنو لگی۔

بھالا۔ تو میں شوالہ نہ جاؤ لگی۔

تلو تمہارا کیا میں تم سے کہیں جائیگا کہہ رہی ہوں؟ تمہارا جہاں جی چاہے جاؤ۔ بھالا نے ہنس کر کہہ دیا کہ میں بخاؤں تمہارا تو تمہارا نظر بھی کر کے بولی جاؤں بھالا پھر سہنی تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگی میں جاتی ہوں۔ جب تک نہ پلٹ آؤں تم نہ سونا تو تمہارے ہوتے ہوئے

ایک ہنسی نمایان ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ گویا وہ کتنی ہے کہ بہلا میں کیسے ہو  
سکتی ہوں۔ بالالا اس بات کو سمجھ گئی جب بالالا جانیکو ہوئی اپنا ایک ہاتھ تلو تلو کر کندھی  
پر رکھ کر دوسرے سے تھوڑی پکڑی اور کچھ دیر تک اسکے چہرہ کو غور سے دیکھتی رہی۔  
جب پھر ہولے پن کے عشق کا نور تنیک رہا تھا پھر عجب سے ایک بوسہ لیا جب وہ جاچکی  
تو تلو تلو سے دیکھا کہ اسکی آنکھوں میں آنسو بہا آئے ہیں ویسے ہی اشمنی کوہ کے  
دروازہ پر آئی اور بالالا سے کہنے لگی تم کو سر کا بلاستے ہیں یہ سنکر تلو تلو آگے بڑھی اور  
بالا کے کان میں کہا وہاں جانے سے پہلے کپڑے بدل کر آلو  
بالالا۔ کچھ نہ نہیں۔

بالا رند ہیر سنگ کی خواہنگاہ میں گئی رند ہیر سنگ لیٹا ہوا تھا ایک خادمہ پیر دیا رہی تھی دوسری  
پنکھا جھل رہی تھی بالالا نے پنکھ کے پاس جا کر پوچھا صاحب کیا حکم ہے۔  
رند ہیر سنگ نے سراوٹا دیا اور مقرب ہو کر پوچھا بالالا کیا تم کسی کام کو جاتی ہو۔  
بالالا۔ جی ہاں مگر آپ کہنے آپ کا کیا حکم ہے۔  
رند ہیر سنگ۔ تلو تلو کیا کرتی؟ پہلے وہ بیمار تھی اب تو بالکل تندرست ہے۔  
بالالا۔ جی ہاں اچھی ہے۔

رند ہیر سنگ۔ تم پنکھا لیکر تھوڑی دیر چلاو اشمنی کو جانیرے تلو تلو نکالو بالالا۔ جو عورت پنکھا  
جھل رہی تھی باہر چلی گئی بالالا نے اشمنی سے اشارہ کیا کہ باہر سے انتظار کرے رند ہیر سنگ نے  
دوسری خادمہ سے کہا چھٹی جاؤ کچھ دیر سے بالالا جو عورت پاتون دیا رہی تھی وہ بھی  
باہر گئی۔

رند ہیر سنگ۔ بالالا آج تم نے یہ کپڑے کیوں پہنے ہیں۔  
بالالا۔ عجب کی ضرورت ہے۔

رند ہیر سنگ۔ کیا ضرورت ہے میں ہی تو مہربان۔  
بالالا۔ اچھا تو سنئے۔

یہ سکر سنئے رند ہیر سنگ کو اون آنکھوں سے گورنا شروع کیا جو کیونپڈ کے میدان



جنگ سے مشابہ تھیں۔

بمالا۔ اچھا سنئے میں ایک بہت پرست عورت ہوں اپنی سنت پوری کرنے جاتی ہوں۔ یہ نہ کروں اچھٹ کر باہر نکل آئی۔

## گیارہواں باب

اشمنی کی پیغام رسانی

جب تک یہ باتیں بیان رہیں اشمنی اشارہ کے موافق باہر بمالا کا انتظار کرتی رہی بمالا نے اگر اس سے کہا۔ اشمنی تجھے تم سے کوئی پوشیدہ بات کرتی ہے۔

خادمہ۔ تمہاری پوشاک ہی سے سمجھی تھی کہ آج کوئی بڑا کام ہے۔

بمالا۔ ایک بڑے بہاری کام کیلئے میں بہت دور جاتی ہوں مگر رات کا وقت ہے اکیلی نہیں جا سکتی نہ صرف طور پر کسی اور شخص کو اپنے ہمراہ لے جا سکتی ہوں اسلئے تم میرے ہمراہ چلو۔

اشمنی۔ کہاں جاؤ گی۔

بمالا۔ اشمنی پہلے تو تمہاری اسطرح پوچھنے پانچنے کی عادت نہ تھی۔

اشمنی کچھ شرمناک کہنے لگی اچھا تو تھوڑی دیر انتظار کرو میں گھر کا کام کر لوں تو آؤ۔  
بمالا۔ ایک بات اور سنتی جاؤ فرض کرو کہ آج تم سے کسی اگلے زمانہ کے آدمی سے ملاقات ہو تو وہ تمہیں پہچان سکے گا۔

اشمنی نے تعجب ہو کر پوچھا اسکا کیا سبب ہے۔

اشمنی دیر تک خاموش کھڑی رہی اسکے بعد گہرائی ہوئی آواز میں کہا۔ یساؤن فیکٹو کے وقت میری زندگی وفاق کر لی۔

بمالا۔ وہاں وفاق کر لی؟

اشمنی۔ کنور جی بیٹنگ مجھے پہچان لینگے۔

بمالا۔ تو تم کو نہ چننا چاہئے مگر میں اب کسے ساتھ لوں میں اکیلی تو نہیں جا سکتی اشمنی۔ کہتے دن سے بیٹے کنور جی کو نہیں دیکھا۔

بھالا۔ اپنا شوق جسطرح بن پڑے۔ اسوقت رہنے دو گراب میں کیا کروں۔  
بھالا غور کرنے لگی اشمنی نے منہ چپا کر ہنستا شروع کیا۔

بھالا۔ تمہارا برا ہو چوہا اور بے سبب ہنس کیوں رہی ہو۔  
اشمنی۔ مجھے یہ خیال آگیا میرا چاراد گیا تمہارے ساتھ جہاں تو کیا۔

بھالا نے خوش ہو کر کہا ہاں خوب گئی اوسی چیل کو میں ساتھ لیجاؤنگی۔

اشمنی تعجب سے کہنے لگی تم نے مجھے بڑی مہربانی کی میں دل لگی سے کتنی تھی۔

بھالا۔ دل لگی کی بات نہیں ہے مجھے احمقوں سے کچھ بدگالی نہیں ہے اندھے

کے آگے رات دن دونوں برابر ہیں برہمن کوئی بات سمجھے ہی گانہیں اس سے مجھے

کچھ اندیشہ نہیں ہے مگر وہ ساتھ جانے پر راضی کیوں ہوتے لگا اشمنی نے ہنس کر

کہا اس بات کو مجھے چوہر دو میں او سے لے آؤنگی۔ توڑی دیر تک پہاٹک پر انتظار کرو

اس گفتگو کے بعد اشمنی ایک جو پیڑے کی طرف جو قلعہ ہی میں تھا قدم بڑھا کر چلی گئی اس

سے قصہ کے ناظرین ابھی رام سوامی کے چلے گیا بتی بدھیا گیا کو پہچان چکے ہیں یہ بھی ظاہر

کیا جا چکا کہ بھالانے کسی بات پر اسکو راسک داس سوامی بنامی چلاؤ کا خطاب دیا تھا۔

اس جو پیڑے میں ہی شخص رہتا تھا۔ شخص لمباں میں نوٹ کا تھا چوڑاں میں بدقت ایک

فٹ ہو گا اسکے پیر کر۔ سے اڑی میٹک انداز اچھ فٹ کے ہونگے اور موٹائی میں اندازاً پٹی

پتلی دو لکڑیوں کے مشابہ تھے اسکے رنگ نے گویا جسم کی تقسیم شدہ بادشاہت پر روشنی

سے قبضہ کر لیا تھا شاید بالکل لکڑی سمجھا گئی اسکے پیروں پر چلا دیئے کیواسطے اگر تیار کر

رطوبت سے اسقدر خالی پایا کہ جلی ہوئی لکڑی کی صورت میں انہیں چھوٹ گیا اسکے بڑے قدم

کو دیکھ کر خیال ہوتا تھا کہ علم و لیاقت دونی ہوگی تمام اعضا میں سے ناک نہایت ہی بلند

قامت پر واقع ہوئی تھی بہ نسبت اس مقام کے اور تمام مقامات پر عموماً گوشت کم تھا

اسکی ٹوٹا پالکی لیجائے تھے اور بے گماروں کی طرح چاروں طرف سے منڈی ہوئی تھی مگر

نیکلے ہوئے بالوں کی ٹوٹیاں ابھی بالکل چھوٹی چھوٹی تھیں اور بہت سے سونو کی مثل

چھدی ہوئی تھیں اسکی پیشانی پر ملک کی وضع اور کیفیت کس قدر باستان و شوکت معلوم

ہوتی تھی گپاتی بدھیا و گیا خطاب او سے بیو جنہین پایا تھا اسکا ذہن معمول سے زیادہ تیز  
 تھا لاکھین مین او سے سنسکرت گرامر کو چینی مین شروع کیا سات جینے سے زیادہ نہ  
 ہوئے ہونگے کہ اسنے قاعدہ کو متن و شرح دونوں جیتون سے بر زبان یاد کر لیا۔  
 خواہ پیشا چارچی کی مہربانی سے خواہ اپنے درجہ کی محنت و مشقت سے وہ چند رہ برس تک  
 پڑھتا رہا اور اسم کی بحث کو پورا کیا بعد ازاں دوسری بحث کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے  
 استاد نے اپنے دل مین کہا اؤ۔ تو اس سے اسم کی بحث پوچھون اور استاد نے پوچھا اے کے بتاؤ  
 اگر مادہ آفرین کے آئے تو تم کیا کرو گے شاگرد نے اپنے خیال میں یہ بات سنی شالین ہو کر  
 جواب دیا "یہ سنکر استاد نے کہا لڑکے اب تم اپنے وطن کو پلٹ جاؤ تم کو مجھے بقدر  
 تعلیم پانا ہی وہ تمام ہو گئی میرے پاس زیادہ علم نہیں کہ تم کو سکھاؤں۔ شاگرد نے ایک  
 غور کے ساتھ جواب دیا مجھے صرف ایک بات اور عرض کرنی ہے میرا خطاب۔ استاد  
 بولا میرے شاگرد تم نے ایسا غیر معمولی علم حاصل کیا ہے کہ تم کو کوئی نیا خطاب دینا

۱۔ سنسکرت تعلیم کا قاعدہ تاکہ ہو طالب علم استاد کے مصداق بن کر زندہ رہ کر رہے اور استاد  
 مذہبی تقریروں سے بہت کچھ سکھایا پایا کرتے تھے اوسی تعلیم گاہ کو چینی کہتے ہیں۔

۲۔ سنسکرت کی ایک نامی گرامی کتاب صرف نحو مگرکہ بابو دیا کر نکال الفاظ کی تعریف کر مطلق ہوا  
 ۳۔ اسکی صحیح صورت یہ ہے لیکن جی جو تمام عالم کے محافظ سمجھے جاتے ہیں اونکے دانش ور  
 ہیں۔ سے ایک اوتار کرشن جی کا تھا کرشن جی ہندوؤں مین بالکل ویسے ہی ہیں جیسے یونانیوں  
 مین کیو پد برج یعنی سترا کی حسین و نازنین کو النون کیساتھ انکی ہنسی دل لگی اور ناز و  
 انداز سنسکرت گیتوں کے ذریعہ سے نیک نامی کیساتھ یاد کی گئی ہیں اور ان کے  
 باہمی قصے تمام ہندوؤں کے گھروں مین لوگوں کی زبانوں پر بہن انکی خاص مشوقہ  
 ذہن کا بہا تو کی مٹی ہندوؤں کی اہلیات یاد دیو یا نو کی حیثیت سے نظر ڈالی جائے  
 تو سہی کفن جی عشق کے دیوتا خیال کئے جائینگے۔ اور رادھا جی ہمارے حسن و  
 جمال کی دیوی سمجھی جاوینگی۔

چاہئے لہذا تم بدیاو گیا کا خطاب قبول کرو۔ دگیا نہایت عاجزی کیساتھ اس کے قدم پر  
 گرا اور بڑی سرت سے اپنے گھر گیا بعد ازاں اس نے اپنے دل میں خیال کیا بعد ازاں اس  
 نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں گرامر پر تو حاکم ہو گیا اب تو بڑی فقہ بھی حاصل کرنی چاہئے  
 یہ بیٹے سنا ہے کہ ابھی رام سوامی ایک بڑا عالم ہے اس کے سوا آفتاب کے نیچے کون ہے  
 کہ جھکو پڑ جائے اب میں اس کے پاس جاؤنگا اس وجہ سے اس سے قلعہ میں سکونت اختیار  
 کی تھی ابھی رام سوامی نے بیت سے شاردون کو تعلیم دی تھی اور وہ ایسا آدمی نہ تھا  
 کہ کسی سے مذہب سے لگا رہتا تھا لہذا بغیر اس کا خیال کئے کہ وہ گئے کچھ حاصل کیا یا نہیں اس نے  
 پڑھنے سے انکار نہیں کیا۔ گیا پتی فقط گرامر دان و فقہ ہی نہ تھا بلکہ علم فصاحت کا بھی بڑا  
 شوق تھا اس کی ظرافت کی مثال میں ایک یہی جملہ لکھی نکالنے کا پیمانہ بہت ہے۔ اس کی  
 توجہ خصوصاً اشمنی کی جانب رہا کرتی تھی اور اس کا ایک خاص سبب تھا اس نے خیال کیا  
 کہ مجھ ایسے کا جہم بالکل بوسن کنار کے لئے ہوا ہے یہ میری پیاری ورنڈیاں رنج  
 کی گوالن ہے اشمنی تو میری راد ہکا ہے اشمنی بھی خوش طبع کی شائق تھی اور اس کا مذاق  
 موہن سنگا لنگور کے مقام پر کام دیتا تھا اسی مذاق پر ہونٹکی وجہ سے بالابائی اکثر لنگور  
 پچھاتے آیا کرتی تھی دگیا اپنے دل میں کہتا تھا دیکھو یہ میری چند رٹولی ہے اور کیوں نہ  
 آخر کس بات کا خیال کر لے میں بیٹے کو لکھی نکالنے کا پیمانہ اس کا نام رکھتا ہے یہ رحم کے قابل  
 بات ہے کہ بالانہیں جانتی کہ اس کا حسن و جمال چند روزہ ہے مادہ جو جی لی قسمت  
 آج تیری بہاری خوشی کی منتظر ہے دیکھا ہاں تو کی بیٹی اس کے پیوس سے چھائے ہوئے جھوپڑ  
 میں آٹکی جلدی کر رہی ہے۔

## بارہواں باب

اشمنی کا سراپا

اس قصہ کا پڑھنے والا بیشک متحیر ہے کہ وہ گیا جی کی معشوقہ اشمنی کا حسن کیا تھا میں  
 مومن موہن سری کرشن جی کے ایک ہزار قبوں میں ایک لقب ہے اس کے معنی ہیں وہ  
 شخص جس کا حسن بدن یعنی عشق کے دیوتا کو فریفتہ کر لے۔

حیرت دفع کر کے اور سکا اطمینان کرادو نگا مگر مجھ ایسے حقیر شخص کی بڑی گستاخی ہے کہ اس  
راستہ میں قدم رکھوں جنہیں اگلے مصنفین عورتوں کے حسن و جمال کو بیان کر کے گزرے ہیں  
لہذا میں مناجات ہی سے شروع کرونگا اور الفاظ کی صدر نشین دیوی! او تو جو کنول  
کے پھول پر رہتی ہے اور جب کا چہرہ موسمِ خزاں کے چاند کا ایسا خوبصورت ہے۔ اور  
جبکہ پیر کنول کے پھولوں کے بچے پر سبقت لیجاتے ہیں اور جب کا سینہ عبادت کرنے والوں  
پر مہربانی کا دودھ گرتا ہے! مجھ کو اپنے سوسن کے ایسے قدموں کی پناہ مرحمت کر  
کیونکہ میں اشنی کا حسن بیان کیا چاہتا ہوں اور جو خوبصورت و شیرازہ لڑکیوں کا غرور  
توڑتی ہے! او تو جو بکثرت عمدہ بندش کے بڑے نازک مرکب الفاظ پیدا کرتی ہے اپنے  
قدموں کے ایک کوئے میں حرف ایک ہی مرتبہ مجھے پناہ مرحمت کر کیونکہ میں ایک حسن  
بیان کر نیکی ہوں او تو جو ذلیل کی بچانوالی ہے۔ او تو جو اس خطرناک معجزہ بکا کوئی تن  
اسکری بندی۔ گسٹ لکھنے کی رغبت کی مان ہے اور تو جو پڑتلا میں علم کا چراغ روشن  
کرتی ہے ایک فوج مجیر ایسی مہربانی کر کہ مجھ میں جو ظلمت ہے وہ روشن ہو جائے مان میں  
جاننا ہوں کہ مکر و رشاد تو پھر میرے اسطرح سوار ہونی کا بوجہ نہ ڈال جس طرح تو نے کالیداس  
پر مہربانی کی تھی جس طرح راگوشا اور گاماسیگما دو تاروں کی گستاخی کے مصنفوں پر تو نے  
الہام کیا تھا جس الہام نے کہ وایکی نے اپنے رامین بیباہیوتی نے اپنی مالانی مادہ ہوا  
بہرانی نے اپنی کراچی ام کو مرتب کیا تھا بلکہ میرے سر پر اس قسم کی رحمت نازل کر جسے  
ثانی سادہ تصنیف کرتے وقت سر ہی ہر شا کے دل میں الہام کیا تھا ہلاکت چندر کو اپنی  
بدیہا پر تمام بنگالے کے فریفتہ کرینکے قابل بنایا تھا جسے دستِ رائے کے پیدا ہونے پر  
تبسم کیا تھا اور جو ایک بڑا لاکھ متولین کے سینے روشن رکھتی ہے اسلئے کہ میں اشنی  
کا حسن بیان کیا چاہتا ہوں۔ اشنی کی شکستہ ہونے کی چوٹی ٹسانپ کی ایسی تھی اس بات  
کو دیکھ کر سانپ کا غرور ٹوٹ گیا اسنے کہا جب اشنی کی چوٹی نے مجھے بے آبرو کر دیا تو

جو بارت چند ایک بگالی مصنف ہے جسے اپنی ایک تصنیف سوید یا سندرہ خطاب پایا۔

۳۳۶ ایک میٹر ہی لیاقت کا گیت بنانیوالا شخص ہے۔

زمین کو اپنا نصیب منہ دکمانے سے مجھے کیا فائدہ؟ میں اپنی شرم کو زمین کے نیچے چھپاؤں گا  
یہ مکمل بل میں کس گیا اس پر خطر ماجر سے کو برہمائے دیکھا کیونکہ سانپ جو آدمیوں کے  
کاٹنے کیواسطے پیدا کیا تھا زمین غائب ہو گیا۔ سو چکر برہمائے اسکو دم بیکر کر بیخ لیا سانپ  
نے یہ بات دیکھ کر زبردستی کی پھر اسے منہ دکمانا پڑا۔ تم کے مارے اپنے تین زمین پر ٹپکن  
شروع کیا اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسکا سر چٹا پڑ گیا آجکل جو سانپوں کے سین ہوتے ہیں وہی وہی  
وقت سے بدر کامل نے اپنی گتھی ہوئی صورت اشمنی کے چہرہ کے سامنے چھپالی  
مارے شرم کے اپنے تین طلوع ہونے کے قابل بنا کر وہ دیو یا فریادری کیواسطے  
برہما کے پاس گیا۔ برہمائے کما اور کچھ خوف نہیں جاؤ طلوع کر جب سے صورت کا چہرہ  
گوگھٹ میں رہنے لگا دونوں پیاری آنکھیں کھلتی چڑیا کی سی تھیں اس خوف سے کہ  
سبا دچڑیا پر پہلا کر اوڑ جائے خدا جانے مصلحتی پھرے کی کڑکی کے ایسے دو پلکوں کے  
محافظ پیدا کئے کہ روکتے رہیں اسکی ناک نے کرور سے ہمسری کی اسبات کے دیکھتے  
ہی کرور سیدھا اوڑ کر ایک درخت پر جا بیٹھا اسی زمانہ سے طیور صرف درختوں ہی پر رہا کرتا  
ہیں ایک اور باعث سے انار کا درخت بنگالہ چور کر پٹنہ ہماگ گیا ہاتھی نے بھی اسکا ساتھ دیا  
اور اپنی سونڈ لے ہوئے ملک برہما کو ہماگ گیا۔ فقط وہ ہولا گیر پہاڑ ہی باقی رہا تھا اسنے  
خیال کیا میری بلندی کیا ہوگی؟ بت ہوگی تو پانچ میل ہوگی مگر یہ تو پھیل اوپنی ہیں اسبات  
پر نہایت ہی تردد کرتے سے اسین حرارت پیدا ہوئی اسی سبب سے اپنے برف کا ڈھیر  
لگانے لگا جب ہی اسکے سر پر برف جمی رہتی ہے وغیرہ وغیرہ نقدیر کی دشمنی کے باعث  
اشمنی بیوہ تھی۔ دیکھا کہ جو چڑے پر پہچا اسنے دروازہ بند پایا اندر ایک چراغ روشن تھا۔  
اسنے پکارا ہمارا راج! ہمارا راج! کسی نے جواب نہ دیا گوشائین جی او گوشائین جی اب ہی  
کچھ جواب نہ ملا۔ اسے مکار آدمی کیا کر رہے ہو یہ سب چھوڑ دو اور ہمارا راج اسکا داس اب  
ہی جواب نہ دار دروازہ کی ایک دراز سے اشمنی نے جھانکا دیکھا برہمن بہت کمانے میں  
مشغول ہے اور اسی سبب اسنے جواب نہیں دیا۔ کیونکہ برہمنوں کا قاعدہ ہے کہ کمالی  
سدا ہندوؤں کی دیو یا میں یہ چھپایا اور چڑیا جی بادشاہ بنائی گئی ہے۔

میں بوندیں تو پھر نہیں کہا سکتے، اشمئی اپنے دل میں کہنے لگی: بڑی پرہیزگاری کا دعویٰ کرتا ہے  
میں امتحان کر دینی دیکھوں بات کر کے کہتا ہے یا نہیں؟ اسے پھیلاؤ کے غلام! جواب  
نہاں: ”پھیلاؤ کے شہزادے! جواب ہوں۔ اشمئی نے دل میں کہا جس وقت منہ میں  
جانولی برے ہونگے اس وقت جواب دیا ہے اس بلوٹے کی سند نہیں اس نے او پھیلا“  
”جواب ہوں“

اشمئی - بے مائنس پہلے بات کر لو پیچھے کہنا۔

جواب - ہو۔ او۔ او۔

اشمئی - یہاں تک نوٹ نہ بنی! تم برہمن ہو کے یہ باتیں کرو۔ میں سید ہی جا کر سوامی ہی کو  
خبر کرنی ہوں۔ کہ گھر میں یہ تم کسے لائے ہو۔

برہمن نے نیک خوف کیساتھ چاروں طرف دیکھا مگر جب کسی کو نہ پایا پھر کھاتے لگا۔

اشمئی - یہ کیا پھر کیوں کھاتے ہو تم بات کر کے کھانا کھاتے ہو۔

دیکھا - کیوں بیٹے کب بات کی۔

اشمئی نے قہقہہ لگایا۔

دیکھا - سچ۔ سچ۔ سچ۔ نہیں تو پھر اب میں نہ کھاؤنگا۔

اشمئی - بیشک نہیں تو اب اوٹھ کر دروازہ کھولو۔

اشمئی نے دراز سے دیکھا کہ برہمن رسوئی سے اب بالکل اوشٹے ہی کو سہ بولی نہیں نہیں

جتنا بات رہ گیا ہے اسے ضرور پھر لے کر لے۔

دیکھا - نہیں یہ جو ہی نہیں سکتا میں تو بات کر چکا ہوں۔

اشمئی - یہ کیا تمہیں میری جان کی قسم ضرور کھا لو۔

دیکھا - اسے نہ گوان لہات کہ کے میں کیسے کھا لوں۔

اشمئی - تو میں جاتی ہوں مجھے تم سے بہت راز کی باتیں کنا تھیں تم اونکو نہ سنوگر

میں جاتی ہوں۔

دیکھا - نہیں نہیں اشمئی اتنی خانا ہو میں کھاؤنگا۔

برہمن نے پھر کمانا شروع کیا ابھی اسنے وہ ہی تین نوالے کمائے ہونگے کہ اشمنی کھنے لگی بان تم نے کمالیا لے اب اوٹکر دروازہ کھلو۔

دکھیا۔ بس یہی مجھے اور کمالیا لیتے دو۔  
اشمنی۔ تمہارا پیٹ تو کھلے ہی گائین کہ میں بر گیا اوٹھو نہیں تو میں راز فاش کر دو کہ تم نے نبات کر کے کمالیا ہے۔

دکھیا۔ ایسا نہ کرنا تم ٹھہری رہو دیکھو میں اوٹتا ہوں۔  
برہمن گذشتہ ٹرک کر اوٹا اور دروازہ کھل دیا۔

## تیرہواں باب

اشمنی کے غم

دروازہ کھلنے کے بعد جیسے ہی اشمنی گھر میں داخل ہوئی دکھیا نے خیال کیا چونکہ بری پیاری معشوقہ اکی ہے لہذا مجھ پر فرض ہے کہ ٹھیک عاشقانہ وضع سے خیر مقدم کموں اسی کے مطابق ہاتھ اوٹا کر باؤ از بلند کما بچھڑا ہو سلام او مبارک دیوئی اشمنی کھنے لگی کسی شاعر کا یہ بہت اچھا مصرعہ ہے تم نے کمان سے پایا ہے۔

دکھیا۔ جتنے آج تمہارے لئے موزوں کیا ہے۔

اشمنی۔ تم ہیلاؤن کے شہزادے کہے جاتے ہو۔

دکھیا۔ پچھتے ہیں جیلاؤں اور ریشم کے کپڑے

میری دلربا ذرا تم بیٹھو جب تک میں اپنے ہاتھ دے دو لو ان اشمنی نے اپنے دل میں کہا بخت بد نصیب تم ہاتھ دے دو گے تمہیں جو ناہات نہ کمالیا ہو تو بچھڑا غصت اس کے بعد باؤ از بلند کما تم ہاتھ دے دو گے کیوں جاتے کمالیو بھی مرد آدمی۔

دکھیا۔ یہ تم کہتی کیا ہو؟ میں چوکے سے نہیں اوٹھ چکا ہوں کیا پھر کمالیے لگوں گا۔

اشمنی۔ اور کیوں نہیں کھاؤ گے؟ ابھی بہت بچائین رکھا ہے اے جلدی کھاؤ۔

وہ کمالیے کے پیٹ پر برہمن لوگ دھتے ہاتھ کی پتیلی میں تھوڑا سا پانی لیکر ٹرک لیتے ہیں۔ اور سدرت الفاظ پڑھتے جاتے ہیں اسکو گھر شاکتے ہیں۔



دگیا۔ بہا میں کیسے کہا سکتا ہوں، تم کو جلدی ہی ایسی پڑ گئی اور اسکے ساتھ ہی بہا کو پوچھانی ہوئی نگاہ سے دیکھا۔

اشمنی۔ تو ضرور تمہیں کمانا ہوگا۔

دگیا۔ او بگوانا ارے میں گندشا ترک چکا ہوں میں چو کے سے اونٹ چکا ہوں اور یہ کہانے لگوں۔

اشمنی۔ ان تم ضرور کہاؤ گے میں تمہیں کہانے دیکھو گئی یہ کہراشمنی نے برہمن کے ہاتھ پکڑے اور زور کر کے رکابی کے پاس کینچ لیگئی اور تہا دیا۔

دگیا۔ ہائے غضب! ہائے غضب! یہ تمہیں کیا کیا بے مند دھوئے تھیں جھے چو کیوں لیا۔

اشمنی۔ اس میں کیا مضائقہ ہے عشق میں کس بات کی اجازت نہیں ہے۔

برہمن خاموش رہ گیا۔

اشمنی۔ لے کہاؤ۔

دگیا۔ گندشا ترک چکا چو کے اونٹ چکا اور او سپر طرہ یہ ہوا کہ تم مجھے چو چکین اور میں پھر کہانے لگوں۔

اشمنی۔ تم ضرور کہاؤ گے یہ نہیں جب توڑا میں رکابی سے کہا لون گی جب کمانا ہوگا یہ کہراشمنی نے توبہ ہاتھ پھر کے رکابی سے نکالے اور جتنے مند میں آسکے کہا گئی برہمن

ایک سکتے کے عالم میں رہ گیا جڑ چکنے کے بعد جو چالوں ہاتھ میں رہ گئے تھے اون کو اشمنی نے پھر رکابی میں ڈال دیا اور کہنے لگی آؤ کہاؤ برہمن کے مند سے کوئی بات نہ نکلی۔

اشمنی۔ لے ادھر آچکو سنو۔ اشمنی نے گیا پتی کے کان میں کچرہ کہا۔

برہمن نے بڑی اونچی ایک جست برہمی۔

دگیا۔ زور سے چلا کر واہ تب تو میں ضرور کہاؤں گا۔ اور جو بات بالکل میل کی طرح نکلنا

شروع کیا ایک چشم زدن میں رکابی صاف ہو گئی راخت کر کے کہا میری دلربا!

اشمنی۔ ایسے کہہ اگئے بے مند دھوئے۔

دگیا۔ ان ہاں میں نہ دھوئے جاتا ہوں یہ کہا اور جھک کر ایسی جلدی جلدی مند

دھوئے لگا گویا کچھ سو جتا ہی نہیں ہے کچھ منہ تو دھلا اور کچھ ہینگانک نہیں ایک تولہ بہر  
چانول دانوں کی ریخون میں رہ گئے اور بولا کمان ہے؛ میری دلریا تمہارے لب  
شیریں کا جات کمان ہے۔

اشمنی۔ تمہارا برا ہو پہلے منہ تو پونچھ لو۔

اپنے انگوچے کے کونے سے برہمن نے جٹ منہ ہاتھ پوچھا میری دلریا ابھی  
اشمنی۔ ادھر آؤ۔

دگیا۔ اشمنی کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

اشمنی۔ اپنا منہ میرے منہ کے پاس لاؤ۔

دگیا۔ اشمنی کے منہ کے پاس اپنا منہ لے گیا۔

اشمنی۔ منہ کہو لو۔

دگیا تو بالکل بے عذر اطاعت کرتا تا دونوں ہونٹ ایک فٹ بہر جدا کر دیے

اشمنی نے اپنے رومال میں سے پان کا ایک ٹیر نکال کر چبا یا اور کمانے لگی دگیا منہ

پھیلائے پھیلا رہا جب اشمنی کا منہ بالکل پیک سے بہر گیا سب پیک اسے دگیا کے

منہ میں او گل دی برہمن بڑی سخت دقتوں میں پڑ گیا معشوق نے ایک مرتبہ پیک

مرحمت فرمائی تھی اس سبب او گل دینے کو تو اسکا جی نہیں چاہتا تھا مبادا لوگ اسکو

بودا کہنے لگیں نہ اسے نکل سکتا تھا کمانا کمانا چکنے کے بعد اتنی ایک پیک بکبار لگی کہ وہ

نکلے غرض پیک او سکے منہ میں رہی جیسے نیل کنٹھ کے گلے میں زہر بہتا ہے یہاں موقع

پاکر اشمنی نے خیال یکے دگیا کے ناک میں کر دی اس سے پھینک آئی ساتھ ہی مادی

آنجیات کی ایسی پیک میں اسکا وہلا چہرہ چڑوب گیا اسلئے کہ اسکے منہ میں تیرے زور سے

جوش مار کر رہ نکلی تھی اس تردد سے نجات پاکر برہمن نے اپنا منہ اور بدن دھونا

مشرور کیا منہ دھونا جانا تا اور کب کا یہ عمدہ شعر پڑھنا جانا تھا۔

کبھی او تر طرف منہ کر کے دانت اپنے نہ مابھوتم

کبھی بچم طرف منہ کر کے بھی ایسا نہ کرنا تم

## چوزہ وان باب

دگیا کو بگا بگا جانا

ادھر اشمی کو دیر ہونے سے بنا لکی بھیری بڑھتی گئی زیادہ دیر تک انتظار کرنا تھا  
مضبوط خیال کر کے خود گیا پتی کو تلاش کر کے چلی اگے جو پتہ پتہ میں داخل ہو کر  
دیکھ کر اشمی چلائی رُخوب آئی چند راؤنی خوب آئی -

دگیا - واہ کیا اچانک ہے! میں آپ صبح کو اپنے بچے سے کس مبارک سات  
میں اوتھاتا ایک ہی کافی تھی اور دیکھو بیان دو آگئیں شاستر میں ایسا ہی ہے۔  
دفع کر دیتا ہے اک چاند کیا اظلمت اور بے سود ہزاروں ہوں تو کیا ہوتا ہے  
اشمی اور تم نے سنا ہی ہمارے پہلے اپنے ذات کمودی -

چھیلا - یہ کیسے -

اشمی - تم نے میرے چھوٹے چانول نہیں کماے۔  
دگیا سچ پوچھو تو اس میں نقصان ہی کیا میرا کمانا کچھ چوت نہیں ہوا تھا تم تو میری  
اچھی ماں بھاگتی ہو اور حال کمولو -

بھالائے یہاں پر اشمی کے کان میں پس پس کہا کہ کیا یہ بجائے گا  
اشمی - ابھی تک تو میں اس کا تذکرہ ہی نہیں کیا -

بھالا - اب میں ہی چھڑونگی -

بھالائے اس کے بعد کیا کی طرح خطاب کر کے کہا اسے چھیلا مجھ سے ایک بڑی  
بات کہنی ہے -

دگیا - وہ کیا بات ہے -

بھالا - تم جہین پیار کرتے ہو -

دگیا - یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے -

بھالا - ہم دونوں کو -

دگیا - دونوں - دونوں -



بہت اچھا تیار ہوں۔

دیکھا۔ تو اپنا انگو چالو۔

دیکھنے والی اور ہالاباہر نکلنے کو تھی اور برہمن ہی اسکے ساتھ جائیکو تہا کہ برہمن ہے

کہا میری دلربا۔

بھالا۔ کیا کہنے ہو۔

دیکھا۔ کب تک ہم پلٹ آئیں گے۔

بھالا۔ پلٹ آئیں گے مین کیا اچھی نیت سے جاتی ہوں ہم تینوں آدمی میان بی بی کی

طرح کسی اور ملک میں رہیں گے۔

دیکھ کوئی ہنسی آئی اور کہنے لگا۔ لیکن کیا یہ سب مال اسباب میں ہمیں چھوڑ جاؤں گا۔

بھالا۔ بیشک تم اسے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔

دیکھا۔ ہول کے برتن کچھ دام ہی دیکر لینا پڑیں گے۔

بھالا۔ اسکا کچھ ڈنہین میں تمہیں یہ سب مول لے دوں گی۔

برہمن پچھلے غمگین تھا مگر جب عورت کی محبت کا اقرار کر چکا تھا تو اس کے جاتے دہنے کے

خوف کے سبب سے راضی ہوتا تو کیا کرنا آخر بہتر امر سوچ سمجھ کر کہنے لگا اور کنگلی پوتی بھالا

نے دلہن خیال کیا برہمن کے پاس ایسی ایسی سنون باتیں کہنے لگی کہ جلدی چلو بہت

دیکھ کے پاس علوم کی دو کتابیں ایک سنسکرت کی نحو صرف کی کتاب اور دوسری ہندو مشن

کے متعلق ایک رسالہ نحو صرف کی کتاب لی اور کہا اس کتاب سے ایسا کام نکلیگا اسے تو میں

اپنی اونٹلیوں کی نوک پر لے جا سکتا ہوں تب دوسری کتاب لیکر اپنی کنگلی میں رکھی اور دیکھا

سہری ہری کھر کا لالا اور اشمی کے ساتھ باہر نکلا۔

اشمی۔ تم بڑھو میں توڑی دیر میں تم سے آکر مل جاؤں گی یہ کھر اشمی کھر میں گس گئی بھالا

اور گیا پتی روانہ ہوئے اندھیرے میں کچھ نظر نہ آیا اور قلعہ کے پہاڑ سے نکل گئے

توڑی دور آگے جا کر دیکھنے پہ کہا کہ اشمی تمہیں آئی۔

ہر کنگلی کھجور کے پتوں سے بنا ہوا ایک تھلا ہوتا ہے اس میں پوتی وغیرہ رکھتی ہے۔ ۱۰



کترے تھے وہ شاخون کے نیچے قدم کی انہیں دیکھا اور خیر تھی میری حالت یہ غیر معمولی آواز سن کر ایک پل جو طرک پر کھڑا ہو گئی کر رہا تھا اپنی جان بچا کے بھاگا دیکھا پھر کانٹے لگا۔

لگا ذات میں دل نہ الفت میں تیرے سری پسند آگئی شام ہی کی رفاقت  
 وہ کتنی لگی اے وہ نہ تو ٹیڈن مری گئی گری گویاں میں ہوتی ہوں جھمت  
 وہ کہتے ہیں ہنس کر وہ کہتے ہیں ہنس کر عری پیاری گویاں میں سر پائے اکت  
 انا ہا اے تازین تیری مشکی گراؤنگا سر سے زروئے محبت  
 دیکھا تو بڑی ہی دیر لگایا تا کہ ایک بیک اسکے کان کی طرف فریاد ہو کر متعجب  
 ہوئے جس طرح کوئی خوش آوازی سے افسہ سرائی کرے ویسے ہی خوشنوا اجاڑ  
 میرے غمخون کی آواز اچانک اس کے کانوں میں پہنچی خود بھالا نے اونچی تانیں لگا کر  
 گانا شروع کیا تہا دلگیر اور سہ آفرین نغمہ سرائی کے ساتوں مسرات کے آسمان  
 کی وسعت میں پہل گئے تانیں موسم گرما کی ٹنڈی ہوا پر سوار ہو کر دور تک بھانی  
 لگین دیکھتے اپنی آواز کم کر کے سنا شروع کیا جب بالانعام کر چکی اسنے کہا اور  
 بھانا۔ اور کیا۔

دیکھا۔ مہربانی کر کے کوئی گیت اور گاؤ۔

بھالا۔ کیا گاؤں۔

دیکھا۔ کوئی بنگالی چیز گاؤ۔

اجا گاتی ہوں یہ کھڑ بھالا نے پھر گانا شروع کیا گا ہی رہی تھی کہ اسے اپنے دوپٹے  
 کے کونے کا زور سے کھینچنا محسوس ہوا پاٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ گیتا بیتی بالکل اسکی  
 ایڑیوں کے پاس لگی ہے اور اسکے دوپٹے کا آٹھل زور سے پکڑے ہوئے ہے  
 گویا اسٹین او سی جان بچتی ہے بھالا نے تعجب ہو کر پوچھا یوں کیا ہو کیا ہوتا  
 پھر نکل آیا یہ من جواب تو نہ لیا کہ گراؤنگی کے اشارہ سے بتایا وہ بھالا نے چپ  
 ہو کر ادھر دیکھا تو سخت اور زور زور سے سانس لینے کی آواز کان میں آئی اور

سڑک کے پاس کوئی چیز نظر آئی جرات کر کے وہ اس کے نزدیک گئی دیکھا کہ ایک خوبصورت اور آراستہ گھوڑا زمین پر پڑا ہوا دم توڑ رہا ہے۔ بالائے پیرانی راہ لی مگر اس آراستہ گھوڑے کے دیکھنے سے اس کے دل میں غم پیدا ہو گئی تھی تو بڑی دیر تک وہ خاموش چلی گئی ایک میل جا چکے بعد گھوڑی نے پھر اوڑھ کا آنچل کھینچا تھا۔

بھالا - کیا ہے۔

گھوڑی نے اسے کوئی چیز دکھائی یہ تو کسی سپاہی کی پگڑی ہے یہ فکر پر فکر میں ڈوب گئی اور دل میں کہنے لگی کہ یہ بگڑی ایسی شخص نے ہے جس کا وہ گھوڑا تھا نہیں وہ الیہ یا نہیں ہے بگڑی تو کسی پیادے کی ہے اب چاند نکلی آیا بھلا اب تک خیالات میں گھوم رہی ہوئی تھی تو بڑی دیر کے بعد گھوڑی نے بہت باند باند پر پوچھا میری دلربا تم باتیں کیوں نہیں کرتی ہو بھالا - تمہیں سڑک پر کچھ نشان معلوم ہوتے ہیں۔

گھوڑی نے سڑک کو غور سے دیکھا۔

دیکھا - ہاں بہت سے گھوڑوں کے سمون کے نشان معلوم ہوتے ہیں۔

بھالا - یہ تم نے ایسی بات کہی جیسے کوئی ہوشیار ہو اس میں ہوا ان نشانوں سے کوئی بات تمہاری سمجھ میں آتی ہے۔

دیکھا - نہیں۔

بھالا - وہاں ایک حراز و گھوڑا بگڑی سپاہی کی پگڑی پہنا کر سمون کے نقش ان سب باتوں سے کوئی چیز تمہاری سمجھ میں نہیں آتی میں ہی کس سوچ میں کرتی ہوں۔

دیکھا - آخر بتاؤ اس کا کیا سبب ہے۔

بھالا - ابھی اس راجہ سے بہت سے سپاہی گذرے ہیں۔ دیکھا خوفناک ہو کر کہنے لگا تم آہستہ آہستہ پلین تاکہ میں اتنی دیر لگے کہ وہ زیادہ نہ بچ جائے۔



بملا ہنس کر بولی۔ بیوقوف یہ کیا کہتے ہو کہ وہ ہم سے آگے نکل جائیں۔  
 نہیں دیکھتی ہو کہ ہم کس رخ پر پڑے ہیں یہ سپاہی گڑھ مندران کی طرف گئے ہیں  
 بملا غمگین تھی ویسے ہی سیلشوارہ کے شوالہ کی سفید عمارت نظر آئی بملا دل میں  
 سوچنے لگی کہ اسکی کچھ ضرورت نہیں کہ پرہن کنور جی کو دیکھتے۔ نہیں اس میں تو  
 کسی بُرائی کے پیدا ہونے کا خوف ہے وہ سو پرہی تھی کہ پرہن تے کی طرح پیچھا  
 چڑھائے۔ کہ خود گیا پتی نے اور کسا سامان فراہم کر دیا پرہن پرہی بالائی پٹیہ کے پاس  
 کسک آیا اور اسکا دو پٹہ پکڑ لیا۔ بملا نے پوچھا اب کیا ہے۔

دگیا۔ وہ مقام کتنی دور ہے۔

بملا۔ کون مقام ہے۔

دگیا۔ وہ برگد کا درخت۔

بملا۔ کمن برگد کے درخت کو کہتے ہو۔

دگیا۔ جہاں تم نے اوس روز دیکھا تھا۔

بملا۔ کیا دیکھا تھا۔

دگیا۔ رات کو ہرگز اوسکا نام نہ لینا چاہئے۔

اصل واقعہ کو سمجھ کر بملا اس موقع کو کام میں لائی اور ایک ہسیانک آواز سے چلائی۔

اے پرہن بڑی گہرا ہٹ کیسا تمہو پیا میں منتیں کر کے پوچھتا ہوں کہ کیا ہر

کیا بملا نے اونگلی سے سیلشوارہ جی کے شوالہ کے پاس برگد کی طرف اشارہ کیا۔

اور خوفزدہ آواز سے کہا وہ برگد کا درخت ہے دگیا نے ایک انج ہی آگے کو حرکت

نہ کی اصل میں وہ آگے بڑھنے کے قابل ہی نہیں رہا اور یہ کی طرح کانپنے لگا۔

بملا۔ آگے چلو۔

پرہن نے کانپ کر جواب دیا میں ذرا ہی آگے نہ جاؤں گا۔

بملا۔ میں ہی تو ڈر گئی ہوں۔

پرہن ہلکے سے دیکھتا آگے بڑھا۔

بالائے درخت کی جانب دیکھا اور اس کے نیچے اسے کچھ سفید چیز نظر آئی۔ وہ  
 سمجھ گئی کہ یہ سیاہوارہ جی کے شوالہ کا بیل ہے۔ مگر گاپتی سے کہنے لگی۔ کیا پتی  
 نے کہا اپنے نگہبان دیوتا کا نام لو۔ اس درخت کے نیچے کیا دیکھ رہے ہو  
 دگما نے شور مچا یا سہلے سے پریشتر سہائے اور سہاگا۔ ایسی ایسی ٹالھیں پڑے  
 کام آئین ایک ہی لمحہ میں یہ مقام پہنچ کر ہٹ گیا۔ بالائی گاپتی کی عادت سے خوب  
 واقف تھی سمجھ گئی کہ سید باقلہ کے پھانگ پر پہنچا اسوجہ سے اسرار میں کچھ ہی اندیشہ  
 نہ کیا اور شوالہ جانے کیلئے آگے بڑھی۔ بالائے چٹنے سے پہلے سب بائیں پسج لی  
 تھیں مگر ایک بات بھول گئی۔ کنورجی آئے ہیں یا نہیں اس خیال سے وہ تیری وقت  
 میں پڑ گئی اسے یاد آیا کہ کنورجی نے اس کے آئین کا بالکل یقین نہیں دلایا تھا اسقدر  
 اس نے کہا تھا کہ تم مجھے یہاں پاؤ گی اور نیا و توجان لینا کہ پر کسی ملاقات نہو گی اس  
 میں کنورجی کے نہ آئین کا احتمال بہت غالب ہو گیا اگر نہیں آئے ہیں تو یہ محنت بکارت  
 ہی گئی اپنے دل میں کہنے لگی ہائے میں نے پہلے ہی یہ خیال کیوں نہ کر لیا؟ اور پریشتر  
 برہمن کو کیوں نہ کہا دیا آج رات کو میں اکیلی کھڑکیسے جاؤ گی سیاہوارہ جی جو تم کروا  
 دہی ہوگا۔ شوالہ پر تم چڑھنا چاہو تو تمہیں برگد کے درخت کے نیچے ہی سے ہو کر جانا  
 بالا واجب اور ہر سے گزری تو اس سے پہلے نظر نہ آیا اور نہ کوئی سفید چیز دکھائی دی  
 جو دور دکھائی ہوئی تھی وہ بہت گہرائی کیونکر بیل بٹک کر کہیں چلا گیا مٹا سید ان میں  
 کسی مقام پر ضرور ہوگا۔ بالا کو معلوم ہوا کہ جیسے کسی آدمی کے خالی سفید کپڑے درخت  
 کے اس طرف دکھائی دیتے ہیں اسے قند درخت کو غور سے دیکھا اسوجہ سے اسکو اور  
 ہی در معلوم ہوا جلدی جلدی وہ قدم بڑھا کر شوالہ کو چلی جت کر کر کے زمین پر چڑھی  
 اور بہت زور سے دروازہ کو دھکا دیا معلوم ہوا کہ دروازہ بند ہے اندر سے  
 ہماری آواز میں کیسے پوچھا کون بخالی گنبد گونج اٹھا کون؟ اپنے امکان بہر  
 بالائے جوابد یا ایک بھولی بھٹل عورت؟ دروازہ کھلا اندر ایک چراغ روشن تھا  
 مانے یہاں میں کی ہوئی تلووار ہاتھ میں لئے ہوئے ایک لمبا ترنگا آدمی کھڑا تھا بالا

## سولہواں باب

دیکھ کر بچاؤ۔

سیا شوارہ جی کے شوالین

شوالین داخل ہو کر تھوڑی دیر ستانے کے لئے بالابٹھ گئی اسکے بعد اسنے پہلے اپنا سر سیا شوارہ جی کے مورے کے آگے جھکا یا پر کنور جی کی تعظیم کیلئے اس پرچ میں کر ایک دوسرے پر کیوں مطلب ظاہر کریں کچھ دیر تک دونوں چپ رہے اور مضطرب تھے کہ کیونکر گفتگو شروع کریں ابالاجو صلح جنگ دونوں امور میں کامل ہوشیار تھی اور ان امور کے زیادہ مناسب تھی مسکرا کر ابوال کنور جی سیا شوارہ جی کی یاد دہانی دینے تمہیں پاپارات کے وقت میدان میں آتے ہوئے بہت دیر ہو اب تم کو دیکھ کر میری جرات پھر زندہ ہو گئی کنور جی غبارے بیان سپ طے خیر صلاح ہے بالالاجو یہ مطلب تھا کہ پہلے یہ دریافت کرے کہ کنور جی حقیقت میں تلوتپا پر مکریت ہیں اور اسکے بعد اور باتیں کرے اس غرض سے کہنے لگی۔ ان جناب خوشی ہی کا کام تھا کہ میں سیا شوارہ جی کی پوچھ بچھ کرنے آئی ہوں یہاں اگر معلوم ہو کہ دیوتا جی آپ ہی کی پوچھ بچھ میں ہو رہے ہیں اور میری پوچھ قبول کر لیتے اسوجہ سے میں آپ کی اجازت لیکر پلٹ جاؤ گی کنور جی بہت اچھا کر کم کو تنہا نہ جانا چاہئے میں گھر تک پہنچا دوں گا۔

بالالاجو دیکھا کہ کنور جی نے اپنا پورا وقت آلات جنگ ہی کے کاموں میں غور کر دیا ہے پوچھنے لگی اور مجھے تنہا کیوں نہ جھلنا چاہئے۔

کنور جی راہ میں خطرے ہیں۔

بالالاجو میں ہمارا جہان سنگ کے پاس دوڑی جاؤ گی۔

کنور جی کیوں وہاں کیوں جاؤ گی۔

بالالاجو کیوں۔ اونکے پاس درخواست لیجاتی ہے انہوں نے جو رسالہ مقرر کیا ہے

وہ ہماری راہ میں جو خطرے ہیں انہیں ہی دفع نہیں کر سکتا وہ اس قابل ہی

نہیں ہے کہ دشمن کو شکست دے کنور جی نے ہنس کر کہا رسالہ دار صاحب جواب

دے گا کہ دشمنوں کے ہٹاک کر ٹپکی تاب تو دیوتاؤں کو ہی نہیں انسان کیا چیز ہے

گواہ رہو وہ دشمن جسے مہادیو جی نے سیافون کے جھل میں خاک کر دیا تھا پندرہ  
روز ہوئے اسی منہمکتے خاص اس سوال میں بڑا عظم کیا یہ طاقت ایلا نے ہنسا  
پوچھا "یہ تو فرمائیے کس ظلم پر ہوا"  
کنو رچی جو اس رسالدار پر۔

بالا۔ ایسی خلاف قیاس باتا ہمارا جہ یقین ہی کیوں ماسنے لگے۔  
کنو رچی۔ میں ایک گواہ رکھتا ہے۔  
بالا۔ جناب وہ ایسا کون گواہ ہے۔  
کنو رچی۔ "تم خوبصورت"

بالا نے بات کا لگا لگا بہ ذلیل لوٹدی بالکل بد صورت ہے جی چاہے تو مجھے بالاکے  
کنو رچی۔ بالاکا ہی میری گواہ ہے۔  
بالا۔ نہیں بالاکا ایسی گواہی ہرگز نہ دیگی۔

کنو رچی۔ وقت میں ہمت ہی ٹیک رہو عورت جو زیادہ نہیں پندرہ ہی روز میں  
اپنا اقرار دل جائے وہ کوئی بچہ کو اہی ہرگز نہ دیگی۔  
بالا۔ کنو رچی ازراہ عنایت میرا اقرار بھی یاد دلائیے۔

کنو رچی۔ اپنی سادہ والی کمانام اور خانہ لگاتے کا اقرار۔

بالا نے ایک بار دل لگی کی آواز کو بہر لک ایک پوری دوسری کی آواز سے کما کنو رچی  
اپنی حیرت دفع کرتے میں۔ میں پس و پیش کرتی ہوں مبادا اسکی وجہ سے آپ کے  
دل کا آرام جاتا رہے کنو رچی نے تھوڑی دیر قائل کیا اور وہ خوش طبعی کا خراج  
بر لک دیا اور بولے بالا اسکا ضرور یقین ہے کہ اس کا نام اور خانہ ان معلوم ہونے  
سے میری خوشی جانی رہیگی۔

بالا۔ جناب ان۔

کنو رچی نے کچھ دیر غور کر نیچے بہر لک میرا تعلق خاطر جسطرح ہو سکے تم دفع کر دو جس نہ  
برداشت کے بجائے قابل تردد کی مصیبت میں اوٹھنا ہوں اس سے زیادہ

نتیجہ عشق کا دوتا ہے اسنے شیو جی کی عبادت کرنیوالو کو گستاخی سے پریشان کیا۔

کوئی چہرہ تکلیف دے ہی نہیں سکتی تم کو جس بات کا خوف ہے اگر وہ سچ نکلی تو یہی میری  
 موجودہ تبلیغ کے حق میں مناسب ہی ہوگی کیونکہ اس صورت میں میں کچھ نہ کہہ اپنے  
 دل کو تسلی دے سکوں اے بالا صرف حیرت مجھے انگینہ کر کے تمہارے پاس نہیں  
 لائی ہے اب مجھ میں حیرت میں پڑے رہنے کی قوت نہیں ہے ان پورے پندرہ  
 روز میں سوائے گھوڑے کی پیٹھ کے میں کچھ نہ جانتا ہی نہیں ہوں اس کا سبب یہ  
 ہے کہ جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہے میرا دل نہایت ہی بے آرام ہے اسی بات  
 کا زبردستی اقرار کر لینے کیلئے بالالانے پہلے کوششیں کی نہیں تھوڑا بہت اور اقرار  
 کرانکی غرض سے اسے کہا کنو رجی ملکی معاملات میں تم بڑے آزمودہ کار ہو۔  
 بہلا خیال تو کرو کہ اگر تمہارا دل کسی اور عورت کی فکر میں ڈوب جائیگا جبکہ ہاتھ آ کر  
 نہایت ہی دشوار ہے تو تم یہ مصیبت اس بڑائی کے زمانہ میں کیونکر برداشت کرو  
 میں بہت عرض کرتی ہوں کہ ضرورت جنگ اور اپنے سینہ مانے دونوں حیثیتوں  
 سے تمہیں یہی مت سب سے زہری ساتھ والی کو بہلا دو اسطرح اللہ البتہ لڑائی کے  
 ہنگامہ میں تمہیں کامیابی ہوگی سچے کے ہونہ پر ایک تبسم ظاہر کر کے جو دلی اضطراب  
 کا نشان دیتا تھا کنو رجی نے جواب دیا آہ کیسے بہلا دوں؟ تمہاری ساتھ والی کی صورت  
 کا بڑا گہرا نقش پہلی ہی نظر سے میرے دل میں بند گیا ہے یہ دل جیتک خاک  
 نہو جائے اس سے ہرگز اپنا چپا نہیں چڑا سکتا۔ لوگ کہتے ہیں میرا دل پتھر کا بنا  
 ہوا ہے تم جانتی ہی ہو کہ جو نقش پتھر پر بنا ہو اسے وہ پتھر کی مانند ہی مٹتا ہے  
 بالامیں لڑائی کا حال کیا بیان کروں جو وقت سے پہلے تمہاری ساتھ والی کو دیکھ  
 لیا ہے لڑائی میں میں فقط مشغول رہا خواہ میں لڑائی میں ہوا یا پڑا میں ایک  
 گڑھی بہر کے لئے یہی اس پیارے چہرے کو اپنے دل سے نہیں بہلا سکتا جب  
 کہیں میرا سر کاٹنے کی واسطے کسی پٹان نے اپنی تلوار بلند کی مجھے سب سے پہلے  
 یہی خیال آیا کہ میں مارا گیا تو پھر اس صورت کا دیکھنا کہی نصیب نہو گا یعنی جس  
 نگاہ کو میں پہلے سمجھے تھا وہ کچھلی نگاہ ہے اے بالا تمہاری ساتھ والی کے

دیکھنے کیلئے مین کمان تک جائیں اور زیادہ اقرار کرانگی کیا ضرورت تھی بالائے کہا  
میری ساتھ والی کو تم گڑھ مندران میں پاؤ گے۔

وہ رند ہر سنگ کی بیٹی پیاری جودش تلوتما ہے یہ سنگ جگت سنگ کو ایسا معلوم ہو اگیا  
سانپ دس گیا اسے تلوار پر سہارا دیکر سر لٹکا دیا کچھ در کے بعد ایک آہ کھینچ کر کہا  
اس تمام گھٹگو سے تمہاری بات صحیح معلوم ہوئی تلوتما میرے لئے نہیں ہے  
میں میدان جنگ میں جاتا ہوں وہاں اپنی آئندہ عیش و عشرت کی امید و فکروں  
کے خون میں ڈبو دوں گا۔ کنوری کے بیج عالم سے بالاکا دل بہرایا کہنے لگی عالی مرتبہ  
کنوری اگر سچی محبت کا صلہ دنیا ہی میں ملتا ہے تو تم تلوتما کا ہاتھ ضرور یکٹو گے  
اور تم کی بارگی اپنے دل میں مایوسی کو کیوں راہ دیتے ہو؟ قسمت آج مخالفت ہے  
تو کل موافق ہو جائیگی اسید کی آواز نہایت ہی شیریں ہے مصیبت سے مصیبت  
کیدن نرم آواز میں پچھلے سے وہ انسان کے کان میں کہہ رہی ہے ابراہم اور طوفان ہمیشہ  
نہیں رہتا پڑھ کر تم کیوں پڑھتے ہو میری باتیں سنو امید نے بالاکا کے منہ سے کہا کیوں  
پڑھتے ہو؟ میری باتیں سنو جگت سنگ نے اسید کی آواز سن کر خدا کی عرضی کے معلوم ہو  
تقدیر کے لئے ہوئے احکام کو پڑھ سکتا ہے! اس آفتاب کے نیچے غیر ممکن کو قسحی حیر  
ہے! اس دنیا میں کون غیر ممکن باتیں کہیں جو نہیں ظاہر ہو سکیں۔ ان کنوری باتیں سن کر  
کہنے لگے آج میرا دل نہایت ہی بھین ہے میں بالکل اس قابل نہیں ہوں کہ کوئی غلیک تدبیر  
نکالوں جو تقدیر میں ہے وہ ضرور واقع ہو گا کیونکہ تقدیر کا لون مقابلہ کر سکتا ہے اسوقت  
صرف اپنا ارادہ میں ظاہر کر سکتا ہوں ابھی سید شوارہ جی کے سامنے میں حمد کرتا ہوں  
کہ تلوتما کے سوا کسی اور کا ہاتھ میں ہرگز نہیں پکڑوں گا میں مین کے کہے تم سے کہتا ہوں۔ کہ  
جو کچھ میں نے کہا ہے اپنی ساتھ والی سے سب کہہ دینا! پھر کہے! اتنا یہ ہی اوس سے کہہ دینا  
کہ میں کہہ رہا ہوں! غم نہ ہو کہ دیدار کا اور تمہاری ہوں میں قسم کہتا ہوں کہ ایسی غایت کی پہنچی  
درخواست نہ کروں گا۔

بالا۔ جناب میری ساتھ والی کا جواب آپ کو کیونکر معلوم ہو گا۔

کنورجی۔ میں تمہیں بار بار تکلیف دینے کی جرأت نہیں کرتا ہوں لیکن اسی شوال میں اگر تم ایک دفعہ اور مجھے ملو تو میرا حاتمہ ہو گا جگت سنگھ کے لیکچر اور ملنے کی تم امید رکھو۔  
 بھالا۔ کنورجی میں آپ کی فونڈی ہوں مگر رات کو اکیلے اس سڑک پر آتے ہوئے مجھے بہت ڈر لگتا ہے صرف اقرار پورا کر کے خیال سے میں آج رات کو چلی آئی ہوں اب تو ملک بہر دشمنوں کی غرض سے مخدوش ہو رہا ہے میں پر آتے ہوئے بہت ڈرونگی کچھ دیر غور کر کے کنورجی نے کہا اگر تمہارے نزدیک اسمین قباحت نہ تو میں تمہارے ساتھ گڑھ مندران تک چلا چلوں۔ جو جگہ تم مناسب سمجھ کر بتا دو گی تمہارا انتظار کروں گا۔ تمہاری ساتھ والی جو کہ وہ دم وہیں آکر مجھے بتا جانا بھالا نے خوش ہو کر جواب دیا اچھا تو جناب آئیے لاہور میں باہر نکلنے ہی کو تھے کہ اونٹنے کا لون میں شوال کے باہر کسی سے ہو شیار ہی سے قدم رکھنے کی چاپ آئی کنورجی نے تعجب سے کہہ کر پوچھا کیا تم کسی کے اپنے ساتھ لائی ہو۔

بھالا۔ این نہیں تو۔

کنورجی۔ تو کس کے بیرون کی آہٹ معلوم ہوئی مجھے خوف ہے کہ کسی نے باہر سے ہماری گفتگو سن لی اس کے بعد جگت سنگھ باہر نکلا اور شوال کے گرد چاروں طرف دیکھا مگر کسی کو نہ پایا

## ستر ہواں باب

دیرا پنچھی

سیٹھ پورہ جی کی موت کے آگے تعظیماً سر جہانگیر کے بعد جگت سنگھ اور بھالا دونوں ڈرتے ہوئے گڑھ مندران کو روانہ ہوئے تھوڑی دور تک خاموش چلے جانے کے بعد کنورجی نے کہا بھالا مجھے ایک بات پر بڑی حیرت ہے تجھ نے تم سنگھ کا جواب دو گی۔  
 بھالا۔ جناب وہ کیا بات ہے۔

کنورجی۔ مجھے یقین ہے کہ تم ہر گز غافل نہیں ہو۔

بھالا نے ہنس کر کہا آخر فرمائیے تو کہو جو سے آپ ایسا خیال کرتے ہیں۔

کنورجی۔ رہنمائی کی جی کے ہمارا اچھا نمبر کی ہو تو ہونے کا خاص سبب ہے۔

یہ ایک بہت بڑے راز کی بات کہی ہے اگر تم خادمہ ہو نیکی پر نسبت کسی عمدہ درجہ کی عورت نہ تو تین تو کچھ ممکن نہ تھا کہ اس بات کو سمجھ سکتیں بالائے ایک آہ کبھی کبھار کہا جناب آپ کا قیاس ٹھیک ہے میں خادمہ نہیں ہوں گو خادمہ کچھ زندگی بسر کرتی ہوں جس طرح میری قسمت زندگی بسر کرتی ہے بسر کرتی ہوں مگر قسمت کو کیا الزام دوں؟ وہ ایسی بری نہیں ہے کہ سوجھنے کے خیال کیا کہ اس ذکر نے بالائے دل کو غم یاد دلایا۔ اسوجھ سے یہ تذکرہ اونہوں نے چھوڑ دیا بالائے اپنی بات آگے کہنا شروع کی۔ کنور جی ایک دن تمہیں بتا دوں گی کہ میں کون ہوں مگر ابھی نہیں یہ آواز کیا آ رہی ہے بیکار کوئی جہین بھگاتا ہے انسان کے پیروں کی چاپ صاف صاف سنائی دے گی یہ بھی معلوم ہوا کہ دو شخص آپس میں کانا پھوسی کر رہے ہیں جگت سنگر اور بالالا اس وقت ایک محل دور آچکے ہیں کنور جی نیچے نہایت خوف معلوم ہوتا ہے ذرا جا کر دیکھ آیا یہ کس جگت سنگر کچھ دور تک قدم بڑھائے چلا گیا اور ادھر ادھر دیکھا بھی مگر کوئی نہ نظر آیا آخر ہلٹ آیا اور بالالا سے کہا مجھے خوف ہے کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ آ رہا ہے ذرا ہو شیاری سے بات کرنا چاہئے یہ دونوں اس طرح باتیں کرتے ہوئے چلے کہ کوئی آواز نہ سن سکے اور قلعہ پر پہنچ گئے۔

کنور جی۔ تم قلعہ کے اندر کیسے جاؤ گی رات زیادہ آچکی ہے بیشک پہانک بند ہو گا۔ بالالا۔ جناب آپ معلوم رہے ہیں کہ آئے سے پہلے جو بے اسفا بند و بست کر لیا تھا کنور جی نے ہنس کر کہا کیا کوئی چور دروازہ ہے بالالا نے کہا چور کہہ کر گیا یہاں میں موجود ہے کنور جی نے کچھ تامل کر کے کہا بالالا اب مجھے آگے چائیشی کچھ ضرورت نہیں ہے قلعہ میں جو آم کا جنگل ہے اس میں انتظار کرو نگار میں تم سے الٹا کر کے کہتا ہوں کہ میرے نام سے بڑی دلسوزی کیساتھ اپنی ساتھی والی کی تم خوشامد کرنا میں آرزو مند ہوں کہ میری آنکھوں کو ایک مرتبہ دیدار کی دولت اور حاصل ہو جائے پندرہ دن کے بعد ہو چاہے سینہ بہر کے بعد چاہے سال بہر کے بعد۔

بالالا۔ یہاں پر آم کا جنگل پھنے کے قابل نہیں ہے ذرا آپ میرے ساتھ آئیے۔



کنور جی - کان تک -

بمالا - قلعہ میں -

کنور جی نے ذرا تامل کر کے کہا نہیں بمالا مجھے یہ نوگامین بغیر مالک قلعہ کی اجازت کے قلعہ میں ہرگز نہ داخل ہونگا -

بمالا - جناب آخر آپ ڈرتے کیوں ہیں -

کنور جی نے محنت سے کہا راجاؤں کے بیٹے کمین جاتے ہوئے نہیں ڈرتے ہیں ، مگر خیال تو کرو کہ ایسے قلعہ میں بغیر اسکے کہ ملک کو خبر ہو مہاراجہ انبر کا بیٹا چوری کر کے لے کر کیونکر جاسکتا ہے -

بمالا - تمہیں تو میں اندر لے جاتی ہوں -

کنور جی میں بڑی عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ اگر میں یہ دریافت کروں کہ تمہیں مجھے قلعہ کے اندر لے جانا کیا حق ہے تو تم یہ خیال نہ کرنا کہ کسی خادمہ کی طرح بیٹے تمہاری تعریف کی جائے گا - جب تک یہ معلوم ہو لے کہ قلعہ کے اندر لے جانا کیا حق ہے آپ نہ چلے گا -

کنور جی - ہرگز نہیں -

بمالا کنور جی کے کان تک جکی اور کچھ کہا -

کنور جی - تو بیوی جو تمہاری مرضی ہو تو چلو -

بمالا - میں خادمہ ہوں اور مجھے محکوم رہنا چاہئے -

کنور جی - اب تم کیا کرو گی -

جس راستہ پر یہ جا رہے تھے قلعہ کے پہاٹک پر گیا تھا اسکے پہلو پر آسون کا جنگل تھا جو پورے راستہ سے نظر نہ آتا تھا اگر تم اس طرف جانا چاہو دریا کے امور قلعہ کے پیچھے بہا ہے تو تمہیں اس جنگل ہی کے اندر ہو کر جانا پڑے گا بمالا نے سامنے کا راستہ چھوڑ دیا اور کنور جی کو ہمراہ لے ہوئے جنگل میں گسکھ سو کے پتوں کی کڑکڑاہٹ اور انسان کے پیر کی چاپ معلوم ہوئی -

کنور جی مذرالیکہ فعدہ اور تھر جاؤ دیکھو کیا ہے -

کنور جی نے اپنی تلوار نکال لی اور آواز کے رخ پر چلے گئے مگر لمبے نظر نہ آیا آسم کے جنگل کے نیچے بہت سے جنگلی درختوں اور جھاڑیوں کی کثرت سے ایسی گنتی گنیاں پڑ گئی تھیں اور درختوں کی وجہ سے ایسا آٹا ٹوپ اندھیرا پیدا ہوا تھا کہ کنور جی کو یہ بھی نہ بن پڑا کہ اب کہ ہر کو دیکھیں اونٹنے دل میں آیا یہ بھی ممکن ہے کہ سوکے بیٹوں پر بعض جانوروں کے چلنے سے آوازیں آتی ہوں ہوں ہو نیکو جو کچھ ہو مگر یہ سوکھڑا شبہ نکالنا ہی مناسب ہے وہ ایک درخت پر چڑھ گئے اور چاروں طرف دیکھنا شروع کیا توڑی دیر کے بعد انہیں دور سے آدمیوں کی وہ سفید سفید پگڑیاں نظر آئیں ایک آدم کے لمبے درخت کی ٹہنیوں سے اندھیرا پیدا ہو گیا تھا جب لوگوں کی پگڑیاں نظر آئیں تھیں ان کے بدن اس اندھیرے میں چھپے ہوئے تھے کنور جی نے اس مقام کو خوب پہچان لیا اور گویا ان لوگوں کو دیکھ کر انکی خاطر جمع ہو گئی خوب ہوشیاری سے اس درخت کو ایسا پہچان لیا کہ دوبارہ اگر دیکھیں تو ہونے کا احتمال ہی نہ ہو پھر چلے سے اتر کر بالائے پاس آئے اور جو کچھ دیکھا بتا اور اسکا حال بیان کیا اور کہنے لگے کاش اسوقت میرے پاس اور برچہ ہوتے بھالا۔ آخر فرمائیے تو آپ برچہ لیکر کیا کرینگے۔

کنور جی برچہ ہوں تو تھیک تھیک معلوم ہو جائے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ان علامات سے اچھا شگون نہیں معلوم ہوتا میں پگڑیوں سے خیال کرتا ہوں کہ یہ بھاک پتھان کسی جڑی نیت سے ہمارے پاس سے فوراً بھالا کو وہ سڑک کے کنارہ والا مراہوا گھوڑا پگڑی۔ اور وہ گھوڑے کے سمون کے نشان یاد آ گئے۔

بھالا۔ نواز راہ غایت آپ طیر ہے میں آپکو برچہ لیک کر لا دوں۔ یہ کمرہ قلعہ کی نیو پاس گئی اس کمرہ کے نیچے حبیبین شام کو بھالائے سنگار کیا تھا آسمون کے جنگل کے رخ پر ایک کٹر کی تھی اس کٹر کی کے پاس پہنچی اپنے کھڑوں سر نیچی نکالی پٹوں میں کھٹکا لگا تھا اسکو کبھی لگا کر کھولا ایک پشتیبان پکڑ کر کٹر کی دیوار کی طرف ڈھکیلی اس عجیب حکمت سے کٹر کی معہ چوکت بازو اور پشتیبانوں کے

دیوار کے ایک ٹکاف میں چلے گئے اور بالاکے اندر جانیکے لئے ایک دروازہ کھل گیا کمرہ میں جا کر اسے بیٹوں کو پہرہ کینچ اور پہلے ہی کی طرح کٹر کی پہرہ اپنے مقام پر ایسی جھکڑ بیٹھ گئی کہ باہر سے کہوٹے کی ہزار کوشش کی جائے نہ کھل سکے بالاکہ جلدی جلدی قدم بڑھا کر سلاح خانہ میں گئی وہاں جا کر داروغہ سلاح خانہ سے کہا جو کچھ میں مانگوں اسکا ذکر خبردار کسی سے نہ کرنا مجھے دو برچے دو تم کو واپس مل جائیں گے۔

داروغہ۔ مائی برچے لیکر کیا کرو گی۔

یالار۔ میں آج دیرانچی کی پوجا کرونگی جو عورت یہ پوجا کرتی ہے اسکو بہاؤ دینا ملتا ہے اس تیوہار میں ہتیاروں کا پوجا کرنا ہوتا ہے مجھے بیٹا ہونکی بڑی آرزو ہے خبردار اسکا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ داروغہ کو جیسا سمجھا گیا تھا ویسا سمجھ گیا۔ قلعہ میں جتنے نوکر جا کر تھے سب بے عذر بالاکہ کی اطاعت کرتے تھے یہ شخص بے اسکے کہ زبان سے نکالی گیا اور دو تیز برچے نکال لایا۔ جس ٹکلت سے بالاکہ آئی تھی اوسی ٹکلت کیساتھ برچے لئے ہوئے کٹر کی طرف پلٹی پہلی ہی طرح کٹر کی کو کھولا اور جگت سنگہ کی جانب پلکی یا تو جلدی کی ہماہمی میں اس خیال سے بے پرواہ ہو کر کام کر کے فوراً پلٹ آؤنگی جانے وقت بالاکہ نے کٹر کی بندھنیں کی اور اس باعث سے راستہ خطرہ میں پڑ گیا کٹر کی کے قریب ہی ایک آم کی درخت کی آڑ میں ایک مسلح شخص کھڑا ہوا تھا اس واقعہ کو اویسنے دیکھا مگر جب تلک بالاکہ نظروں سے غائب نہ ہوئی اپنی جگہ سے کہ کاتک نہیں جب وہ غائب ہو گئی اس خوف سے کہ کوئی چاب سن پائے اسنے جوتے اوتار ڈالے اور آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا کٹر کی کے پاس پہنچا اور جہاں تک ہوسکا کٹر کی کے اندر چپکے سے داخل ہوا پھر اس کمرہ کے دروازہ سے وہ قلعہ میں داخل ہو گیا ادھر کنورجی نے بالاکہ سے برچے لئے اور پیشتر کی طرح وہ درخت پر چڑھ گئے وہاں سے انہوں نے دوسرے درخت کی طرف جسے پھان رکھا تھا دیکھا مگر اب فقط ایک ہی پکڑی نظر آئی دوسرا شخص غائب ہو گیا تھا۔ کنورجی نے

ایک برہما بائین ہاتھ میں لیا اور دوسرے کو دہنے ہاتھ میں لیکر گڑھی کوتاک کر اپنے بازو کی پوری قوت سے مارا اسکے ساتھ ہی پتوں کی ایک بڑی کٹر کھڑا اور اسکے بعد کسی چیز کی بہت زور سے گرنیکی آواز سنائی دی گڑھی اب نہیں نظر آتی تھی جگت سنگ نے قیاس کیا کہ اسکے بے خطا نشانے نے اس شخص کو شاخون سے نکال کر زمین پر گرادیا۔ جگت سنگ نے جٹ پٹ درخت سے اوتر کر کڑھی شخص کے پاس گیا دیکھا کہ ایک مسلح مسلمان سپاہی قریب المرگ ہے ابرہما کی ایک آنکھ میں پیوست ہو گیا تا کنور جی نے غور سے دیکھا اور پہچان لیا کہ ابرہما اسکی آنکھ میں ہو کر سید ہاد داغ میں اوتر گیا تھا ایک پرچہ اسکے تعویذ میں نکلا۔ جگت سنگ اسے لیکر چاندنی میں آیا اور پڑھنے لگا لکھا تھا۔ تمام مطیعان قلعہ خان رقعہ ہذا کو دیکھتے ہی حامل رقعہ کی اطاعت کریں۔

### اقم قلعہ خان

بمالا نے فقط آواز سنی تھی مگر یہ نہ سمجھی کہ کیا ہوا کنور جی اسکے پاس آئے اور سب حال دریافت کیا۔ بمالا نے چلا کر کہا افسوس کنور جی جو میں جان جاتی تو نصرت تھی جہر اگر میں تمہیں برچہ لادیتی میں بڑی گنگار ہوان اور آج رات جو خون کا گناہ ہوا ہے اسکا کفارہ مدت تک ادا نہ کر سکونگی۔

کنور جی ہمارے دشمنوں کی ہلاکت پر افسوس کا کون محل ہے یہ بہت اچھا کام ہے۔

بمالا۔ جنگجو آدمی یہ خیال کیا کریں ہم تو عورتیں ہیں۔

کچھ تامل کر کے بمالا بولی۔ کنور جی اب زیادہ تاخیر میں قیامت ہے چلو قلعہ میں چلین میں کٹر کی کئی چوڑائی ہون جلدی سے قلعہ کے نیچے پہنچ کر بمالا کنور جی کو ساتھ لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ داخل ہوتے وقت کنور جی کا دل دھڑکنے لگا اور پیر تہتر آنے لگے وہ شخص جسکے سر کا ایک بال ہی بڑی بڑی مخافتوں کے وقت نہ میلا ہوا اسکے اس کانپنے سے کیسا شگون کیا جا سکتا ہے اس عیش و عشرت

کے مکان میں داخل ہوئے وقت اس کمرے سے اسکو کیا حال لینا چاہئے بالالا  
نے اوسے طرح کٹر کی بند کی اور کنورجی کو اپنے خوابگاہ کے کمرہ میں لیگئی وہاں پہنچ کر  
کہنے لگی آپ کے خلاف نہ تو ایک لمحہ ہی بھر میں پلٹ آؤنگی جب تک آپ اس  
پلنگ پر تشریف رکھئے جناب آپکا دل اور کس طرف متوجہ ہو تو مہربانی سے یاد فرمائیے  
کہ مہادیو جی کا بچو نا فقط ایک برگد کا پتہ بتایا کہ مکر بالا چلی گئی تو ٹوڑی ہی دیر بعد  
ایک پاس ملے ہوئے اور کمرہ کا دروازہ کھلا اور وہ اس کمرہ سے بھاگ کر کہنے لگی۔  
عالیٰ مرتبہ راجہ کے بیٹے مہربانی کر کے یہاں قدم رنجہ فرمائیے اور آکے ایک بات سن  
لیجئے کنورجی کا دل دھڑکا شاید کوئی تردد کی بات نہ تھی وہ پلنگ سے اٹھ کر بالالا کے  
پاس گئے کنورجی کے جاتے ہی وہ بجلی کی طرح ٹڑکرا ہر کل آئی کنورجی نے اپنے تئیں ایک  
خوشبو سے منگتے ہوئے کمرے میں پایا ایک پانڈلیکا چرخ روشن تھا ایک گوشہ میں  
کوئی عورت گونگٹ نکالے بیٹھی تھی وہ تلو تلماسے سوا اور کوئی نہ تھی۔

### اسرار ہوان باب

ہو شیہ آدمی اور بالالا کی لکٹ چلنا

بالالا اپنے کمرہ میں واپس آکر پلنگ پر بیٹھ گئی اپنی غرض پوری کر لینے پر اس کے  
چہرہ سے نہایت ہی خوشی ظاہر ہوتی تھی یہاں ایک چراغ روشن تھا بالالا کے سامنے  
ایک آئینہ لگا تھا۔ آئینہ کے سامنے اس کے کپڑے ویسے ہی صاف صاف نظر آئے  
جیسے رات کو پہنتے وقت تھے ایک گھڑی بھر تک وہ آئینہ میں اپنی صورت دیکھا  
وہی خوشنما پہنچ و تاب چوٹی میں تھا وہی کاجل کی سیاہ تابی آنکھوں کے درون میں  
تھی وہی پان کا ہلکا ہلکا گلاب کا سارنگ نیچے کے ہونٹہ میں تھا وہی آؤینے لہر لہر کر  
گول گول رخساروں کو روک رہے تھے اوس وقت ایک جھلکنے کی اداسی وہ  
بیٹھی ہوئی تھی جس نے اسکی اس ادا کو دیکھ پایا ہے کہ پھر ہی وہ شخص ایک جوان  
عورت کے عشق کو ترسیگا بالالا نے دیر مسکرا کر اپنے حسن و جمال پر غور کیا کیا  
اوسکو اس بات کے افسوس پہنسی آئی کہ سبیل جگت سنگھ کو خود کوشش کر کے

تولائی اور تلوتک کے پاس پیچیدہ زمین رنج کرنا تو درکنار اسپر تو وہ انتہا سے زیادہ خوش ہوئی تھی اسی بات پر ہنسی آئی تھی کہ عالم و فاضل دو گیارے عرض گھر ہوڑے پر کسی طرح راضی نہوا۔ بالاجگت سنگہ کا انتظار کر رہی تھی کہ ناگمان پاس کے آسمان کے جنگل کی طرف سے ترہی کی آواز بڑے زور سے اسکے کان میں آئی وہ سمجھ کر چونک پڑی کیونکہ ترہی تو صرف پہاٹک ہی پر بجائی جاتی ہے اور وہ بھی اتنی رات گئے نہیں۔ خوالہ کو جاتے ہوئے جو جو باتیں دیکھی اور سنی تھی ساتھ ہی اسکے دل میں یاد آگئیں اس نے فوراً قیاس کیا کہ یہ آواز کسی بڑے مقدمہ کا نتیجہ ہے اور جیٹ کرکٹ کی کے پاس جا کر یا ہر کی طرف دیکھا مگر کی طرف اور خاص کر جنگل میں کچھ نہ کچھ نظر آیا۔ ایک تردد کے عالم میں وہ کمرہ سے باہر نکلی صحن برابر ہی تھا صحن کے اودھر دوسرے کمرہ کی ایک اور قطار چلی گئی تھی اس میں کوٹھے پر جائیکا زینہ تھا بالاکوٹھے پر چلی گئی۔ اور ہر طرف دیکھنے لگی۔

جنگل میں چونکہ گھٹا ٹوپ اندر ہی چھایا ہوا تھا سو جس سے کچھ نظر نہ آیا اسکا تردد بڑھتا ہوتا تھا آخر کوٹھے کے پاس آئی اور کمرے پر سینہ رکھ کر آگے کو سر ہٹا کر اس مقام کو دیکھا جو بالکل قلعہ کے نیچے تھا اگر اب بھی کچھ نہ معلوم ہوا جھلکے ہوئے ہرے پتے گویا ہلکی لگی چاندنی میں نہاے ہوئے تھے اور اس وقت جو ہنڈی ہوا کے جوئے پتوں پر آتے تھے گویا وہ ایک چمکتا ہوا مسخ لباس پہن لیتے تھے جنگل کے نیچے بالکل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

چاندنی پتہ میں سے نکل نکلا کہیں کہیں زمین پر آرہی تھی چاند اور ستارے جڑے ہوئے آسمان کا عکس دریاے اسود را پر چڑھتا کچھ فاصلہ پر اس پار عالی شان عمارتیں آسمان سے ملی ہوئی نظر آتی تھیں۔

اون عمارتوں کی چھتوں پر ادھر ادھر بعض بھرہ والوں کی صورتیں نظر آ جاتی تھیں بالاکوٹھے کچھ نظر آیا بس یہی تھا۔

وہ مایوس ہو کر پلٹنے ہی کو تھی کہ معلوم ہوا جیسے کسی نے اس کی پیٹھ پر ایک اونگلی چھوئی وہ چونک پڑی پیچھے پھر کر جو دیکھتی ہے تو ایک انجان مسلح آدمی اس سے

کھڑا ہوا ہے تجیس و حرکت ہو کر تصویر بن گئی۔ مسلح آدمی نے کہا خبردار شور نہ کرنا  
 آواز نکلی اور یہ تمہارا نازک بدن میں قلعہ کے نیچے پسینہ لگا رہا جس شخص کو چانگ  
 دیکھ لے ایسی بدحواس ہوئی پٹھان سپاہیوں کے سے کپڑے پہنے تھا اسکے پورے  
 قیمتی کپڑوں سے یہ بات بہت آسانی سے تسلیم کرتی جاتی تھی کہ کسی معزز عہدے  
 پر ممتاز ہے عمر نے تیس برس سے زیادہ نہ تجاوز کیا ہو گا اور نہایت ہی حسین تھا  
 مرصع پگڑی اونچی پٹیلی پر تھی ہنوز بالابالا اچھی طرح گہرا لے ہی پٹائی تھی کہ اس نے دیکھا  
 کہ وہ شخص خود کسی کا دعویٰ کرتا ہے اس کا بدن جلجتا مشک کا سا بھاری بہر کم نہ  
 تھا اور نہ سینہ ویسا چوڑا تھا مگر ویسا ہی بھادرتا اور ویسا ہی حسن جمال اور نرم و نازک  
 بدن پر ناز کرتا تھا مونگے کا مرصع کاریاں میں کیا ہوا ایک رشتہ خیمہ پیش قیمت ڈاب  
 میں بند ہوتا نکلی تلوار ہاتھ میں تھی مگر اسکے سوا اور کوئی ہتیار اسکے پاس نہ تھا خبردار  
 چلا نا نہیں چاہتے اور میں نے نیچے ہنکھریا۔ بالائی حوت جو دل نہ کھلتے کرتے۔ سے  
 تصویر دیکھو اس نے بھائی رہی نہی پھر خود کو آئی سپاہی نے جب دوبارہ کہا تو وہ  
 مطلب سمجھی اور اس کے پیچھے پانہ ان کے پاس ہو چیت کا کنارہ تھا اس کے ایک مسلح  
 سپاہی کھڑا تھا وہ سمجھ لئی کہ سپاہی لوگ ایسے غافل ہو کر بات نہیں کر سکتے ہیں  
 اور نہ قتل کی دھمکی سے کوئی سخت اثر پڑے گا ان سب باتوں کا دل میں خیال کر کے  
 وہ ہوشیار عورت کہنے لگی تم کون ہو ؟

سپاہی ۔ میرا نام جاننے کی تمہیں کیا ضرورت ہے ۔

بالابالا ۔ تم قلعہ کے اندر کیوں آئے ہو کیا تم کو نہیں معلوم ہے کہ چور کو نہٹے  
 سے باندھ دے جاتے ہیں ۔

سپاہی ۔ اے دلربا میں چور نہیں ہوں ۔

بالابالا ۔ تم قلعہ میں کیسے آئے ۔

سپاہی ۔ خود تمہاری مہربانی سے جب تم کمر کی کھول کر چلی گئی تھیں میں اندر چلا گیا  
 اور تمہاری بیداری میں بیان اتر آیا ۔

بھالانے اپنا ہاتھ پیشانی پر مارا اور پوچھا کہ تم کون ہو۔

سپاہی۔ مجھے تم کو اپنا نام بتانے میں پس و پیش کرنیکی کیا ضرورت ہے میں ایک پٹھان ہوں۔

بھالا۔ اتنے میں کیا ہوتا ہے؟ تمہاری قوم پٹھان ہے مگر ہو تم کون۔

سپاہی۔ خدا کے فضل و کرم سے میرا نام عثمان خان ہے۔

بھالا۔ میں اس نام کا آدمی کبھی نہ ملتا ہوں۔

سپاہی۔ عثمان خان قلعہ خان کی فوج کا سردار ہے۔

بھالا کانپ اٹھی اسکے دل میں یہ فکر آگ کی طرح مشتعل تھی کہ کی صورت سے باگ

جاؤں اور یہ خبر رند ہیر سنگ تک پہنچاؤں مگر اسکے سبب ذرا کچھ مسرور نہ ہونے کیونکہ

انکے تو قلعہ خان کا سردار اور روکے کھڑا تھا کوئی بہانہ نہ دیکھ کر اسکے خیال گیا

کہ اسے جتنا زیادہ باتوں میں لگاؤ رکھو گی اتنی ہی زیادہ چٹکارے کی

امید ہوگی کسی وقت کو ٹھون پر کوئی پیرا دینے والا پوچھ کر شاید ادھر آئے

دل میں یہ نظر کر رہے تھے پر باتیں شروع نہ کیں۔

بھالا۔ جناب آپ قلعہ میں آئے ہیں۔

عثمان خان۔ ہم نے ایک قاصد بھیج کر رند ہیر سنگ سے یہ بات چاہی تھی کہ ہماری

طرفداری کرے۔ جواب میں وہ لڑائی کا خواستگار ہوا اور چاہا کہ اپنی فوج سمیت

ہم قلعہ میں داخل ہوں۔

بھالا۔ آپ کا مطلب میں سمجھ چو کہ قلعہ کے مالک نے آپ کو کون کا ساتھ دینے

سے انکار کیا اور مغلوں کا طرفدار ہو گیا ہے اسلئے آپ اس قلعہ پر قبضہ کرنا کو

آئے ہیں مگر میں تو دیکھتی ہوں کہ آپ تنہا ہیں۔

عثمان خان۔ ان اس وقت میں تنہا ہوں۔

بھالا۔ شاید اسی باعث سے آپ بچے نہیں جانے دیتے۔

بھالا نے یہ بات کہہ کر کوشش کی تھی کہ پٹھان کے ہاتھ سے بھاگ جائیگی امید



پڑے مگر بیفائدہ ہوئی۔

وہ سمجھی تھی کہ نامردی کا الزام پٹیان کو بہت بُرا لگے گا اور اپنی بہادر سی ثابت کرنے کی غرض سے میرا راستہ چھوڑ دیا۔ عثمان خان نے ہنس کر جواب دیا اے دلہا تمہارا پاس کوئی چیز نہیں ہے جس سے خوف کیا جائے ہاں ایک تمہاری ترچی نگاہ تو میں اوس سے بھی کچھ ایسا نہیں ڈرتا ہوں لیکن میری تم سے ایک عرض ہے بالاحیرت میں پڑ گئی اور اپنی نظر عثمان خان کے چہرہ پر جمادی۔

عثمان خان۔ مہربانی کر کے کبھی جو تمہارے دوپٹے کے کوئی عین بندہ ہی ہے مجھے دید و بین احسان مند ہوں لگا میں اس بات میں پسو پیش کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ تمہارے بدن میں لگا کر تمہاری بیعتی کروں بالائے ہنس کر آہستہ سے جواب دیا یہ تو بات خوب کسی ماہی گھڑی بہر نہ گزری ہوگی کہ آپ نیچے پھینک کر میرا بدن پاش پاش کر ڈرے پر آمادہ تھے۔ فوجی افسر نے کہا ضرورت کے لئے کوئی قانون نہیں ہے اور اگر ضرورت پڑے تو میں اب بھی ویسا کر نیا موجود ہو جاؤں گا۔ بالاسی ہو شیار عورت کو اس بات کے بھنے کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت نہ تھی کہ اس سپاہی کو گھڑی کی کبھی کی زیادہ ضرورت ہے مگر یہ اس کے ذہن میں نہ آیا کہ اس سے کچھ بیان کرے جو شخص ایک چیز کے چین لینے کی ضرورت رکھتا ہے اگر وہ خوشامد کر کے مانگے تو جانو کہ دل لگی کرتا ہے اگر کبھی خوشی سے نہ دی گئی تو افسر زبردستی لے لیا بالائے مقام پر کوئی اور شخص ہوتا تو بیشک کبھی حوالہ کر دیتا مگر یہ ہو شیار عورت کسے لگی اگر میں خوشی سے کبھی نہ دوں گی تو جناب آپ کیسے لے لینگے یہ بات کہتے وقت بالائے دوپٹے اوتا ر کر اپنے ہاتھ میں لیا عثمان خان نے اس طرح کہ آنکھیں دوپٹے میں لگی ہوئی تھیں کہ نام نہودگی تو تمہارے بلایے میں ہاتھ لگائی مسرت ہی حاصل کروں گا۔

بالا۔ تو آپ ایسا ہی کیجئے یہ کہا اور دوپٹے جنگ کی طرف پھینکا عثمان خان کی نگاہ دوپٹے ہی میں لگی تھی جیسے ہی بالائے دوپٹے پھینکا اس نے ہاتھ بڑھا کر ہوا اوتا ہوا دوپٹے پکڑ لیا۔

عثمان خان کی دوسری حرکتوں نے بالاکا چہرہ متغیر کر دیا تھا اس نے بالاکا کے ہاتھ اسی کے دوپٹے سے کھڑے مین خوب کسکر باندھ دئے۔

بالا۔ یہ کیا کرتے ہو۔

عثمان خان۔ ضرورت جنگ اسی کی مقتضی ہے۔

بالا۔ اس خراب حرکت کا نتیجہ تمہیں جلد ہی مل جائیگا۔

بالاکا کو اس حالت میں چھوڑ کر عثمان خان چلا جاتا تھا کہ خود ہی پلٹا اور یہ کھڑے عورت کی زبان کا کچھ پاس نہیں یہ اس کا منہ خوب اچھی طرح سے باندھ دیا عثمان خان اس کے بعد اوتر کر اوس کمرہ میں گیا جو بالا کے کمرہ کے نیچے تھا جس طرح بالا نے کبھی پہرائی تھی اسی طرح اس نے پہرائی اور کتری کو ڈھکیل کر دیوار کے اندر کر دیا جب راستہ ہو گیا عثمان خان نے آہستہ آہستہ سیٹی بجانی شروع کی فوراً ایک درخت کی آڑ سے ایک سپاہی ننگے پیر آیا اور قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اسکے بعد دوسرا آیا اسی طرح پٹان سپاہیوں کی ایک بڑی جماعت خاموشی کے ساتھ قلعہ میں اوتر آئی جو کھلا آدمی آیا اوس سے عثمان خان نے کہا بس اور آدمی نہ آئیں تم سب باہر ٹہرو جو وقت میرا غور سننا تم سب قلعہ کے باہر سے حملہ کرنا تاج خان کو یہ سنا دینا وہ شخص پاٹ گیا۔

عثمان خان سب سپاہیوں کو ہمراہ لیکر خاموشی کیساتھ کوٹے پر چڑھا جب اوس مقام پر گزر ا جہاں بالا باندھی ہوئی تھی کہنے لگا یہ عورت بڑی ہوشیار ہے اس کے ساتھ ملوک کرنا ٹیک نہیں ہے رحیم شیخ تم بطور حفاظت کے اسکے پاس ٹہرو اس کا منہ کھول دو مگر بہانے کی کوشش کرے یا کسی سے کچھ کہے یا پتلا کے بات کہے تو یہ خیال کرنا کہ عورت کا قتل کرنا اپنی ذلت ہے۔

رحیم شیخ۔ حضور میں ایسا ہی کرونگا اور وہیں ٹھہریگا۔

کوٹوں کو بٹون ہو کر پٹان لوگ قلعہ کے اور اطراف میں گئے۔

انیسواں باب

عاشق اور اس کا کوہنچہ

بھالائے جب دیکھا کہ ہوشیار عثمان خان دوز نکل گیا اس نے پرہمت باندہ ہی کیونکہ اب اس  
 اسید پڑھی کہ شاید اپنی چالاکی کی بدولت پر آزادی حاصل کر سکے وہ سوچنے لگی  
 کہ کیونکہ اپنی چالاکی کا اثر ڈالے محافظ جیب توڑی دیر تک کہڑا رہا تو بھالائی اس  
 سے باتیں کرنا شروع کیں۔ محافظ ہو چاہے پلوٹو کا بھی ہوا پیغمبر ایک حسین صورت  
 کے ساتھ باتیں کرنے سے رضا مندی کے سوا کون انکار کر لگا پہلے تو بھالائے بہت  
 واقعات کے متعلق باتیں کیں رفتہ رفتہ اس نے محافظ کے نام ملک۔ وطن معاش  
 رنج و راحت کی نسبت بہت کچھ پوچھنا شروع کیا بھالائی کو اس سے اور اس کو بھالائی سے  
 ایسی دلچسپی ہوئی کہ وہ شخص نہایت ہی مطمئن ہو گیا موقع دیکھ کر بھالائے اپنی پرکشش  
 سے تیز چہرے ہینکے شروع کئے ایک طرف اس کی میٹھی میٹھی باتیں دوسری طرف خوشگوار ہپول  
 کے ایسے تیروں سے اس کا بھٹا نشانہ بازی کرنا دونوں چیزوں نے باتفاق دلگرائی  
 کے لئے سبقت کرنا شروع کیا بھالائی جب محافظ کے طریقے پہچان کئی کر کے مغلوب  
 ہونے کا وقت قریب آگیا ہے اس نے نرم اور شیریں آواز سے کہا شیخ جی مجھے بہت  
 ڈر معلوم ہوتا ہے مہربانی کر کے آپ میرے پاس بیٹھ جائیے محافظ بخود دھور ہاتا  
 بھالائی کے پہلو میں آکر بیٹھ گیا کچھ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کر کے بھالائے دیکھا کہ  
 اس کی دوائے عمل شروع کر دیا کیونکہ جو وقت سے محافظ اس کے پاس آکر بیٹھا تھا  
 بھالائی نہ تو اثر نظر بہرہ کے نگاہ پر نگاہ ڈالتا تھا۔

بھالائی۔ شیخ جی میں دیکھتی ہوں آپ بالکل پست پسینے ہو رہے ہیں اگر ایکد فو  
 میرے ہاتھ کو لدے تو توڑی دیر آپ کو پنکھا جلون۔ بعد ازاں آپ صبر  
 نہ کرنا پندہ کہتے ہیں۔

محافظ کی پیشانی پر پسینہ کا ایک قطرہ ہی نظر نہ آتا تھا مگر بھالائے دیکھ ہی لیا ہے نہ دیکھا  
 نہ آتا تو ایسا کیوں کنی علاوہ برہن ان ہاتھوں سے پنکھا جلا جاتا کہ محفوظ ہونیکے لئے  
 ایسی سرت نصیب ہوئی ہے اب کچھ خیال کر کے محافظ نے بھالائی کے ہاتھ کو لدے بھالائے  
 توڑی دیر تک دوپٹے کے انچل سے محفوظ کو ہوا دی اور اس کے بعد بغیر اجازت یا سماعت کا حال

نہ ہو کہ مجھ کو اب یہیں پلوٹو عشق کے دیوتا کو کہتے ہیں۔

دریافت کئے ہوئے اور دیا محافظ کو اسکے پہرہ مندہ دینے کا خیال بھی نہ آیا۔ اور حقیقت میں اسکا خاص سبب تھا دوپٹہ نے رسی کی جگہ کام دینے کے عوض جب بالالا کی آراستگی کی تو اسکا حسن و جمال جگہ گانے لگا وہ حسن و جمال جیسے بالالا پہلے آئینہ میں دیکھ کر مسکرائی تھی اسنے اسوقت حیرت کے مارے محافل کی زبان بند کر دی۔

بالالا۔ شیخ جی تمہاری بی بی تمہیں پیار نہیں کرتی ہیں۔  
شیخ جی۔ کس سبب سے تم نے ایسا خیال کیا۔

بالالا۔ اگر وہ نہیں محبت ہوتی تو اس موسم بہار کے زمانہ میں جبکہ سہیل بانی تیری کر کے موسم باران کی جانب سبقت لیا چاہتا ہے، تمہارے ایسے شوہر کی مفارقت کیسے پوری کرتیں۔

جواب میں شیخ جی نے زور سے آہ کینچی بالالا کے ترکش سے تیر پر تیر برابر چل رہے تھے۔  
بالالا۔ شیخ جی مجھے کتنے شرم آتی ہے مگر میں تمہاری بیوی ہوتی تو بالائی پر جاسے گا رنج مجھے سہانہ جانا محافلے نہر ایک آہ کینچی بالالا نے اپنی گفتگو یوں شروع کی۔  
اے کاش تم میرے شوہر ہوتے بیان اسنے ایک ہلکی سی آہ کی اسکے ساتھ ہی ایک محبت بھری ہوئی ترہی نظر سے دیکھا محافظ نے تحمل سے زیادہ پیچ و تاب میں دلا تھا رفتہ رفتہ بالالا کی طرف اسے کینچی شروع کیا اور بالالا ہی اسکی طرف بڑھنے لگی دونوں کے بدن بالکل مل گئے محافظ ایک وجہ کے عالم میں تھا بالالا نے اپنا ریشم کا لنگہ اتارے ساتھ میں دیا محافظ بالکل بے اختیار ہو گیا تھا۔

بالالا۔ میں یہ بات کہتے شرماتی ہوں تم نلغہ فتح کر کے بناؤ گے تو مجھے پہر ہی یاد کرو گے۔  
محافظ۔ کیا میں ہوں تو نگاہی۔

بالالا۔ تو میں اپنے دل کی بات کہوں۔

محافظ غرور کو پہرتی سے بیان کر رہا۔

بالالا نہیں میں نہ کہوں گی تم اسکو سن کر خیال کرو گے۔

رحیم شیخ - نہیں نہیں بیان کرو میں تمہاری منت کرتا ہوں تم مجھے اپنا ادنیٰ غلام سمجھو۔  
بھالا - مجھے اس بات کا تردد ہے کہ اس کج بخت شوہر کے نام کو ذرا غ لگا کے تمہارے  
ساتھ کیسے بھاگ چلوں گی۔

پہر اپنے ترپھی نظارے دیکھا محافض اور محبت سے اوپہل پڑا۔  
رحیم شیخ - این تم ایسا کرو گی۔

پچھلے آؤدیکو اس آفتاب کے نیچے تمہارا سا عقل مند شخص اور یہی ہے۔  
بھالا اگر اپنے ساتھ لچلو گے تو حقیقت میں میں بڑی خوشی سے تمہارے ساتھ چلوں گی۔  
نما قسط - میں تو میں نہ لچلوں گا میں تو ہمیشہ تمہارے غلام کی طرح رہوں گا۔

بھالا - تمہاری جید محبت کے عوض میں مجھے کیا ہو سکتا ہے یہ ایک ذلیل چیز ہے  
تہربانی کر کے اسے قبول کرو یہ کہہ کر سونکی زنجیر اسنے لگے سے اوتاری اور پھر  
اوسکے گلے میں ڈال دی وہ شخص ایک بارگی سانوین آسمان پر پہنچ گیا بھالا نے کناثر  
کیا ہمارے شاستر میں لکھا ہے کہ کوئی اپنا بار دوسرے کے گلے میں ڈال دے تو دونوں  
میں بیاہ ہو جاتا ہے محافض کہ اسکے دانت نکل پڑے اسنے چنکر کہا وہ تو اب  
بیشک ہمارے شادی ہو گئی۔

بھالا - بیشک اور ایسا معلوم ہوا جیسے کسی فکر میں ڈوب گئی۔  
نما قسط - این اتم کس فکر میں ہو۔

بھالا - نہیں میں خوشی کے لئے نہیں مقرر کی گئی ہوں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے  
لوگ قادیان پر ہرگز نہ قبضہ کر سکیں گے۔

محافض اسکے تو شک ہی نہ کرو اسوقت سے قلعہ بالکل ہمارا ہی ہے۔  
بھالا - آہ نہیں اس معاملہ میں خاص پوشیدہ بات ہے۔

پہر یو آلا - تہربانی کر کے بتاؤ وہ کیا بات ہے۔

بھالا - جو تم قلعہ پر قبضہ حاصل کر سکو تو میں تم پر وہ بات ظاہر کر دوں۔  
محافض نے یہ سنا کر سننے کے لئے تیار ہو گیا بھالا نے ایسی صورت بنائی جیسے بیان کرتے

سے انکار سے محافظ نے بیہوشی سے پوچھا میں وہ کیا بات ہے۔

بھاللا۔ تم نہیں جانتے ہو جگت سنگھ دس ہزار آدمیوں کیساتھ قلعہ کے پاس ہی پڑا ہوا ہے یہ خبر سنگھ کہ اس قلعہ پر تم کو شدید طور پر آؤ گے تمہارے آنے سے پہلے ہی گاڑی میں بیٹھ رہا ہے ابھی تو اپنے مقام سے وہ حرکت ہی نہ کر لگا مگر جب قلعہ کے قابض ہو جائیں گے خیال میں فتح مندی کے بعد تم آرام میں پڑ جاؤ گے وہ نکل پڑیگا اور تمہیں گری لگا پھر یوں اٹھا موش رہ گیا اسے چیخ کر کہا "یہ کیونکر معلوم ہوا"

بھاللا۔ قلعہ میں ایسا کوئی نہیں ہے جو اس خبر کو نہ جانتا ہو اور اس طرح بتے ہی سنا محافظ بخود ہی کے عالم میں پڑ گیا آخر کتنے لگامیری جان لے کر کین تو بتا دیا مجھے میں جا کر سامان صاحب کو خبر کرونگا ایسی اہم ضروری خبر کہ میں انعام حاصل کرونگا تم بیان نہ کرو میں ابھی پلٹ آؤنگا محافظ کے دل میں گویا بھاللا کی وفاداری پر شک کا گمان ہی نہ تھا۔

بھاللا۔ مگر تم جلدی آؤ گے۔

محافظ۔ "ابھی لا"

بھاللا۔ دیکھو مجھے بھول نہ جانا۔

محافظ۔ کبھی نہیں کہی نہیں۔

بھاللا۔ تمہیں میری جان کی قسم میں بڑی متون سے کنتی ہوں۔ کہ بھولنا نہیں۔

تم ڈرتی کیون ہو وہ محافظ نے انا کہا اور چلے یا جیسے ہی نظر سے غائب ہوا بھاللا وہاں سے کسی عثمان خان کا قول "فقط بھاللا کی آنکھوں سے خطرہ ہے" بھاللا نے اس طرح ثابت کر دیا۔

## بیسوان یا ب

مکہ سے مکہ میں

بھاللا نے آزادی حاصل کرتے ہی یہ خیال کیا کہ سب سے پہلے مجھ پر فرض ہے کہ زہر ہر سنگ کو اس مصیبت کے حادثہ کی خبر پہنچاؤں اور اسکی نظر سے ایسی خیالت کیساتھ کہ سانس

نہیں لیتی تھی اسنے رند ہیر سنگ کے کمرہ خواگاہ کی طرف قدم اڑایا ابھی آدراستہ ہی طے  
 ہوا تھا کہ الا اللہ کے نعروں کی صدا اس کے کانوں میں بہر گئی بالاسنگر گہرا گئی اور چلا اوٹھی  
 ہو گیا یہی پٹھان سپاہیوں کی فوج کا نعرہ اور سوقت ایک شور و ہنگامے کی آواز سنگرجس  
 سے اس کے کان کے پردے پہنچے جاتے تھے اسنے یقین ہو گیا کہ قلعہ کے سب لوگ  
 جاگ اٹھے ہیں بالادور کر رند ہیر سنگ کی خواگاہ تک گئی تو وہاں بھی وہی شور و ہنگامہ  
 اور ہمسائی و باپٹھان لوگ دروازہ توڑ کر کمرہ کے اندر داخل ہو گئے تھے بالائے  
 جہانکہ کر دیکھا کہ رند ہیر سنگ نے جلدی سے کمر باندھ کر دیوانہ وار ادھر ادھر تلوار پھینکیا  
 شروع کر دی تھی اور اس کا بدن خون میں نہا گیا تھا اب اسکی کوششیں بیکار رہو گئی  
 تھیں کیونکہ کسی طاقتور پٹھان کی تلوار کی ضرب سے اسکی تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر  
 تھوڑی دور جا گئی۔ رند ہیر سنگ قید کر لیا گیا تھا جو کچھ دیکھا اور سنا اس کے باعث مالوس  
 ہو کر اسٹوگ سے روانہ ہوئی یہ خیال کر کے کہ تلوار کے پچانیکا ابھی موقع ہے وہ ادھر  
 چھپتی دیکھا کہ تلوار تک پہنچا آسان امر نہیں ہے پٹھان لوگ قلعہ کے کونے میں  
 پھیل گئے تھے اب اسپر شک کرنے کا بالکل محل نہیں رہا تھا کہ پٹھانوں نے قلعہ  
 پر قبضہ کر لیا بالائے دیکھا کہ تلوار کے کمرہ کو جاتے ہوئے وہ پٹھان سپاہیوں کے  
 ہاتھ میں پڑ جاوے گی فوراً پٹلی نہایت ہی بدحواس ہو کر وہ اپنے دل میں خیال کرنے  
 لگی کہ ایسے عظیم الشان خطرہ کے وقت میں تلوار جاگت سنگ کو اس حادثہ کی  
 خبر کیونکر پہنچائے یہ امر سوچ ہی رہی تھی کہ دیکھا کہ کچھ سپاہی ایک اور کمرہ کو لوٹ کر  
 اس کمرہ سے آ رہے ہیں انتہا سے زیادہ دہشتناک ہو کر اسنے جلدی سے ایک  
 صندوق کے پیچھے اپنے تئیں چھپا لیا لوگ کمرہ میں داخل ہوئے اور لوٹنے لگے بالائے  
 دیکھا کہ ان لوگوں کے ہاتھ سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ  
 جب اس صندوق کے پاس آئیے تو میں یقیناً ظاہر ہو گئی ہمت باندھ کر تھوڑی دیر  
 تک وہیں ٹھہری رہی اور ہوشیاری کے ساتھ صندوق کے کنارے سے ہٹانک  
 کر دیکھنے لگی کہ سپاہی کیا کرتے ہیں۔

اسکو بیشل جرات عطا کی گئی تھی گو خطرہ کا خوف تھا مگر اوسمین حرارت آگئی جو وقت سب سپاہی ٹوٹ مین مشغول تھے وہ اپنے چھپنے کی جگہ سے نکلے اور نظروں سے بچا بچا کر قدم رکھ کے کوشش کی کہ وہاں سے نکل جائے لوگ جو ٹوٹ پر جھکے ہوئے تھے اونکی اسپرنگاہ نہیں پڑنے پائی دروازہ سے نکلنے ہی کو تھی کہ کسی سپاہی نے پیچھے سے اٹھاتہ پکڑ لیا پلٹ کر دیکھا تو رحیم شیخ !

رحیم شیخ نے چھا کر کہا اب کمان بہاگ کر جاؤ گی پھر دوبارہ رحیم شیخ کے پھندے مین پڑ کر بمالازم دیر پڑ گئی مگر غلط ہی بہر کے بعد اسکی یہ حالت دفع ہو گئی تیز فعل کے زور سے اسکے چہرہ پر پھر بشارت پیدا کر دی دل مین کہنے لگی خاص اس شخص کے ذریعہ سے مین اپنی غرض حاصل کرونگی اور رحیم شیخ سے کہا اونہ چکے میرے ساتھ بیٹے آؤ یہ کمرا سنے رحیم شیخ کا ہاتھ پکڑ کر کہنچ لیا رحیم شیخ نے اوپر ذرا بی ناراضی نہ ظاہر کی جب دونوں تنہا ہوئے بمالانے کہا اے تو بہ! تمہارا یہ حال! مجھے چھوڑ کر تم کمان چل گئے کوئی جگہ باقی نہیں رہی مینے جہاں تمہیں نہ ڈھونڈا ہو پھر وہی محبت بہری تر جوی لکھا: اعلیٰ حوصلہ شیخ جی کا غصہ بالکل تشریف لیگیا شیخ جی مین نے رسالدار کو تلاش کیا کہ جگت سنگ کو خبر کروں انکو نہیں پایا تو پلٹ کر کوٹھے پر آیا مگر تم نہ ملیں او سو وقت سے ہر ایک مقام پر مین تمہیں ڈھونڈ رہا تھا۔

بمالا۔ تمہارے آنکھیں دیر ہوئی تو مین کہنے لگی تھے مجھے دل سے بہلا دیا اور اس خیال سے تمہاری تلاش مین آئی ہوں مگر اب زیادہ تاخیر کی کیا ضرورت ہے تمہارے لوگوں کو قلعہ پر قبضہ کر ہی لیا اور اب ٹیک موقع ہے کہ ہم تم بہاگ چلنے کو تیار ہو جائیں۔ رحیم شیخ۔ آج رات تو نہیں کل صبح کو۔ بغیر رسالدار صاحب کے پوچھے مین کیسے چل سکتا ہوں کل صبح کو اون سے رخصت لیکر چلا چلوں گا۔

بمالا۔ اچھا تو چاو مین زبور اور چیزوں کو اپنے قبضہ مین کر لوں ورنہ اوپر سپاہی ٹوٹ بیٹھے۔

رحیم شیخ۔ بہت اچھا۔



رحیم شیخ کو ہر ادب سے بالالکی یہ غرض تھی کہ اور سپاہیوں کے ہاتھ سے محفوظ رہے۔ اور ایک اور واقعہ جو اسکی تھوڑی دیر بعد ہوا وہ بالالکی جلالکی کیساتھ انجام پائی پر دلالت کرتا ہے دونوں ابھی دور نہیں پہنچے تھے کہ غارتگروں نے ایک اور گروہ پر اونکا گذر دیا۔ بالالکو دیکر سب نے شور کیا جو ان عورت اچوان عورت اچوان عورت!!!

رحیم شیخ - یارو تم اپنے اور کاموں کی طرف متوجہ ہوا دہر نظر نہ ڈالنا۔ سپاہی سمجھ گئے اور اپنا ہاتھ روک لیا اونہیں سے ایک بولا رحیم شیخ تم بڑے قسمت ور ہو جو یہ عمدہ لقمہ تمہارے ہاتھ سے رسالدار صاحب نہ اینڈ لین رحیم شیخ اور بالالکو دونوں آگے بڑھے بالالرحیم شیخ کو اپنے خواہگاہ کے نیچے ایک کمرہ میں لگی۔

بالال یہ میرا ہی کمرہ ہے نہیں جو کچھ پسند ہو لیلو اسکے اوپر جو کمرہ ہے اس میں سوتی ہوں وہاں سے میں اپنا زیور اور اس قسم کا اور مال لے آؤنگی یہ کہراؤ سننے کنجیوں کا کچما رحیم شیخ کے آگے ڈال دیا کمرہ کو ساز و سامان سے مالا مال پاکر رحیم شیخ بڑے شوق سے صندوق کو دیکھنے لگا اب اس کے دل میں بالالکی وفاداری کے متعلق غصے کا نام بھی نہ تھا کہ کچھ متردد ہو بالال نے نکل کر کمرہ سے باہر کی زنجیر لگا دی اور دروازہ میں قفل ڈال دیا رحیم شیخ کمرہ میں مقید رہ گیا اسکے بعد بالال جلد جلد زینوں پر چڑھنے لگی اسکے اور قلو تھاکے کمرے قلعہ کے اندرونی حصہ سے بہت دور واقع تھے اسوجہ سے تاخت و

تاراج کر عوالے سپاہی ابھی یہاں تک نہیں پہنچے تھے نہیں بلکہ ابھی تک اس میں بھی شک تھا کہ قلو تھا اور جگت سنگ نے شور و ہنگامہ کی آواز سنی کہ نہیں بوجھ اس کے کہ اپنی حیرت و اضطراب کے جوش میں کمرے کے اندر چلی جائے بالال دروازہ کی ایک دراز سے جہاں تک گرد دیکھنے لگی کہ دونوں عاشق و معشوق کیا کر رہے ہیں۔

فطری جوش پر کون غالب آسکتا ہے بالال اس خوف و دہشت کیوقت میں اپنی حیرت و اضطراب پر غالب آسکی جو کچھ اسے نظر آیا اوپر پہلے وہ متعجب ہوئی قلو تھا پانگ پر بیٹھی تھی جگت سنگ اپنی صاحب جمال معشوقہ کے پاس اس کے سوسن کے

ایسے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے کھڑا ہوا اور آنسو پونچھتا جاتا تاہم بالائے خیال کیا کہ شاید یہ رخصت ہوتے وقت کہ آنسو بہا رہا ہے خیر جو کچھ ہو یقیناً اندرون کو اس مصیبت کی خبر نہیں جو سر پر آیا چاہتی ہے آہ اس عالم میں فقیرا مشق ہی حاکم ہے اس عام شور اور ہنگامے میں اندرون کے کان بالکل بہرے ہو گئے اگرچہ سننے کی قوت دونوں میں موجود ہے۔

## الکیوان باب

### جنگ وجدل

بالائے اپنے کمرہ میں جا کر اسکے سر پر آئی ہوئی خبر جگت سنگ کو سنائی پہلے اوسے مالاکی بات کا یقین نہ آیا مگر شور و ہنگامہ کی آواز کان میں گونج رہی تھی اسنے جگت سنگ کے شبہ دور کر دیے۔

مالا۔ جناب مہربانی کر کے جلد کوئی تدبیر بھاگ چلنے کی کیجئے ورنہ ہم سب کا قتل کئے جائینگے تو بڑی دیر تک جگت سنگ فکر میں ڈوبا رہا اسکے بعد پوچھا زند میر سنگ کیا کر رہے ہیں مالا۔ وہ تو دشمن کے ہاتھ میں قید ہو گئے۔

تو تھانے ایک پیچ ماری اور غش کھا کر بلیک پر بیہوش ہو کر گر پڑی جگت سنگ کا رنگ زرد پڑ گیا زور سے شور کر کے کہا سنبھالو! سنبھالو! آؤ کیونکہ تو مٹا کو کیا ہو گیا مالا نے جلدی سے گلاب کا کٹر لیا اور تھوٹا کے منہ کڑوں۔ پیشانی پر چھڑکا شروع کیا اگرچہ دل مقبوض تھا مگر اس کے ساتھ ہی پنکھا چلنے لگی شور و ہنگامہ کی آواز ساعت بساعت نزدیک بڑھتی آتی تھی مالا چلا کنور جی کو وہ بیان آتے ہیں اب ہم اپنی جان کیسے بچائینگے جگت سنگ کی آنکھ سے شعلے نکلنے لگے اوسنے چلا کر کہا اے بھگوان کیا تری یہی مرضی ہے میری قسمت میں یہی بدہمتا کہ ایسے خطرہ میں یہاں عورتوں کیساتھ بند ہوں اس جیل سے مخور مالا کے غور کو صدمہ پہنچا وہ آنکھوں میں آنسو بہا لائی اور جواب دیا کنور جی دنیا میں اور ضرورت ہی کیا ہوا اگر مجھے کوئی بچائیگی تدبیر نہ ہو سکی تو میں تھوٹا کے برابر جان دوں گی یہ بات کنور جی کے دل میں چہرہ لگی انہوں نے جواب دیا تھوٹا کو اس حال میں اکیلا چھوڑ کر کیسے چلا جاؤنگا میں ہی تھوٹا

کی حمایت میں جان دوں گا۔ شور و غل کی خوفناک آوازیں ساعت بساعت نزدیک آتی جاتی تھیں اب ہتیاروں کی جنگا رہی سنائی دینے لگی بالآخر لائی تو تلو تلاء ارے ایسے وقت میں تم بیہوش کیوں پڑی ہو میں تم کو کیسے بچاؤں گی؟ تلو تلاء اپنی آنکھیں کھولیں بالآخر کہنے سے تلو تلاء پر ہوش دھواں میں اگئی کنور جی! کنور جی! ابی اسے بچانیکا وقت ہے کنور جی نے جواب دیا آسمان وزمین میں کوئی نہیں ہے جو ہم کو فائدہ پہنچا سکے اب ہم کمزور چوڑدین احتمال ہے کہ میں تم کو باہر نکال لیجاسکوں مگر افسوس تلو تلاء کو کچھ درد نہیں پہنچ سکتی بالآخر دیکھو لوگ زمین پر چڑھ رہے ہیں پہلے میں اپنی جان دوں گا مگر افسوس میں تم کو اور خاص کر ایسی ضرورت کی وقت کی سطح نہ بچا سکتا ہوں بالآخر ہماک کر تلو تلاء کو اٹھایا اور کنور لگی بہت خوب جناب میں تلو تلاء کو لے چلوں گی دم بہر میں بالآخر جگت سنگہ دروازہ پر پہنچے کہ ناگمان چار پتہ پا ہی لپک کر دوڑے جگت سنگہ نے کہا بالآخر ابی بہت دیر ہے اپنی پیٹھ سے اتار کر میرے پیچھے بٹھا دو اپنا شکار سامنے دیکھو اون لوگوں نے!! اللہ کا نعرہ مار اور شیر فون کی طرح جھپٹ کر نہ نوچ کر چھیننے لگے تو وہ ہتیار جو اون کی گردنیں اٹک رہے تھے اون سے جھپٹا ہٹ کی آواز نکل جگت سنگہ کی تلوار جو اون میں سے ایک کے سینہ پر پہنچا پڑی تو اون لوگوں نے بمشکل نعرہ زنی کو موقوف کیا وہ شخص ایک دہشت زدگی کے ساتھ چلا چلا کر ٹنڈا ہو گیا اس سے پہلے کہ کنور جی اس کے سینہ سے تلوار نکالیں دوسرے پتھان کی برجھی کا پھل او سکی گردن تک آیا۔ مگر قبل اسکے کہ وار پڑے کنور جی نے بجلی کی طرح ٹرپ کر پرتی سے ہائیں اٹاتے سے بچ میں روک دیا اور ایک اچھکے دیکر اسی برجھی کی ضرب سے دشمن کو گرا دیا جو پتھان باقی رہ گئے تھے دونوں نے ایک وقت اور ایک ہی ساعت میں جگت سنگہ کے سر پر رکھے گائیڈ کے کجگت سنگہ سانس لینے کیلئے ذرا ہی تامل کرے اور سنے ایک کا ہاتھ تو پیچھے پڑے کاٹ ڈالا لیکن دوسری کا وار نہ بچا سکے اس دوسرے شخص نے بخلاف اسکے کہ سر پر حمل کرے جگت سنگہ کے شانہ پر ایک سخت وار کیا جس طرح شیر شانہ کے تیر سے زخمی ہوا اسی طرح زخمی کر کنور جی کا جوش دونا ہو گیا جیسے ہی پتھان نے بمشکل دوسرا کر نیکی کوشش کی ویسے ہی اونہوں نے ہمت و جرأت کر کے اپنی خون

آلود تلوار دونوں ہاتھوں سے پکڑی اور آگے جھپکرو دشمن کا سر گر پڑی سمیت کاٹ کر ہینڈ کیا۔  
 اوس وقت اوس شخص نے جس کا ہاتھ کٹ گیا تھا بائیں ہاتھ سے اپنا تیرنجہ نکال کر کنور جی پر  
 وار کر نیکا قصد کیا جیسے ہی کنور جی جھپکرنے لگے انکے تیار بازو میں تیرنجہ بہت گہرا اتر گیا  
 اس زخم کی سوتی کے چہرہ جانے سے ہی زیادہ وقعت نہ جھکا اس شخص کی کمر پر انہوں نے ایسا  
 دھکا دیا کہ بڑی خوبصورتی کیساتھ اوسے دور ہینڈ یا کنور نے پھرتی سے اسکا سر کاٹنے کا قصد  
 کیا تھا کہ بیشمار پٹھانوں نے الا اللہ کے نعرے بلند کر کے کمرہ میں گھسے کیوں سٹے پر لیا کیا اب وہ  
 سمجھ گئے کہ اور زیادہ لڑنیکا انجام یقیناً اپنا قتل ہونا ہے اور نیکے جسم سے خون ٹپک رہا تھا۔  
 اور خون کے کم ہونے سے ناتوان ہوئے جاتے تھے تاو تا ایک بالاکا گو دین بہو وٹھی  
 ہتی اور بالارور ہی تھی۔ تلوار کے کپڑے کنور جی کے خون میں تر ہو رہے تھے اب کمرہ  
 پٹھانوں سے برابر ہوا تھا کنور جی نے تلوار پر زور دیا گھڑی بھر دم لیا ایک سپاہی نے شور کر کے  
 کہا اے غلام تو اپنے آپکو ہمارے حوالے کر دے ہم تیری جان نہ لینگے اس جملے کو یا بھڑکی ہوئی  
 آگ میں لکڑیاں اور ڈال دین کنور جی شوق کی طرح آگے چلے اور اوس شخص کا سر کاٹ کر بیرون کے  
 نیچے ڈال دیا اسکے بعد اپنی تلوار کو ہوا میں جنبش دیکر کہا اچو انون دیکلو کس طرح ایک راجپوت  
 جان دیتا ہے اوسکی تلوار بکلی کی طرح جھکی یہ خیال کر کے کہ باقاعدہ جھکھوئی دیر تک ممکن نہیں  
 ہے انہوں نے قصد کیا کہ دشمن کے جتنے زیادہ آدمی مارے جا سکیں اونکو مار کر مر جاؤں  
 اس نظر سے مخالف کی فوج کثیر میں انہوں نے غوطہ لگایا اور تلوار کو دونوں ہاتھوں سے  
 بڑی مضبوطی سے پکڑ کر بغیر سکہ کہ اپنی جان کا کچھ بھی خیال کریں تاہر توڑ وار پر وار کرنا شروع کئے  
 ایک دو تین ہروار میں یا تو کسی پٹھان کو گرا دیا یا زخمی کیا۔ اب کنور جی پر مخالفوں کے واروں کو  
 کی طرح بکثرت پڑنے لگے خون جاری ہونیکے سبب بازو ساعت بساعت سست پڑنے لگے سر زور لار  
 لگا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اونکے کانوں میں فقط ایک آواز آئی جو ایسی صاف نہیں سنائی  
 دیتی تھی خبردار کوئی کنور جی کی جان نہ لے شیر کو زندہ کتھرے میں بند کر لینا چاہتے کنور جی  
 اس سے زیادہ ذہن سکے یہ الفاظ عثمان خان نے کہے تھے کنور جی کے بازو سست گئے اور ڈھکی  
 ہو کر ٹھک پڑے تھے تلوار نے اوسکے پنجے سے زمین پر گر کر ایک جھنکار کی آواز دی۔

ایک پھان کی لاش پر جو انہیں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا خود بیوش ہو کر گر پڑے کوئی بیس پھان  
 اس ہیر کو لینے چھپٹو کنورجی کی کڑھن لکھتا مگر عثمان خان نے لڑک کر کہا خبردار کنورجی کو ہاتھ نہ لگانا۔  
 ورنہ تمہاری خیر نہیں سب لوگ ڈک گئے۔ عثمان خان اور سپاہیوں نے ملکر کنورجی کو اٹھایا اور لنگ  
 پڑتا دیا اس وقت سے ایک گھنٹہ پیشتر کا ذکر ہے کہ جگت سنگھ شادی کے بعد اس چارپائی پر تلوتا  
 کیساتھ بیٹھ کر امید میں سر ہا شوق ہو رہا تھا وہی چارپائی اب اس کے لئے تیرا لگا چھوٹا ہو جگت سنگھ کو لٹا کر  
 عثمان خان نے پوچھا تو میں کہاں ہیں عثمان خان نے تلوتا اور بالاکو نہیں دیکھا سپاہی جب کمر میں دوبارہ  
 گئے تو تو بالائی اندھ کا حال سمجھ کر اور کوئی ذریعہ نپا کر تلوتا کو لگا کر چارپائی کے نیچے چھپ گئی تھی عثمان خان نے کہا کہ قلعہ  
 میں عورتوں کو تلاش کرو خدا دے یہی چالاک ہو کر اس خوف کرنا چاہئے اور اگر وہ سہولت سو بھاگ گئی تو میں  
 نہایت ہی برہم ہوں گا مگر خبردار دیہندہ ہر سنگ کی بیٹی کیساتھ کوئی گستاخی نہ ہو کچھ سپاہی قلعہ کے اوپر طرف  
 میں گئے دو ایک نے اس کمپین ڈھونڈنا شروع کیا سب طرف ڈھونڈنے کے بعد ایک سپاہی نے  
 چراغ لیا چارپائی کے نیچے دیکھا جسکی تلاش میں تھا اسے پا کر کہنے لگا حضور وہ یہاں ہیں  
 عثمان خان نے شوق کیساتھ پوچھا ”وہ ہیں“

جواب۔ حضور وہ ہیں۔

عثمان خان کا چہرہ چمکنے لگا اور کہا باہر نکلو ڈرو نہیں۔ پہلے بالاکلی اور عثمان تلوتا کو لاکر بٹھا دیا تلوتا اب  
 ہوش میں آچکی تھی اسی سبب سے بیٹھ سکی۔ تلوتا نے آہستہ آہستہ پوچھا ہم کہاں ہیں۔ بالائی  
 کان میں کہا تم ڈرو نہیں جلدی اپنا ٹونگٹ نکال لو۔ جس شخص نے عورتوں کو پایا تھا  
 کہنے لگا حضور عالی کو اس سے خوشی حاصل ہوئی عورتوں کو مینے ہی پایا ہے۔

عثمان خان۔ تم انعام کے لئے کہتے ہو تمہارا کیا نام ہے۔

میرا نام کرم بخش ہے مگر اس نام سے مجھے کوئی نہیں جانتا اگلے زمانہ میں میں مخلوئی فوج میں  
 تبادلہ کی راہ سے لوگ مجھے نخل سردار کہتے ہیں۔ بالاکانپ اوٹھی ایسی رام سوامی نے  
 علم نجوم سے جو بات دریافت کی تھی وہ اسے یاد آگئی۔

عثمان خان۔ بہت اچھا میں یاد رکھوں گا۔

# جلد ثانی

## پہلا باب

### عائشہ

جگت سنگھ نے جب آنکھیں کھولیں ایک نہایت خوبصورت کمرہ میں اپنے تئیں ایک پلنگ پر پڑا پایا اسے غور کیا کہ پہلے ہی کسی اس کمرہ میں آیا ہوں مگر کچھ یاد نہ آیا اس کمرہ کو نہایت ہی شان و شوکت اور دولت مند کیساتھ آراستہ کیا تھا سنگھ مرمر کی زمین پر اور اوپر ایک نرم اور گدگد فرش بچھا ہوا تھا فرش پر برابر خوبصورتی لیا تھا کلاب پاش اور بہت سے چاندی سونے اور ہاتھی دانت اور بہت سی بیش قیمت ظروف پہنے ہوئے تھے اور دروازہ کے سامنے نیلے پردے پڑے ہوئے تھے اور یہ پردے قبل اسکے کہ کمرے میں لگائے جائیں نہایت نرم بنائے گئے تھے کہ وہ عمدہ عطر خوشبو سے معطر کیا گیا تھا کمرہ میں بالکل موت کا ایسا سکوت تھا ایک خادمہ چپ چاپ کھڑی پنکھا تھیل رہی تھی پنکھا خوشبو دار عرق چھڑک چھڑک کر معطر کیا گیا تھا اور ایک خادمہ بچہ فاصلہ پر ایک سکوت کے عالم میں عجیب و غریب بہت ہی کڑی تھی پلنگ میں ہاتھی دانت کی پچے کاری کا کام تھا اور اوپر کنور جی کے ہسٹون میں ایک صورت ایسا زخون کی دیکھ بھال کے لئے کچھ سیلیون کو ہراہ لئے بیٹھی تھی پلنگ کے نیچے فرش پر ایک خوش پوشاک چٹان پان چبانا جاتا تھا اور کوئی فاسی کی کتاب پڑھتا جاتا تھا کمرہ کچھ بات نہیں کرتا تھا کہ اس کمرہ کی خاموشی کا عالم درج ہو کہ وہ جی نے چاروں طرف دیکھ کر روٹ بدلتا پایا مگر چونکہ زخون کی وجہ سے بدن میں سخت درد ہو رہا تھا نہ بدن کے جو عورت پہلو میں بیٹھی تھی اس سے نہایت شیریں اور نرم آواز سے کہا جناب آپ بچے آرام سے

رہے حرکت نہ کیجئے کنورجی نے غفلت کے عالم میں پوچھا تین کمان ہوں یا اس عورت نے اپنی سر ملی آواز سے کہا حضرت ازراہ عنایت خاطر جمع رہے جناب آپ حفظ و امن کے مقام میں بہن تشویش نہ کیجئے اور کچھ بولے چائے نہیں۔ پھر اسی غفلت کے عالم میں کنورجی نے دریافت کیا کیا وقت ہو گا۔

عورت۔ دو پہر بجی ہے۔ بس اب کچھ بات نہ کیجئے میں آپ سے متین کر کے عرض کرتی ہوں۔ آپ بات چیت کئے جائینگے تو اچھے ٹونگے پر ہم کو کمرہ خالی چھوڑ کر چلا جانا پڑیگا۔ کنورجی نے ذرا اپنے متین سنبھا لکر کہا ایک بات اور ہے آپ کون ہیں۔ عورت بولی عائشہ۔ کنورجی نے خوشی کی مانند عائشہ کے چہرہ کو بغور دیکھا اسکو کبھی پہلے ہی دیکھا تھا، نہین عائشہ کو بائیسواں سال تھا اسکا حسن ایک درجہ تک نہایت دلربا تھا مگر دوا ایک الفاظ میں اسکی تصویر کا خاکہ اوتا نا غیر ممکن ہے۔ تلو تباہی نہایت ہی حسین تھی مگر اسکا حسن اس کیڈے کا نہ تھا اسوقت تک نوجوان بنی رہنے والی بالاکا حسن ہی لوگوں کو فریفتہ کر چکا مگر عائشہ کے بڑے بڑے ہے حسن کے آگے وہ بھی دعوئی ہمسری نہیں کر سکتی بعض معشوقہ عورتوں کا حسن دلربا اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ موسم بہار کے گل یا سمیں کی طرح بڑے جو بنوں سے رنگ پر آتی ہیں ہر ادا میں شرمگینی پائی جاتی ہے دلربا ہوتی ہیں اور اون کا حسن ایک سنجیدگی کے ساتھ جملگاتا ہے اور نہایت ہی بہینی بہینی خوشبو آتی ہے تلو تباہی قسم کی تھی۔ بعض عورتیں اسفل کی طرح جو تیسرے پہر کھلتا ہے بے خوشبو اور قریب بافسردگی اور آب و تاب کی خواہش نگار ہوتی ہیں۔ مگر باہم۔ لچسپی اور حسن کا پہنچا پہنچا چکنے کے سبب یہ حسین اور خوبصورت شگفتہ ہو نیکے ساتھ بڑے ناز و انداز سے ہوتی ہیں بالاکا حسن و جمال ایسا ہی تھا مگر عائشہ ایک نئے کنول کے پھول سے مشابہ تھی جو آفتاب صبح کی کرنوں کے نازک اثر سے شگفتہ ہوا ہو بڑے حسن و جمال سے جو بنوں اور مسنگوں پر آن ہوئی نہایت خوشبو سے مہکی ہوئی شیریں ادا بنوں سے لبریز آفتاب حسن چہرہ پر چمکتا ہوا نہ نچو سر بستہ اور نہ قریب بافسردگی اور گورا گورازنگہ بنظر

نورانیت سے جگمگانا ہوا۔ آفتاب کی کرنیں درختوں کے ہرے ہرے پتوں پر پڑی ہوئی تھیں اور اوپر عایشہ کے ہنستے وقت اسکا پیارا چہرہ شعلہ دینے لگتا۔

اے اس کتاب کے پڑھنے والو کہی تم نے حسن کی آن بان کو دیکھا ہے؟ بہتیرا نہ بھی دیکھا ہو تو کچھ توڑا بہت سن ضرور چکے ہو بہت سی صاحب جمال نازنین عورتیں اپنے حسن نظر فریب سے چاروں طرف سب چیزوں کو منور کر دیتی ہیں اکثر لوگوں کی حسینہ و جمیل ہو اونکے گھر کو روشن کر دیتی ہے سرزمین دراجا اور بسبھا میں دنیا تار یک ہو رہی تھی غالباً میرے قصہ کا معزز ناظر اب سمجھ گیا ہو گا کہ حسن کی آن بان سے میری کیا مراد ہے بالاکا حسن چمکتا تھا مگر اسکی روشنی ویسی چراغ کی سی تھی کچھ کچھ دہندہ نیل کی کمی سے گم ہونیکے قریب جو فقط گھر کے خاندانی استعمال سے کافی ہو سکتی ہے اس چراغ کی روشنی ایک کمرہ سے دوسرے کمرہ تک پہنچے گی اسکی روشنی میں تم اپنا کمانا پکا لو گے اپنا بچو نا بچا لو گے اور اسی قسم کے اور کام کر لو گے مگر اس ڈر سے کہیں ہاتھ نہ جل جائے اسے چو نہ سکو گے تلوتا ہی اپنے حسن کی جھلک دکھاتی تھی مگر اس کے حسن کی کرنیں ہلال کی ہلکی شعاعوں کے مثل صاف نازک اور ٹھنڈی تھیں لیکن اس قابل نہ تھیں کہ روز استعمال میں ملائی جائیں وہ شعاعیں تیرہ تھیں اور اسی معلوم ہوئی تھیں جیسے دور سے آگے پڑتی ہیں عایشہ اپنے حسن سے جگمگاتی ہے اور اس کے حسن سے دوپہر کے آفتاب کی پورسی بجلی چمکتی تھی گویا اسکے حسن سے نو نکلتی تھی ہزاروں کرنیں ڈالتی تھی۔ اور ایک خندہ ناز کی جھلک جھپٹ جاتی تھی اوپر نقش ہو جاتی تھی کنول کو باغ کیسا تہہ جو نسبت ہے وہی نسبت عایشہ کو اس قصہ کیسا تہہ ہے اور اسوجہ سے اس کی وضع اور اسکا چہرہ ناظرین کے سامنے پیش کر سکتے ہیں مجھے تعجب ہے اگر کوئی اعلیٰ حکمت کا قدم میرے ہاتھ لگ جاتا تو میں وہ رنگ تیار کر سکتا جو نہ حیا کے بول کے اور اجاودہ مقام تاج محل سرکش جی حسین و نازنین عورتوں سے عشق بازی کیا کرتے تھے۔



پہول ہے سرخ نہ شگفتہ کنول کے سفید پہول کے مانند ہے بلکہ ایک دلیہ محبوبہ ان  
 تینوں رنگوں کا ہے اور میں اسکی بے عیب گول نازک اور کئی ہوئی پیشانی کی اصلی  
 تصویر کینچ سکتا ہوں پیشانی کا ہیکو تہی کیو پڈ کے چلنے کا میدان تھا جبر او سکے بالوں  
 کے دلہا خم ظاہر ہوتے تھے ان بالوں کو ہلا اسکی چکنی اور گول پیشانی پر اسی  
 نفاست سے پسرا کر میں دکھا سکتا ہوں ہلا اسیطح سے ان بالوں کو اسکے گالوں کی  
 طرف میں موڑ سکتا ہوں اسی طریقہ سے ہلا میں اون بالوں میں اسکی پیشانی پر رنگ  
 نکال سکتا ہوں ہلا اون بالوں کی اسی صاف اور نازک وضع کو میں پسند کر سکتا  
 ہوں ہلا میں اسکی ہلکی ہوئی چوٹی گندہی کی وضع دکھا سکتا ہوں ہلا میں اون سے  
 تاب ابروؤں کی تصویر کینچ سکتا ہوں ہلا میں دکھا سکتا ہوں کہ دونوں بہوین  
 کس خوبصورتی سے ایک دوسرے کی چوہ لینے کی کوشش کرتی تھیں اور  
 کہ طرح پیاری ترقی سے بڑھتے بڑھتے قبل اسکے کہ وہی دور تک پہنچ جائیں  
 اپنی چوڑان کی حد تک پہنچا آہستہ آہستہ گئے گئے ایک نہایت ہی نازک  
 نوک پر بالوں کے نزدیک ختم ہو جاتی تھیں ہلا ان سب چیزوں کو میں دکھا سکتا  
 ہوں ہلا میں اون نازک شوخ پلکوں کی تصویر کینچ سکتا ہوں جو ابر کی طرح بجلی گرا دیتی  
 ہیں ہلا اون بڑی آنکھوں کی وسعت اون اوپر اور نیچے کی پلکوں کا نازک خم اور نیلیوں  
 رنگ کی نہایت خوشنمائی۔ ست سرخی مارتی ہوئی جھلک وہ کالی کالی پتیلیاں وہ طوطے  
 کی چوخی کی ایسی نازک جھکے نہنوں پر نزاکت سے کچھ کچھ غور نمایاں ہوتا تھا وہ  
 لب شیریں جسے چشمہ کوڑھنا چاہتے وہ سنگ مرمر کی ایسی گوری گردن پر  
 اسکی چوٹی پڑی رہتی تھی وہ خوب شگفتہ چیز اسکے جھکے ادھر ادھر سے جو لکر  
 بو سے لینے کی کوشش کرتے تھے وہ کیلے ہوئے نازک بازو چیز جو اہرات اپنی  
 جھلک دکھاتے تھے وہ اونگھان جو اپنے انگوٹھیوں کے زرد نگون کے عکس  
 سے کچھ کچھ زرد نظر آتی تھیں وہ ہاتھ جو اپنے نازک رنگ کے غور میں کنول  
 کے پہول کی ہمسری کرتے تھے وہ اسکے اوپر سے سینہ کا اوہار اور آن بان جو آواز

گلے کے ہار موتیوں کی آب و تاب کو شرماے دیتا تھا۔ وہ اس کی صورت کا سب سے  
 بڑا ہوا چادو۔ ہیرا ان سب چیزوں کی تصویر میں کب دکھاسکتا ہوں۔  
 اے ناظرین وہ پسے قامت تھی اس کا قد لمبا نہ تھا اگر یہ سب باتیں مجھے۔  
 ہو سکیں تب یہی میں قلم نہیں لے سکتا اس بے حقیقت دنیا میں فقط عایشہ کا  
 ہی حسن ایک حقیقی چیز تھا وہ خاص خدا کے ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویر تھی۔  
 اس کی در دیدہ نظر شام کی ہوا کے جھونکوں سے ملتے ہوئے کنول کے پھول  
 سے مشابہ تھی افسوس جب تک خدا کی جانب سے الہام نہ منجھے اس کی تصویر  
 کھینچنے کی کیونکر امید ہو سکتی ہے کنور جی نے عایشہ کی طرف دیکھا مگر ان کے  
 دل میں تلوتما کا خیال گذرا اور انہیں معلوم ہوا کہ گویا دل پر ایک تیر ٹرا۔ خون  
 بہت زور سے ان کی رگوں میں جوش مارنے لگا اور گہرے زخموں میں از سر  
 بہر آیا کنور جی نے آنکھیں بند کر لیں اور یہ ہوش ہو گئے جو نازنین پلنگ پر بیٹی  
 تھی فوراً اونٹ کٹری ہوئی وہ شخص جو فرش پر بیٹھا تھا اور کتاب دیکھتا جاتا تھا اور  
 گٹری گٹری کتاب سے نظر اٹھا کر محبت کی نگاہ سے عایشہ کو دیکھ لیتا تھا۔  
 جس وقت عایشہ اونٹنی اوٹھی اس کے ہلتے ہوئے جسم کو نکو دیر تک ایسی آنکھوں سے دیکھتا  
 رہا جو سیطرح سے سیر ہی نہیں ہوتی تھی عایشہ نزاکت سے اس کے قریب آئی اور  
 کان میں کہا عثمان خان حکیم صاحب کے پاس بہت جلد آدمی پہنچو یہ کوئی اور شخص  
 نہ تھا بلکہ وہی شخص تھا جس کے ہاتھ سے قلو گڈہ مندران فتح ہوا تھا یہ حکم پا کر وہ باہر گیا  
 عایشہ نے چاندی کی پٹائی پر سے ایک گلاب پاش اٹھالیا اور کنور جی کی پیشانی  
 اور چہرہ پر چھڑکنے لگی عثمان خان حکیم صاحب کو ساتھ لیکر تھوڑی دیر میں واپس  
 آیا حکیم صاحب نے بہت سی تبریزیں کیں تب جمائے خون کا۔ انہوں نے  
 عایشہ کے ہاتھ میں بہت سی دوا لیں دین اور پچھلے چکے اوٹے استعمال کا طریقہ  
 بتایا۔ عایشہ نے حکیم صاحب کے ذہن میں کہا مہربانی کر کے فرماؤ کہ اگر میں  
 کی نسبت آپ کی کیا اسے سے حکیم صاحب نے جواب دیا بخار سے ذرا کمٹا ہے

حکیم صاحب نے سب کو سلام کیا اور جانے لگے تو عثمان خان نے دروازہ کے قریب جا کر اون کو روکا اور آہستہ سے پوچھا جناب انکی محنت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

حکیم صاحب: آپ جانتے ہیں پوری امید مجھے نہیں ہے مگر جب ضرورت ہو مہربانی کر کے مجھے بلائیے گا۔

## دوسرا باب

شکندل نازنین

اوس رات عایشہ اور عثمان خان کنور جگت سنگہ کے پاس بہت دیر تک بیٹھے رہے۔ کنور جی کا یہ حال تھا کہ ابھی ہوش میں تھے اور ابھی بیہوش ہو گئے۔ حکیم صاحب بار بار آئے اور چلے گئے۔ عایشہ جیتک وہاں رہی بالکل کنور جی ہی میں مصروف رہی۔ بارہ بجے کمرہ میں ایک سہیلی آئی اور کہنے لگی حضور حکیم صاحب نے آکھو یاد کیا ہے۔

عایشہ: چلتی ہوں۔ اور اوٹھ کھڑی ہوئی اور ساتھ ہی عثمان خان بھی اوٹھا۔ عایشہ: کیا تم بھی چلے۔

عثمان خان: اب دیر ہو گئی ہے مجھے اپنے ساتھ ہی آئی دو۔

عایشہ نے سہیلیوں سے کہا دیکھو کنور جی کی خبر لیتی رہنا اور اپنی ماں کی مجلس اس کی طرف قدم بڑھایا۔

عثمان خان نے راستہ میں پوچھا آج رات کو تم حکیم صاحبہ ہی کے یہاں رہو گی۔

عایشہ: نہیں میں کنور جی کے ہاں پلٹ آؤنگی۔

عثمان خان: عایشہ تمہاری نیکدلی کی بڑا بری نہیں کر سکتا کوئی۔ کوئی بہن اپنے

بہائی کیساتھ وہ نگرہ گی جو تم نے اپنے باپ کے اس جانی دشمن کیساتھ کیا اسمیں ذرا

شک نہیں کہ تم اسے موت کے منہ سے چھینے لیتی ہو۔ عایشہ نے ایک ادا کیساتھ

مسکراتے ہوئے پیشانی سے کہا عثمان خان خدا نے مجھے ایک عورت بنایا ہے اور اسی

سبب سے پہلے مجھ پر فرض ہے کہ بیمار و مکی خدمت کروں دراصل اگر اس معاملہ میں غفلت کروں تو بڑی گنہگار ہوں گی مگر میں اسکا دھوی نہیں کرتی ہوں کہ اپنے فرض سے ادا کر نیکی مجھے بیاقت ہے لیکن تمہارے دل میں کیا ترس آگیا کہ اپنے جانی دشمن کی صحت کیلئے روز او سکی خبر لیتے رہے ہو اور بڑی سخت جان نشانی کرتے ہو یہ تو عیداً جنگ میں تمہارا حریف ہے اور ہمیشہ تمہارا غرور توڑنے پر آمادہ رہا اور اس شخص پر یہ سلوک کرتے ہو جو تمہارے ہی ہاتھوں سے اس حال کو پہنچا ہے اسے شخص کیساتھ سلوک کرنے سے تمہاری نیکنامی بڑھتی ہے عثمان خان کے چہرہ پر ناگمان ایک نئی کیفیت پیدا ہو گئی اور کما عائدہ ذرا دنیا پر نظر تو گویا حسین تمہارا دل با حسن بھی شامل ہے تم یقین جانو کہ میری طبیعت ایسی نیک نہیں ہے جیسے تم سمجھی ہوئی ہو تم نہیں سمجھتے کہ اگر جگت سنگھ اچھے ہو گئے تو ہمیں کیا فائدہ ہوگا اور اگر ابی حرجائیں تو ہمیں کیا حاصل۔ میدان جنگ میں مان سنگھ اپنے بیٹے کی بہ نسبت کسی کم مرتبہ کا آدمی نہیں ہے اگر ایک جنگجو نہیں ہے تو ہمارے مقابلے پر دوسرا اوٹھ کھڑا ہوگا لیکن جنگ کنور جگت سنگھ اچھے ہوں اگر ہم انہیں قید میں رکھیں تو ہم مان سنگھ کو دبا سکیں گے اچھا و مجبوا ہو جائینگے کہ اپنے نازیروں کے پاس بیٹے کے چھڑائیکے لئے ہمارے شرجیں منظور کر لیں نہیں شہنشاہ اکبر ہی ایک ایسے لائق افسر کے واپس لینے کی غرض سے صلح کی دینواستون کو مناسب خیال کرینگے اگر ہم شریفانہ اخلاق سے پیش اگر جگت سنگھ کو ممنون بنا لینگے تو وہ خود بھی اپنی احسانمندی کے سبب اس لڑائی میں ہمارے مناسب حال نتیجہ حاصل کر لیں گی کوشش کرینگے اور اوکی کوششیں بیکار بن جائیں گی کنور جگت سنگھ کے چوڑ دینے سے جو دولت ہاتھ لگے گی وہ ہم اور کبھی نہیں حاصل کر سکتے غرض تم خیال کرو کہ جگت سنگھ کی ذات ہماری حق میں ایسی ہی مفید ہے جیسی کہ بیچ میدان میں ہم کو ایک فتح حاصل ہو جائے پیش آتا تاکہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی سبب تھا بعض لوگ اس خوف سے کہ ان کو انسانی ہمدردی کے جوش کا التزام نہ دیا جائے اپنے تئیں نگدل ظاہر کرتے ہیں اور رحمہ کی کجیانب ہشیہ استرا سے نظر کرتے ہیں گویا ان کے نزدیک وہ ایک درجہ بزدلی ہے جب اونپر اظہار کا دباؤ والا جانا ہو

تو اس قسم کے الفاظ کی آڑ ڈھونڈنے لگتے ہیں جناب جو آپ کی خوشی ہو اس بار میں میں آپ کی  
مدد کر نیکیو اپنا خیال بدل دو نگا عایشہ خوب سمجھی ہوئی تھی کہ عثمان خان اسی قسم کے لوگوں میں سے  
ہے اسے ہنس کر کہا عثمان خان جو تمہارے ایسے خود غرض اور دور اندیش ہیں وہ جنت میں  
جائیں گے نیکی کا بدلہ کچھ وہیں ملے گا ذرا مٹانے کی کوشش کر کے عثمان خان نے نیچی آواز میں کہا اپنے  
خود غرض ہو نیکیو میں کسی اور موقع پر ثابت کر دوں گا۔ یہ سن کر عایشہ نے اس طرح عثمان خان پر نظر  
جس طرح ابر سے بجلی چمکتی ہے عثمان خان نے نہ کہنا شروع کیا میں ایک امید میں رہتا ہوں  
آخر میں کیتیک تمہارا آرزو مند رہوں عایشہ نے ایک سنجیدگی سے دیکھا عثمان خان کی نظر  
اونٹنی تھی اداؤں پر پڑی جو اس کی نگاہ ناز سے پیدا ہوئی تھی اس کے بعد عایشہ کہنے لگی۔  
اس بار میں اباجان سے کہو کہ وہ تملدی کسی بات سے انکار نہیں کر سکتے ہیں۔

**عثمان خان** - میں اس بار میں کوئی تدبیر اٹھانہیں رکھی۔

**عایشہ** - پر اونہوں نے کیا جواب دیا۔

**عثمان خان** - اونہوں نے بیگم صاحبہ سے کہ دیا ہے کہ تمہاری شادی اوسی کیساتھ  
کر ادینگے جسے تم خود منظور کرو مگر اتنا مجھے تمہاری مرضی نہیں معلوم ہوئی عایشہ کا  
چہرہ چونکہ خندہ زیر لب سے چمکنے لگا اور کہنے لگی زراہ عنایت بھلا یہ تو بتا دیت کہ وہ  
کب اس قابل ہوئے ہیں کہ عورتوں کے دل کی بات دریافت کر لیں۔

**عثمان خان** - اس کا کیا مطلب ہے۔

**عایشہ** - اس کا یہ مطلب کہ مجھ آپ کیساتھ محبت ہے عثمان خان کا تو یہ ورت چہرہ  
خوشی سے چمکنے لگا اسے پوچھا یعنی تم آئندہ شوہر اپنا سمجھ کر محبت کرتی ہو۔

**عایشہ** - نہیں اپنا بہت ہی پیارا بھائی بھائی عثمان خان کا چہرہ اور چہرہ اوتھانہا یہ مشغل  
کبھی حل ہی ہوگی اسے پرورگار عالم ایسے گلاب سے چہرہ میں تو نے نہر کا دل جیسا کہنا کرنا  
کو اسکی مان کے جلسہ اے میں پہنچا کہ عثمان خان ایک غلاموں کیساتھ اپنے مقام پر چلا گیا۔

**تیسرا باب**

”کیا تم تلو تلو آہ“

دوسری رات کو اس کمرہ میں جہان کنور جگت سنگھ پڑے ہوئے تھے عایشہ عثمان خان اور حکیم صاحب ایک سکوت کے عالم میں بیٹھے تھے عایشہ پلنگ پر بیٹھی کنور جی کو پنکھا چل رہی تھی اور اسی قسم کی اور کام میں مشغول تھی حکیم صاحب کٹرے ہوئے کنور جی کی نبض دیکھ رہے تھے۔ اور کنور جی بیروشن پڑے تھے۔ غالباً اب اگر بخار اور تریا تو ان کا کام تمام ہو جائیگا اور اگر نہ اور تو یقیناً اچھے ہو جائینگے بخار جلد جلد اور تریا جاتا تھا۔ اور اسی سبب سے سب تشویش میں بے حس و حرکت ہو رہے تھے حکیم صاحب بار بار کنور جی کی نبض دیکھتے تھے۔ نبض بہت سست ہے لو اور سست ہو گئی پھر ذاتی ہوئی برو اسی کی آواز میں بار بار حکیم صاحب کی زبان سے ایسے ہی کلمات نکلتے تھے ناگمان کنور جی کا چہرہ زرد ہو گیا۔

حکیم صاحب دوبارہ وقت آگیا عایشہ اور عثمان خان نے ایک کمرے کے عالم میں اس جگہ کو سنا حکیم صاحب اٹھے اور جگت سنگھ کی نبض دیکھی اور کچھ توقف کر کے کہا حالت جیسی ہے نبض ٹیک نہیں چلتی عایشہ کا چہرہ زرد ہو گیا یکایک جگت سنگھ کا چہرہ سفید چڑ گیا اور اس سے ایک غیر معمولی کیفیت ظاہر ہوئی مہمان جلدی سے بند ہو گئیں اور آنکھیں بالکل ایک معمولی طور پر حرکت کرنے لگیں عایشہ سمجھی کہ قضا کا تیر پڑ گیا کچھ دیر نہیں ہے حکیم صاحب اپنی دو اینٹیں تیار بیٹھے تھے ان مہمانوں کو دیکھ کر انہوں نے مریض کا منہ کھولا اور دو واڈا دی اب کنور جی کی حالت سنبھلنے لگی روتے ہوئے چہرہ پر پھر کالی آگئی اور اسکو استقلال ہو گیا یہ فیہی جو سارے جسم پر آگئی تھی جاتی رہی خون نے پھر اپنی حرکت شروع کی مٹھ ان کھل گئیں اور آرام پا کے بند ہو گئیں حکیم صاحب نے بڑی توجہ کیساتھ نبض دیکھی کچھ دیر نبض پہ ہاتھ رکھے رہنے کے بعد وہ خوشی سے چلا آئے اب کچھ ڈرنہیں یہ اچھے ہو جائینگے عثمان خان نے پوچھا بخار تو اور تریا عہ قلیہ پوش کے متبع نے جواب دیا ہاں اور تریا عثمان خان اور عایشہ نے خوش ہو کر دیکھا حکیم صاحب نے کہا اب کچھ ایسا ڈرنہیں ہے اور اب میرے مرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مریض کو یہ دو ابھی اس وقت اور پھر بارہ بجے دینا یہ کھکر پھر

حکیم صاحب چٹے گئے توڑی دیر بعد عثمان خان ہی اپنے گھر گیا عایشہ پہلے کی طرح پریشان  
 پر تھیکر کنور جی کی خدمت کرنے لگی۔ دوپہر سے کچھ کنور جی نے آنکھ کو پیٹتے ہیں پھر  
 نظر پڑی وہ عایشہ کا لباس پہرہ تھا۔ کنور جی کے کنکریوں کے دیکھنے سے عایشہ  
 سمجھ گئی کہ وہ دل ہی دل میں متحیر ہو رہے ہیں کنور جی کی صورت سے معلوم ہوا کہ جیسے  
 وہ کچھ بولنے کی کوشش کرتے ہیں مگر نہیں بولا جاتا کچھ دیر تک عایشہ کی طرف  
 دیکھ کر کما میں کمان ہوں۔ یہ پہلا لفظ تھا جو دونوں کے بعد انکی زبان سے نکلا۔  
 عایشہ نے جواب دیا قتل خان کے قلعہ میں۔ کنور جی نے ہوش میں آئی کچھ کوشش کی۔  
 بڑی دیر تامل کر کے انہوں نے کہا "میں یہاں کیوں ہوں؟" عایشہ پہلے تو چپ رہی  
 پھر بولی جناب آپ بیمار ہیں۔ کنور جی نے سوچا اور سہا کر کہا نہیں نہیں۔ میں  
 قیدی ہوں اون کا چہرہ اب متغیر ہو گیا۔ عایشہ نے کچھ جواب نہ دیا اسنے دیکھا کہ  
 کنور جی کے حواس میں آئی قوت پر زایل ہوئی جاتی ہے پھر کچھ تامل کر کے کنور جی  
 نے پوچھا "ازراہ عنایت بتاؤ تم کون ہو؟"

عایشہ۔ میرا نام عایشہ ہے۔

کنور جی۔ میں منتیں کر کے پوچھتا ہوں کہ عایشہ کون ہے۔

عایشہ۔ قتل خان کی بیٹی۔

کنور جی پر خاموش ہو گئے اسکا یہ سبب تھا کہ دیر تک اونہیں باتیں کرنیکی طاقت نہ تھی  
 کچھ توھٹ کر کے کنور جی نے پوچھا میں یہاں کتنے دنوں سے ہوں۔

عایشہ۔ چار دن سے ہو۔

کنور جی۔ گتہ سدران اب تک تمہارے قبضہ میں ہے۔

عایشہ۔ ہاں جناب۔

کنور جی۔ رند میر سنگہ کا کیا حال ہے۔

عایشہ۔ وہ قید ہیں آج اون کا مقدمہ پیش ہو گا۔

جگت سنگہ کا چہرہ زرد ہو گیا۔

کنورجی۔ قلعہ کے اور لوگ کیسے۔

عائشہ نے متردّد ہو کر جواب دیا میں اور کچھ نہیں جانتی کنورجی آپ ہی آپ بدبلا  
ایک نام اونکے منہ سے نکل گیا عائشہ نے سن لیا تو تلمو تلمو عائشہ نراکت سے  
اٹھی اور حکیم صاحب کی دی ہوئی خوش ذائقہ دوا لینے کو گئی۔ کنورجی عائشہ  
کے بے نظیر حسن و جمال اور ادھر ادھر رخساروں پر رخساروں پر جلتے ہوئے  
جھمکوں کو دیکھنے لگے عائشہ دوا لیکر واپس آئی کنورجی نے پی لی اور کہا بیوی  
کے عالم میں بیٹے دیکھا جیسے کوئی جنت کی کوئی خور میرے سرہانے بیٹھی میری  
خدمت کر رہی ہے۔ کیا وہ نہیں ہو! تلمو تلمو

عائشہ۔ جناب آپ نے تلمو تلمو خواب میں دیکھا ہو گا۔

### چوتھا باب

گھونگٹ والی عورت

قلعہ پر قبضہ کرنے کے دوسرے دن دوپہر کی وقت قلعو خان اوسے قلعہ میں اپنا دربار  
لگائے بیٹھا تھا دو نظرف اہل دربار صفت باندھے کھڑے تھے سامنے آدمیوں  
کا بہت بڑا ہجوم ایک سکوت کے عالم میں تھا اوس دن رند ہیر سنگ کا مقدّمہ  
ہونے والا تھا۔ کچھ مسلح سپاہی رند ہیر سنگ کو لائے اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا لگتا تو  
کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی تھی اسکی چمکتی ہوئی آنکھوں سے آگ کی چمکا رہا  
تھکتی تھیں نتنے پھولے ہوئے تھے اور گویا ان سے تیر جل رہے تھے اسنے  
اپنے نیچے کا ہونٹہ دانتوں سے دبایا۔ جب وہ حاضر کیا گیا تو قلعو خان بولا رند ہیر سنگ  
آج میں تمہاری نمک حرامی کو ثابت کرونگا تم نے میرے لطیف سے بغاوت کیوں اختیار  
کی رند ہیر سنگ کا چہرہ سرخ ہو گیا اسنے خضہ کو فرو کیا اور کہا پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ میں  
کیا کیا۔ دربار کے ایک آدمی نے رند ہیر سنگ سے کہا صاحب ادب سے باتیں کرو۔

قلعو خان۔ تم نے آدمی اور روپے میرے پاس کیوں نہیں بھیجے۔  
بیاک رند ہیر سنگ نے جواب دیا۔ تم باغی ہو۔ لوگ تمہیں ڈاکو کہیں تو کیا ہے میں تمہیں



روپیہ کیوں دون اور کیوں تمہارے لئے فوج مہیا کروں حاضرین دربار سمجھ گئے کہ رند ہیر سنگ اپنی موت کا سامان کر رہا ہے قتل خان کا بدن غصہ سے کانپنے لگا۔ مگر فوراً اپنے غصہ پر غالب آجا ایک طریقہ او سے خوب معلوم ہتا ذرا مسانت کیساتھ کہنے لگا میری سلطنت میں رہ کر تم کیوں مغلوں سے مل گئے۔

رند ہیر سنگ۔ میں پوچھتا ہوں تمہاری سلطنت کہاں ہے۔  
قتلو خان غضبناک ہو کر چلا یا سن کا فرید ذات تو اپنی حد کو پہنچ جاو لگا تو اگر زندگی کی امید رکھے تو دیوانہ ہے تیرے قصور نے مجھے کسی کام کا رکنہا رند ہیر سنگ نے تحقیر سے ہنس کر کہا اے قتل خان جو وقت میں تمہارے سامنے آیا تو بیٹے تمہارے ہاتھ سے رحم کی امید ہرگز نہیں رکھی اور دنیا میں ایسی جان کی کیا ضرورت ہے جو تم ایسے دشمن کے رحم سے بچائے گئے ہو اگر فقط میری جان لینے تمہیں اطمینان ہو تو تمہاری مرضی کے موافق خوشی خوشی اپنی جان دیدو لگا مگر تم نے دھبہ لگا دیا ہے جس پر اور میری۔ میری جان کی جان کو ہنسنے رند ہیر سنگ زیادہ باتیں نہ کر سکا جسکی زبان بند ہو گئی آنکھوں میں آنسو ڈھبڈھب آئے پیٹا پاک اور غصہ ور رند ہیر سنگ نے اپنا سر جھکا لیا اور بچوں کی طرح رونے لگا۔ قتل خان خلقی طور پر سخت دل تھا ایسا سخت کہ نوع انسان کی تکلیف دیکھ کر وہ خوش ہو گیا اپنے پیغور دشمن کی حالت دیکھ کر اسکے چہرہ سے خوشی ظاہر ہونے لگی۔

قتلو خان۔ رند ہیر سنگ میرے ہاتھوں سے بچہ چاہتے ہو۔ اسکا یقین کر لو کہ تمہارا آخری وقت نزدیک ہے۔ آنسوؤں کے چھلنے نے دلکی تسکین کر دی تھی۔ رند ہیر سنگ نے مسانت کیساتھ جواب دیا بس اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ میرے قتل کو جلدی حکم دو۔

قتلو خان۔ یہ تو ہو ہی گا اور کچھ۔  
رند ہیر سنگ۔ اس زندگی میں اور کچھ نہیں۔  
قتلو خان۔ آخری وقت اپنی بیٹی کو نہ دیکھو گے۔ اس جملہ پر حاضرین دربار ہنسنے لگے۔

خاموش ہو گئے رند ہر سنگ کی انگبون سے چگاریاں نکلنے لگیں اسے چونکا کر کہا کیا اس بد نصیب دل کے پیروں کے پیچے کچلنے کی یہ نسبت کسی اور بات سے تمہاری خاطر جمع نہو گی اسکے بعد رند ہر سنگ نے ذرا کم جوش سے کہا ایسا ہی کرو میں اس عالم میں بے دست و پا ہوں لیکن دوسرے عالم میں خدا کی مستعدالت کے سامنے تمہیں جواب دہی کرنی پڑے گی یہ بات قلو خان کے دل میں لگی کیونکہ سب دنیا میں کوئی بھی ایسا گنہگار ہے جس کا دل اوس مقیم حقیقی کا نام سنگ رکا ہے نہ اوستے۔ اب دیر کی ضرورت نہیں جلا دو تو اپنا کام کر۔

آرمیوں کے بے انتہا ہجوم میں ایسا سکوت پیدا ہو گیا کہ کوئی سانس تک نہ لیتا تھا اس قدر سکوت تھا کہ سوئی بھی گرتی تو اوسکی آواز سناؤ دیتی محاط رند ہر سنگ کو قتل گاہ کی طرف لپچے ابھی وہ اس مقام تک پہنچا نہ تھا کہ کسی مسلمان نے اگر اسکے کان میں کچھ کہا رند ہر سنگ سمجھ نہ سکا تو اوسنے رند ہر سنگ کے ہاتھ میں ایک خط دیا انکار اور بدحواسی کے عالم میں اسنے خط کو کھولا اور دیکھا کہ بالالکے ہاتھ لکھا ہوا ہے اس نے خط کو ملکر پھینک دیا اس پھینک دینے سے بڑی ناراضی حاصل ہوئی تھی جو لایا تھا اوسنے خط کو اٹھا لیا۔ اور چلا گیا اوسوقت ایک قاشائی نے جو قریب کھڑا تھا ہتھ دوسرے سے کہا۔ جناب شاید اسکی بیٹی کا خط ہے یہ جو سنگر رند ہر سنگ کے پاس لکھا میری بیٹی کا ذکر کون کرتا ہے میری کوئی بیٹی نہیں ہے۔ خط لایا جالے وقت محافلون سے آتا گیا میری واپسی تک منتظر رہتا محافلون نے کہا حضور بہت خوب! نور عثمان خان خط لایا تھا اور اسی سبب سے محافلون نے حضور کو اسکی طرف خطاب کیا خط ایسے عثمان اندر کے کمرہ کی دیوار اس پاس پہنچا وہاں ایک عورت گہو تنگٹ نکالے کھڑی تھی عثمان خان اسکے پاس آیا اور ادھر ادھر دیکھ کر ساری سرگشت بیان کی وہ عورت بولی آپ کو یہی بہت تکلیف دی مگر آپ کو ضرور یاد رکھنا چاہئے یہ آپ ہی کی بدولت ہے جو ہم ان دھاڑوں کو پہنچ گئے اسلئے آپ کو موقع دینا چاہئے کہ میں پھر اس بار سے میں کوشش کروں عثمان خان کچھ نہیں بولا

وہ عورت جو گونگٹ میں منہ چپائے تھی ایک ایسی آواز سے جو جوش و خروش  
کیونہ سے کانپ رہی تھی کہنے لگی، اگر آپ اس سے انکار کیجئے تو میں بالکل  
بے بار و بار دگا رہوں مگر خدا انصاف کرے گا۔

عثمان خان - مائی تمہیں نہیں معلوم کہ کیسا خطرناک کام میرے سپرد کرتی ہو  
اگر قتل خان جان جائیگے تو مجھ کو جان سے مار دے گا۔

عورت - عثمان خان مجھے کیوں دہوکا دیتے ہو قتل خان تو تمہارے ایک دوہیں  
کو بھی ہانتہ نہیں لگا سکتے۔

عثمان خان - تم قتل خان کو نہیں جانتیں اچھا آؤ میں تمہیں قتل گاہ میں لے جاؤں  
جوقت دونوں قتل گاہ میں پہنچے رند ہیر سنگ ایک برہمن سے جو فقیروں کے  
بیس میں تھا باتیں کر رہا تھا رند ہیر سنگ اس عورت کو نہ پہچان سکا عورت نے اپنے  
گونگٹ کے اندر یکساں اور پہچاننا کہ ابھی رام سوامی ہے۔

رند ہیر سنگ - حضرت اب میں آپ کی خدمت میں آخری سلام کرتا ہوں اسکے سوا  
اور کیا کون میں اس دنیا میں کے رکھتا ہوں کہ جبکہ ذریعہ سے میری عبادت میں  
مقبول ہوں کس کے ذریعہ سے میں کچھ نگا ابھی رام سوامی نے اپنی اونچلی سے  
اوس عورت کی طرف اشارہ کیا جو گونگٹ نکالے پیچھے کھڑی تھی۔ رند ہیر سنگ اسکی  
طرف پلٹا سنا اسنے گونگٹ اولٹ دیا اور اپنے تئیں رند ہیر سنگ کے زنجیروں سے  
جکڑے ہوئے بیروں پر ڈال دیا رند ہیر سنگ رکتی ہوئی آواز سے چلایا، مالا۔ مالا ایک  
جنون انگیز جوش کے ساتھ جھج اوٹھی میرے خاوند میری جان میرے وارث آج میں اس  
بات کو چاروں طرف مشہور کر دوں گی مجھے کوئی نہ روکے گا میرے شوہر میری جان کی جان  
تم کہاں پھلے رند ہیر سنگ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا چشمہ بہ نکلا مالا کو اپنے ہاتھوں کو  
اوتھا کر چلایا مالا۔ میری پیاری معشوقہ ہائے تم ایسے وقت میں مجھے کیوں رولاتی ہو میرے  
دشمن خیال کرینگے کہ میں موت سے ڈر گیا مالا خاموش تھی رند ہیر سنگ نے  
آگے کہنا شروع کیا مالا رخصت! اس راہ میں تم بھی میری پیروی کرو۔

بمالا۔ نہیں کچھ عرصے بعد اس مقام پر بمالا ایسی آواز میں کہنے لگی جو سنی نہیں جاتی تھی پہلے میں اپنے قصور کا معاذ و نہ کرونگی رند ہیر سنگ کا چہرہ ایک بٹر کتے ہوئے شعلے کی طرح چمک پڑا اور پوچھنے لگا خود اپنے ہاتھ سے۔ بمالا نے اپنے بائیں ہاتھ کی اونگلی سے دہستے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا خاص ماسی ہاتھ سے اب میں اپنے سوسے کا زیور بازوؤں سے اوتار ڈالوں اب اسکی کیا ضرورت ہے یہ کہہ کر اسنے اپنی چوڑیاں اور زیور اوتار کر انگ پھینک دیے۔ ہاتھ اب کوئی زیور نہ پہنیں گے مگر اب ان کے مقام پر ہیر سنگ کی کوئی بارہ دار چیز ہوگی رند ہیر سنگ نے خوش ہو کہا تم بیشک کامیاب ہوگی خدا تمہاری مدد کرے جو جلاو چلا یا۔ اب میں زیادہ نہیں ٹہر سکتا۔

رند ہیر سنگ بہت اچھا۔ بمالا اب تم چلی جاؤ۔  
بمالا۔ نہیں ایسا نہو گا میں خاص اپنی آنکھوں سے اس دار کو بڑے دیکھو گی جو مجھے بیوہ بنانا ہے میں سارے شبے تمہارے خون میں ڈیو دوں گی انا کہہ کر بمالا کی آواز بالکل رک گئی۔

رند ہیر سنگ یہی سہی اس کے بعد رند ہیر سنگ نے جلاو کی طرف اشارہ کیا بمالا نے بلند کیے ہوئے تیر کو آفتاب میں چمکتے ہوئے پایا اسکی آنکھیں خود بخود جھپک گئیں جب کیلین تو رند ہیر سنگ کا لٹا ہوا سر خون آلود زمین پر اس کے سامنے لڑھک رہا تھا بمالا بیت بنی کٹری کی کٹری رہ گئی نہ تو کوئی اس کے سر کا بال ہوا سے ہلتا تھا نہ کوئی آنکھ میں آسوتا بغیر جیکے ہوئے اسنے کئے ہوئے سر پر اپنی نظر مضبوطی سے گڑھ دی۔

## پانچواں باب

بیوہ

تلو تما کمان سے۔ ہائے بے باپ کی لڑکی کمان ہے ہر قتل گاہ میں بمالا کمان پر آگئی تھی اور وہ نہیب جادہ نہ دیکھ کر کمان چلی گئی تھی رند ہیر سنگ نے آخری وقت

اپنی پیاری بیٹی کی صورت دیکھنا کیون نہ چاہی۔ فقط اسکا نام لیتے ہی زندہ ہونے کی آتش غضب کیون بڑک اٹھی وہ کیون چلانے لگا؟ میری کوئی بیٹی نہیں ہے بالاکا خواہ سنے بے چارے کیون پسینہ یاد ذرا نہ ہیر سنگ پر قتل و خان کر عتاب کو یاد کرو اور دیکھو کیسا عجیب امر واقع ہوا۔ زنجیروں میں جکڑا ہوا شیر گر جاتا تھا تم نے دھیر لگایا مجھ پر اور میری . . . . . تم پوچھتے ہو تلو تم اور کللا کمان بین قتل و خان کے حرم سرا میں تلاش کرو۔ وہیں پاؤں کے زمانہ کی بھی رفتار ہے قسمت کا پہلا ایسی بیزحی سے پھر تا ہے اچوالی حسن۔ بیولاہن۔ صاف دلی اور سب چیزیں غرض سب کو اس بیزحی کا دیاؤ روندہ ڈالتا ہے قتل و خان نے ایک قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جب کبھی کسی گانوں یا قلعہ کی تاخت و تاراج میں کوئی خوبصورت عورت گرفتار کی جائے تو وہ خود اسی کی عیش و عشرت میں بھیجے جائے گڑھ مندران کی تاخت و تاراج میں دوسرے روز وہاں گیا اور قیدیوں کو بھیجے اور وہاں کچھ فوج مقرر کرنے کی اور اسی قسم کے اور کاموں میں مشغول تھا بالاکا اور تلو تاکا اپنے قیدیوں میں دیکھ کر اپنے محل کی رونق سمجھ کے فورا انہیں حرم سرا میں بھیج دیا اسکے بعد اور معاملات میں مشغول ہوا۔ اسنے سنا تاکا راجپوتوں کی فوج اپنے سردار کے قید ہونے کی خبر سنا کر حملہ کرنے کے ارادہ سے قریب آگئی ہے اور اس ارادہ سے اسکا حملہ روکنے کی واسطے ایک فوج مرتبہ کرنے میں مشغول ہوا اور انہیں معاملات کے سبب سے اسے اپنی نئی حرموں کی صحبت میں بیکھر عیش و عشرت کی فرصت نہیں ملی بالاکا اور تلو تاجدار اجداد کے حرموں میں رکھی گئی تھیں۔ اسے ناظرین اس طرف نظر ڈالنے سے کوئی فائدہ نہیں جہاں اسگوں پر آئی ہوئی بے باپ کی درومند لڑکی خاک پر لوٹ رہی ہے اور اسکا جسم خاک آلود ہو رہا ہے ادھر دیکھنے سے کیا حاصل؟ تلو تم پر نظر ڈالنے سے کیا فائدہ جس زمانہ میں کلیوں اور ہولوں سے آراستہ کی ہوئی ترو تارہ جہاز ہی موسم بہار کے استقبال کیلئے حرکت کرتی

ہے اندون اسکے ممکنہ پرکون ہے جو شوق نہیں ظاہر کرتا اور گرمیوں کی آمد ہی میں جب وہ اوس درخت کیساتھ جس سے لپٹ کر بنگلہ ہو ا کرتی ہے اوکڑے گڑبڑتی ہے تب کڑے ہوئے درختوں کو چوڑا کر اسکی طرف کون جاتا ہے لکڑیاں فقط اسکی لکڑی کو لے لیتا ہے اور اس جھاڑی کو پیر کے نیچے روند ڈالتا ہے۔ اے ناظرین آؤ اور کسب طعن چلیں آؤ دیکھو جہاں کام کا ہی۔ ہوشیاری خوش اور رنگین طبع بالاکے محض ایک میلی کچلی فکر مند اور گریہ وزاری کرنیوالی بیوہ اپنی آنکھوں کو سٹری کے آئینہ سے بند کئے بیٹھی ہے کیا یہی بالاکا ہے بالاکا تمہارے بالوں کی وہ آب و تاب کمان لگی تمہارا سر اسقدر خون آلود کیوں ہو رہا ہے تمہاری عیب و غریب بیل بوٹے دار سٹری کمان سے تمہاری کرتی چہرہ ابہر ات جھگلاتے تے کیا ہوئی یہ کیا حال ہے تمہارے کپڑے اسقدر میلے کیوں ہیں ازراہ عنایت بناؤ تو یہ اتنی چوٹی ذرا سی سٹری کیوں پہنے ہو وہ زیور اور وہ آویزے جو ادھر ادھر لٹک کر تمہارے رخساروں کو چومتے رہتے تھے کمان گئے تمہاری آنکھیں کیوں سوچی ہوئی ہیں اُسے وہ دردیدہ نگاہ کمان ہے یہ تمہاری پیشانی پر زخم کمان سے آگیا یہ خون کمان سے آگیا ان سب کا فقط ایک جواب ہے بالاکا اب بیوہ ہے وہ عثمان خان کا انتظار کر رہی تھی عثمان خان ایک ایسا شخص تھا جس پر اصل پشیمان ناز کرتے تھے وہ لڑائی کے کام میں پڑ گیا تھا گویا یہی اسکا پیشہ ہو گیا تھا اور اسی بنا پر جب کبھی اسنے پوری کامیابی حاصل کرنے پر عہد کر لیا تو اسکے متعلق کسی کام میں پس و پیش نہیں کیا مگر جب لڑائی کی اعتیاج نہیں باقی رہتی تھی وہ غیر ضروری مغلوب پر غصہ کرنے کا ذرا ہی روادار نہوتا تھا خود قتاد خان نے بالاکا اور تلوتا کو اس حالت تک نہیں پہنچایا تھا کہ وہ عثمان خان کے ہاتھ میں کچھ نہ رہ سکے یہ عثمان خان کی مہربانی سے تھا کہ بالاکا اپنے سواہر کے مرتے دم تک اس سے دیکھ سکی۔ بعد ازاں جب عثمان خان کو معلوم ہوا کہ وہ خود زندہ نہ رہا کی بیوی ہے اسکا تہرین دل یک بیک نرم ہو گیا وہ قتاد خان کا بیٹھہ تھا اور اسے اجازت تھی کہ اندر کے کون میں جہاں چاہے جاے

یہ تو دیکھا ہی جا چکا ہے مگر قتل خان کی جرم سرا کی ڈیوڑھی کے بعد آگے کوئی  
 نہیں جاسکتا تھا خود اسکے بیٹے تک نہیں۔ عثمان خان تک نہیں۔ مگر عثمان خان  
 قتل خان کا دہنا باز و تہا یہ صرف اسکے بازو کی قوت سے تھا کہ قتل خان کی  
 حکومت دریا کے امور اسکے کنارے تک پہنچ گئی تھیں، وہرہ سے قلعہ کر  
 سب لوگ عثمان خان کی دیسی اطاعت کرتے تھے جیسے قتل خان کی۔ اور اسی  
 سبب صبح کو باللا اپنے شوہر کو اسکے قتل ہونے کے پہلے دیکھنے لگی تو کئی نے  
 نہیں روکا تھا اس ماجرے کے دو روز بعد باللا نے اپنے باقی زیور اور سونے نڈی  
 کو دے دیا جو ابھر مامور تھی وہ پوچھنے لگی "بیوی آپ کا کیا حکم ہے؟"

باللا۔ عثمان خان کے پاس جسطرح سے کل گئی تھیں اسی طرح مہربانی کرنے آج چلی  
 جاؤ اور کو باللا عرض کرتی ہے کہ ایک مرتبہ اور میرے پاس ہو جائیے اور کو باللا  
 میری بھلی درخواست ہے اس قسم کی مہربانی کی میں کسی درخواست نہ کروں گی  
 لونڈی گئی۔ عثمان خان کہنے لگا میرے وہاں جاتے ہیں میرے اور اون کو دونوں  
 کے لئے خطرہ ہے کہنا مجھے ملے کو خود ہی میرے بیان چلی آئیں۔ باللا نے  
 لونڈی سے پوچھا "میں کیسے جاسکوں گی؟"

خدا و مہ۔ اونہوں نے کہا کہ اسکی تدبیر میں خود کروں گا۔

جب کچھ رات گزر گئی عایشہ کی ایک لونڈی اندر آئی اور اس خواجہ سرا سے  
 جو مجلس کا نگہبان تھا اس سے کہہ کے باللا کو عثمان خان کے پاس لے گئی۔  
 عثمان خان۔ فرمائیے اور آپ مجھے کیا چاہتی ہیں۔

باللا۔ ایک چوٹا کام۔ قوم راجپوت کے کنور جگت سنگھ زندہ ہیں۔

عثمان خان۔ ان زندہ ہیں۔

باللا۔ قید ہیں۔

عثمان خان۔ ان وہ قید ہیں مگر قید خانے میں نہیں ہیں وہ اپنے زخموں کے  
 مارے صاحب فراش ہو گئے ہیں۔

بمالائے چچکر کہا ان بد نصیب عورتوں میں جو کوئی شامل ہو گیا اور کسی قسمت میں یہی بری حالت بھی لگی ہوئی ہے۔ یہ سب پریشمر کے ہاتھ سے جب وہ ہوش میں آئیں تو ازار اور عذابت اور نہیں یہ خطا دیدیئے گا۔ ابھی اسکو اپنے ہی پاس رکھئے بس یہی میری درخواست ہے۔ عثمان خان نے خطا واپس دیکر کہا مجھے معاف رکھئے یہ کام میں نہیں کر سکتا۔ یوں تو کنویرجی چاہے جب طرح رکھے جاتے ہوں مگر اب وہ قیدی ہی سمجھے جائینگے ایسے شخص کے پاس کوئی خطاب اور کا مضمون دیکے پہنچا دینا خلاف قاعدہ ہے علاوہ برین یہ احراپنے حاکم کے حکم کے بھی خلاف ہے۔

بمالا۔ جناب میرا یقین کچھ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جسکی وجہ سے یہ روک رکھا جائے آپ بغیر کسی قسم کا تردد کئے اسے پہنچا سکتے ہیں اور جناب جو اپنے حاکم کا ذکر کرتے ہیں تو یہ فقط کنسلی بات ہے خود آپ ہی اپنے حاکم ہیں۔

عثمان خان۔ اور باتوں میں چچا کی مرضی کے خلاف کر سکتا ہوں مگر اس معاملہ میں نہیں۔ جب آپ نے کدیباکر خط میں کوئی خدشہ نہیں ہے تو میں اس بات کا اتنا ہی زیادہ یقین کر سکتا ہوں۔ جس قدر کہ مجھے آپ سے رابطہ ضبط ہو گیا ہے مگر اس بنا پر کسی قانون کو نہیں توڑ سکتا۔ اس معاملہ میں آپ کی خدمت کرنیکے متعلق میں بالکل بے اختیار ہوں بمالائے تمکین ہو کر کہا۔ بہتر تو آپ اسے پڑھ سکتے ہیں۔ عثمان خان نے خط لیا اور پڑھنا شروع کیا۔

یہ چھٹا باب

بمالا کا خط

کنویرجی ٹا ایک دن بیٹھے وعدہ کیا تھا کہ اپنی سوانح عمری ظاہر کرونگی اور اس کا وقت آگیا مجھے تو امید تھی کہ جو وقت تلو تلو ماتحت امیر پر بیٹھے گی اس وقت اپنی خاص سرگزشت بیان کرونگی مافسوس وہ امید خاک میں مل گئی آپ غالباً چند روز



میں سن لینے کہ دنیا میں نہ تلو تھا ہے نہ بالاسے ہماری زندگی کے دن گئے ہوئے  
 ہیں اسی سبب میں آپ کو یہ خط لکھتی ہوں میں بڑی گنتگار ہوں اور اپنی زندگی  
 میں بہت گناہوں کی مرتکب ہوئی ہوں جب میں نہ باقی رہو گی لوگ میری  
 برائی کرینگے میری یادگار پر بدنامیوں کا کیا بڑا بوجھ ہوگا اسوقت کون ہوگا جو  
 میرے نام سے بدنامی کا دھبہ دھو بیگا ایسا کون دوست ہے؟ ایک دوست  
 ہے جو مخفی دینا چھوڑ دیا اور ریاضتوں میں مشغول ہو جائیگا ابھی رام کو  
 سے میرا مقصد نہ حاصل ہوگا کنور جی اسلئے میں نے آخر میں ہمت باندھی تھی کہ  
 آپ کے عزیزوں میں شمار کئے جائیں امیدوں میں غرق ہو جاؤں ازراہ عنایت  
 آپ ایسا ہی کیجئے جیسا کہ ایک عزیز کرتا ہے مگر میں یہ کس سے کہہ رہی ہوں  
 ہم کج خلق عورتوں کی قسمیں شعلوں کے مثل ہیں انہوں نے ان دوستوں کو یہی  
 بلا دیا جو ہمارے پاس تھے جناب جہانک ہو سکے اپنی اس ذلیل لونڈی کی  
 التجا پوری کر دیجیگا لوگ جیب کئے لگیں بالاشہوت پرست تھی بالالونڈی کے  
 بھیس میں ایک وہی تھی تو ازراہ عنایت آپ فرما دیجیگا کہ بالاذلیل خاندان  
 میں پیدا ہونی تھی بالالکج خلق تھی وہ انفس فی پر نور خواہشوں میں پڑ گئی تھی وہ  
 ہزاروں گناہوں کی مرتکب ہوئی مگر بالاشہوت پرست نہ تھی وہ جواب جنت  
 میں ہے میری خوش نصیبی سے خاص مروجہ طریقہ پر میری شادی کی میری خاوند  
 نے اس سے ہی میری نسبت یہ بات کہی کہ بیوی ہو کر لونڈی کے بیس میں رہا  
 کی۔ سنئے ایک غصہ برہمن ساسی سکھارا ایک دوئمند برہمن کا بیٹا تھا۔ اپنی  
 جوانی کی عمر میں اسے پوری تعلیم پائی۔ مگر وہ تعلیم اس کے چال چلن کے گناہ کو  
 نہ دفع کر سکی۔ باوجودیکہ بہگوان نے سب وصوف اسکو رحمت کئے تھے مگر اسکے  
 مزاج میں ایک سخت غصہ پیدا کر دیا تھا معمول ہے کہ جوانی میں بہت غصہ ہوا کرتا  
 ہے اندون گرہ مندران میں ایک عورت رہا کرتی تھی وہ عورت اپنے گھر پہ چلا  
 سے جو گناہ ہر سنگ کے ہمارے ہوں میں تھا پڑ مردہ ہو گئی وہ معمول سے متین تھی

اسکا شوہر شہنشاہ دہلی کی فوج میں سپاہیوں میں نور تھا اور گھر سے بہت دور تھا اسکی عورت اور ساسی سکھار امین باہم محبت پیدا ہو گئی تو پڑے دونوں میں وہ عورت حاملہ ہوئی اگل اور گناہ زیادہ چپ نہیں سکتے ساسی سکھار کی اس نالائق کی خیر اسکے باپ کے کانوں تک پہنچی اسکے بیٹے نے جو دوسرے خاندان پر دہیہ لگایا تھا اسکے تائیل کی غرض ہے ساسی سکھار کے باپ نے اس عورت کے شوہر کو خط لکھ کر جلدی وطن میں بلا لیا اسنے اپنے نالائق بیٹے کو سخت ملامت کی مان باپ کے ہاتھ سے اسطرح بے غیرت ہو کر ساسی سکھار لانے وطن چھوڑ دیا اور بنارس گیا وہاں ایک ڈنڈی کا شہرہ سنا کہ وہ عجیب و غریب علم و فضل کا آدمی ہے اور اس سے پڑھنا شروع کیا چونکہ نہایت ہی ذہین شخص تھا اسنے درشنا میں کمال حاصل کر لیا اور علم نجوم میں بہت کچھ مہارت پیدا کر لی اسے استاد نے بڑے شوق سے پڑھایا ساسی سکھار نے گھر میں ایک شودر عورت کو دہر لیا تھا اس عورت کی ایک نظر غریب لڑکی تھی برہمن کی تعظیم و تکریم کی غرض سے وہ نوجوان عورت اسکا گمانا پکا دیا کرتی تھی اور گھر کے اور کام بھی کر دیا کرتی تھی اولاد کو چاہئے کہ اپنے مان باپ کے شرمناک واقعات کو پردہ پوشی کرے اب میں اور زیادہ کیا بیان کروں اس سودر عورت سے یکجخت لڑکی پیدا ہوئی یہ حال سنا اور استاد نے اپنے شاگرد سے کہا بیٹا میں پانی اور بدکار لوگوں کو نہیں پڑھانا ہوں کچھ شرم ہے تو بنارس میں اپنا منہ مت دکھا ساسی سکھار نے شرم کے مارے بنارس کو چھوڑ دیا جب میرے نانائے میری بے عزتی کا خیال آ تو اسے اپنے گھر سے نکال دیا میری غریب مان مجھے لیکر ایک جوہن پڑے میں اتنی وہ سخت اور مزدوری کر کے اپنی اور میری زندگی بسر کرنے لگی چند برس بعد جاڑے موسم میں ایک دو قند پٹان بنگالے سے دہلی جاتا تھا وہ ٹھہرنے کے لئے بنارس میں جانا چاہتا تھا جب وہ شہر میں پہنچا زیادہ رات ہو چکی تھی اسنے ٹھہرنے کی کہیں جگہ نہ پائی اسنے بال بچے ہر اہ سے ہمارے جوہن پڑے کے قریب آکر اسنے رات بسر کرنے کی اجازت مانگی کہنے لگا کوئی ہندو مجھے پناہ دیتے پر راضی نہیں ہوتا اس بچے کو لیکر کم کمان جائیں یہ زیادہ سردی کی نو ڈنڈی اس پوجاری کو کہتے ہیں جو شیوجی کی پوجا کرتا ہو۔

تاب نہیں لاسکتا میرے ساتھ بہت آدمی نہیں ہیں اور اس جھونپڑے میں ہمارے لئے کافی جگہ نکل آئیگی میں تمہیں خاطر خواہ انعام دوں گا پٹھان کسی ضروری کام کو جلدت کیساتھ دہلی جاتا تھا صرف ایک نوکر ساتھ تھا میری مان جیسی غریب بنی ولیسی ورحمدل متی خواہ روپیہ کے لالچ سے یا اس بچے کے حال پر ترس کما کر اسے پٹھان کو اپنی جھونپڑ میں رہنے کی اجازت دی۔ پٹھان چراغ جلا کر اپنے بال بچے سمیت ایک طرف سو رہا دوسری طرف اچھڑ رہے۔ بتا رہے تھے باشندوں کو اندرون لڑکوں کے چرایا نیواؤں کا خوف سمایا ہوا تھا میں اس زمانہ میں چہ برس کی تھی تمام ماجرا تو نہیں بیان کر سکتی تھا ہی بیان کر سکتی ہوں جتنا اپنی مان کی زبانی سنا ہے آدھی رات کا وقت تھا چراغ جل رہا تھا ایک چور سینہ دیکر اندر گس آیا اور پٹھان کے لڑکے کو چور کر لیا گیا۔ میں اس وقت جاگ پڑی اور اس حادثہ کو دیکھ کر ایک چیخ ماری کہ سب کو جگا دیا پٹھان کی چوروں نے اپنے بچے کو اپنے پہلو میں پٹایا تو چلا اوٹھی چور اسی وقت باہر لڑکے کو لئے جاتا تھا پٹھان اس شخص پر جھپٹ پڑا بال بکڑ کر اوسکو کمینچا اور لوٹکا چین لیا۔ مجرم نے چونکہ نہایت زاری سے رحم کی درخواست کی لہذا پٹھان نے اوسکا ایک کان کاٹ کر چھوڑ دیا یہاں پہنچ کر عثمان خان خیالات میں ڈوب گیا بالاسے کہا پہلے تمہارا کچہ اور نام تھا نہ؟

بالا۔ ہاں میرا ایک اور نام تھا وہ مسلمان کا ایسا نام تھا اسیلے میرے باپ نے بدل دیا عثمان خان۔ وہ کیا نام تھا۔ ماہر وہ

بالا نے متحیر ہو کر پوچھا جناب آپ کو کیونکر معلوم ہو گیا۔

عثمان خان۔ وہ لڑکا میں ہی ہوں۔

بالا متحیر ہو گئی اور عثمان خان نے پھر خطر پڑھنا شروع کیا صبح کو جو پٹھان کوچ کر رہے تھے لگا اوسنے میری مان سے کہا تمہاری بیٹی نے جو احسان مجھ پر کیا ہے میں ابھی اسکا معاوضہ نہیں کر سکتا مگر تمہاری جو خواہش ہو مجھے بتا دو میں دہلی جاتا ہوں تم جو کھروگی وہاں سے ہیجروں لگا اگر روپیہ چاہتی ہو میں وہی ہیجروں لگا۔ میری مان بولی

میں روپیہ نہیں چاہتی مین محنت مزدور تھی کہ کے اپنے دن ابھی طمع کاٹ لیتی ہو  
 لیکن شہنشاہ پر ہمتا را کچھ ہی اثر۔ پٹان نے بات کا ٹکڑا لیا میرا اثر ہے  
 شہنشاہی دربار میں تمہارا جو کام ہو میں کر سکتا ہوں میری مان نے کہا تو آپ  
 مہربانی کر کے کوشش کر دیجیگا کہ اس لڑکی کے باپ کی کچھ خبر معلوم ہو اور  
 جو خبر معلوم ہو میرے پاس بھیج دیجیگا۔ پٹان نے اس امر کا وعدہ کیا میری مان کو  
 اس نے کچھ نقد دینا چاہا مگر اس نے انکار کیا اس وعدہ کے موافق پٹان نے  
 کچھ شہنشاہی عمدہ داروں کو میرے باپ کی خبر دریافت کر نیکے لئے مقرر کیا  
 مگر کچھ فائدہ نہوا اس واقعہ کے چودہ برس بعد لوگوں کو میرے باپ کی خبر ملی اور  
 میری مان کو اس کی اطلاع کر دی گئی میرے باپ دہلی میں تھے اونہوں نے  
 اپنا نام ساسی سکھارا بیٹا چار حیا بند نکرا ہی رام سوامی رکھ لیا تھا جب یہ خبر ہمارے  
 پاس پہنچی میری مان اس دنیا سے کوچ کر چکی تھی اگر جنت اس عورت کے حصہ  
 میں آسکتی ہے جس نے بغیر متبرک طریقہ اور مبارک رسموں کے شادی کر لی ہو  
 تو میری مان ضرور جنت میں جا لگی تب بتنے اپنے باپ کی خبر پائی بنارس۔ مجھے  
 اچھا معلوم ہوا اب مان ہی زندہ نہ تھی یہ خیال کر کے روئے زمین پر باپ کے سوا  
 کوئی نہیں ہے اور جب وہ دہلی میں ہے تو میں کیوں بنارس میں رہوں اپنے  
 باپ سے ملنے کو تنہا روانہ ہوئی۔ پہلے تو مجھے دیکھ کر ناراض ہوئے مگر جب میں دروازے  
 سے روئی تو اونہوں نے اپنی خدمت میں رہنے کی اجازت دی اونہوں نے میرا  
 پہلا نام ماہر وید لکھ بالا رکھ دیا میں بڑی جانفشانی سے باپ کی خدمت کر پئے لگی  
 اس کام میں تواتر استقلال سے میں مصروف رہی اسکی محبت قائم رکھنے کی کوشش  
 میں یہ سب خدمتیں بجالانے سے کوئی خود غرضی مقصود نہ تھی اصل میں اونکی  
 خدمت کرنے سے میرے دل کو خوشی حاصل ہوئی تھی میں نے جان لیا تھا کہ اون  
 کے سو میرا کوئی نہیں ہے میں نے خیال کیا کہ اونکی خدمت نگہاری کے سواروئے زمین  
 پر میرے لئے کسی بات میں خوشی ہی نہیں ہے خواہ میرے تعظیم و تکریم کرنے سے

یہ انسانی طبیعت کے کسی اور خاستے سے انکے دل میں بھی میری طرف سے محبت پیدا ہو گئی محبت بہتے دریا کے مثل ہے جتنا زیادہ بہتا ہے اتنا ہی زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے جس وقت میرے پیار سے شوہر قتل گاہ کی زمین پر قتل کا صدمہ اودھنا کو تھے اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ ان کو میری محبت سمندر کی تہاہ سے بھی زیادہ گہری تھی۔

## ساتواں باب

بالا کا باقی خط

کنور جی صاحب میں آپ سے ابھی عرض کر چکی کہ گڑھ مندران کی رہنے والی ایک غریب عورت میرے باپ سے حامل ہو گئی تھی اس کی قسمت میری ماں کی قسمت سے ایسی مشابہ تھی کہ گویا دونوں کی ایک ہی قسمت تھی اسکے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی اور تھوڑے دنوں کے بعد بیوہ ہو جائیکے سبب وہ بھی میری ماں کی طرح مزدوری کر کے بسر کرنے لگی یہ کچھ فرض نہیں کہ جو چیز پیدا ہو وہ اپنی اصل کے مشابہ ہی ہونا رک درخت پہاڑوں پر پایا جاتا ہے تیرہ و تار کان میں سچ ملگاتے ہوئے جو اہرات نکلتے ہیں زمین پر شعاعیں ڈالتے و ان تارہ غریب عورت کے چہونپڑے پر بھی چمکتا ہے وہ بیوہ گڑھ مندران میں اعلیٰ عزتوں کا نمونہ خیال کیا گئی زمانہ عجیب و غریب امور پیدا کیا کرتا ہے اس بیوہ کی بدنامی کا دلخ زمانہ سے مٹا دیا اکثر لوگ یہ بات بھول گئے کہ اس کی لڑکی پالدامتی سے نہیں پیدا ہوئی تھی بعض لوگوں نے تو جانا ہی نہ تھا چند لوگوں کے سوا غالباً قلعہ کا کوئی آدمی نہیں جانتا تھا اور میں کیا بیان کروں وہ حسینہ و جمیل لڑکی تلو تما کی ماں تھی جب تلو تما اپنی ماں کے پیٹ تھی اسی زمانہ میں میری زندگی کا وہ خاص ماجرا واقع ہوا جو تلو تما کی شادی ہی سے پیدا ہوا تھا انہیں دنوں میں ایک روز میرے باپ اپنے داماد کو چہونپڑے پاس سے لے کر آئے اور انہوں نے اپنے کسی چیلے کی طرح داماد کو باہر ہی بٹھایا یہ عجیب عجیب حال مجھے اس ولی نور زبانی معلوم

ہوا ہے جس سے میری شادی ہوئی تھی جیسے ہی اوسپر میری نگاہ پڑی میرا دل میرے  
 قابو میں نہ رہا وہ ہر روز میرے باپ کے پاس آتا تھا اور دیر تک ٹھرتا تھا بہت  
 سے امور کے متعلق باتیں کیا کرتا تھا میرے وجد میں آجانے والے قانون نے  
 اون شہرین تنوں کو یاد کر لیا بیٹے اپنے تئیں دل و جان سے اسکے ہاتھ بیچا الا  
 اپنا جسم اور اپنی جان دونوں چیزیں فروخت کر ڈالیں اسنے بھی مجھے حقارت  
 کی نگاہ سے نہیں دیکھا خلاصہ یہ کہ ہم دونوں ایک دوسرے کا خیال دل میں  
 رکھنے لگے بیٹے اپنے دل کا حال اس سے بیان کر دیا اسکے چپکے چپکے باتیں  
 کرنے کا لہجہ چرخے کی آواز کی طرح اب تک میرے قانون میں بہرا ہوا ہے اگر  
 بیٹے اپنے دل کو سستا بیچا الا مگر مان کی کجخت قیمت اب تک میرے دل کے  
 لئے بھی موجود تھی بیٹے اس ناسفہ سوتی کے بیچا لانے کا ارادہ کیا جو میرے  
 جینز میں تھا یعنی اپنی بیکارت نذر کرنا چاہئے مگر اس طریقہ سے بھی اسکی آتش  
 شوق سرد نہ ہوئی لہذا مجرا پیش آیا اوسکو میرے باپ بھی سمجھ گئے تھے بیٹے ایک  
 روز اپنے باپ اور اپنے مالک کو آپس میں یہ باتیں کرنے سن لیا میرے باپ نے  
 کہا بالاکو چھوڑ کر میں کہیں نہیں رہ سکتا لیکن اگر ان وہ تمہاری بیاتھا بیوی  
 ہو جائے تو میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گا مگر تمہارا کچھ اور ارادہ ہو تو میرا مالک  
 نے بات کا ٹکڑی بھر افروختگی کے ساتھ کہا! حضرت بھلا میں شو در عورت کے  
 ساتھ کیسے شادی کر سکتا ہوں میرے باپ نے طنز کی راہ سے کہا اور تم حرامی  
 لڑکے کیساتھ کیونکر شادی کر سکتے۔ میرے مالک نے ذرا افسوس کر کے کہا  
 جو وقت بیٹے اس سے شادی کی تھی اوسوقت یہ جانتا ہی نہ تھا کہ وہ ایسی ہے  
 مگر اب اصل و حقیقت جان بوجھ کر بھلا میں کیسے ایک۔ شو در عورت کیساتھ  
 شادی کر سکتا ہوں! علاوہ برین آپکی بڑی بیٹی کی ولادت اگرچہ ناجائز طور پر  
 ہوئی مگر شو در نہ تھی میرے باپ کے کما غرض شادی سے انکار کرتے ہو اچا تو اب  
 میری ملاقات کو تمہارا یہاں آنا نامناسب ہے تم کو جو پٹنرے میں آئی ضرورت

تین ملاقات کے لئے میں خود تمہارے گھر پہنچا آیا کرونگا اوس روز سے اوہوں  
 نے یکبارگی آنا چھوڑ دیا میں روز اونکے آنے کا بڑے شوق سے انتظار کیا کرتی تھی  
 مگر بچانہ شاید زیادہ صدمہ مفارقت نہ اٹھاسکتے کے باعث انہوں نے پھر آنا  
 شروع کیا اونکی مفارقت کے زمانہ میں مجھے معلوم ہوا کہ عاشق کسے کہتے ہیں  
 اسبوج سے انکی چھلی ملاقاتوں کے زمانہ میں میں نے قصد کر لیا کہ سابق کی طرح اب شرمناک  
 نہ رہا کرونگی۔ اس بات کو میرے باپ سمجھ گئے ایک دن مجھے بلایا اور کہا دیکھو میں نے جو کچھ  
 کی طرح زندگی بسر کرنا اختیار کر لیا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ یہی شہ تمہارے ہی ساتھ رہا  
 کروں میں سفر کو جانا چاہتا ہوں جب میں تم کو چھوڑ جاؤں تو کمان جاؤگی اپنے  
 والد کی مفارقت کے خیال سے میں نے رو کر کہا کہ آپ کیساتھ چلوں گی اور یہ کہتے  
 ہی مجھے اپنے مالک کا خیال آگیا تو کمایا کیلی رہو گی جس طرح پہلے بنارس میں رہا  
 کرتی تھی میرے باپ نے جو ابدیا نہیں بلالائے ایک عمدہ ترکیب سوچی کہ  
 جب میں جاؤنگا تو تمہارے لئے ایک بہت اچھی حفاظت کی جگہ مہیا کر دوں گا  
 تم میرا چہ مان سنگھ کی خادمہ بن کر رہا میں چلائی صاحب مجھے چھوڑ نہ دیے گئے۔  
 انہوں نے جو ابدیا نہیں نہیں ابھی تو میں کہیں نہیں جاتا ہوں تم مان سنگھ  
 کے محل میں ابھی چلی جاؤ فی الحال میں یہیں رہونگا اور ہر روز تم سے ملا کر  
 گا تمہارے وہاں رہنے کی طرف سے جب خاطر جمع کر لوں گا تب اپنی ضرورت  
 کو کہیں جاؤنگا اے کنور جی میں آپ کے گھر میں رہ چکی ہوں اس طریقہ سے  
 میرے باپ نے مجھے اپنے دادا کے سامنے بتا دیا۔ کیا اے کنور جی میں بہت  
 دنوں تک آپ کے والد کے محل میں رہی ہوں مگر آپ اس بات کو نہیں جانتی  
 ہیں آپ اون دنوں دس بیس کے تھے اور انیس کے محل میں بیٹھتی والدہ کی پاس  
 رہا کرتے تھے یہ اوس زمانہ کا ذکر ہے جب میں دہلی میں آپکی بیٹی سوتیلی مان کی خدمت  
 میں مصروف تھی بیشمار عورتیں پہلوں کے بار کی طرح ہمارے ان سنگھ کے گرد  
 رہا کرتی تھیں آپ اپنی سوتیلی ماؤں کو جانتے ہیں آپ کو راجہ جو دھور کی رانی

ارمیلایا دہن مجھ پر اونکی جو مہربانیاں تھیں اونہیں کس طرح بیان کروں اونہوں نے  
مجھے سہیلی یا خادہ نہ نہیں سمجھا اونہوں نے مجھے ایک پیاری نگاہ سے دیکھا اونہیں  
میں پرورش سے بیٹے عمدہ تعلیم پائی یہ اونہیں کی مہربانی تھی کہ مجھے کاٹھنا اور سینا  
پر دونا آگیا یہ اونہیں سے خوش کرانیکے لئے بیٹے ناچنا اور گانا صیگانگنا خود اونہوں  
نے مجھے سکھایا جو آپکی خدمت میں یہ چند سطرین لکھنے کے قابل ہوئی یہ ارمیلارانی ہی  
کی عنایتوں کا صدقہ ارمیلارانی کے مہربانی کے ہاتھوں سے بیٹے بہت اچھی  
قسمت پائی اونہوں نے مجھ پر اجہ صاحب سے ملایا اور اونکی نگاہ میں بیٹا بنا  
ہی پیارا بنا دیا جیسی کہ میں خود اونکی نگاہ میں نہی بیٹے گئے اور ناچنے پڑنے کچھ  
لیاقت پیدا کی تھی مہاراجہ میرا گانا اور ناچنا دیکھ کر خوش ہوئے چاہتے اسکا سبب  
کچھ ہو مگر وہ مجھے اس قدر سے دیکھتے تھے گویا میں اونکے خاص خانہ میں تھے  
تعلق رکھتی ہوں میرے باپ اکثر مہاراجہ صاحب کی ملاقات کو آیا کرتے تھے  
اور مہاراجہ صاحب انکی تعظیم کرتے تھے رانی صاحبہ کیساتھ میں بہت خوش تھی  
فقط اسباب کا مجھے البتہ غم تھا کہ وہ شخص جسکے لئے اپنی عزت کے تمام چیزیں  
دینے کے لئے راضی تھی اوسکو ایک مدت سے نہیں دیکھا تھا اسنے اپنے دل کو  
کیا مجھے بہلا دیا تھا نہیں کنویری آپ اوس سہیلی کو جانتے ہیں جسکا نام اشمنی  
تھا بیشک جانتے ہونگے بیٹے اشمنی سے دوستی پیدا کی اپنے شوہر کی خبر لانیکے  
لئے بیٹے اشمنی کے ہاتھ انہیں خط بھیجا اونہوں نے جواب لکھا یوں ہی دل پہ  
دن گزرے جدائی کے زمانہ میں اس طرح کہنے آچھیں ملاقاتیں کیں۔

اس طریقہ پر تین برس گذر گئے اتنی بڑی مفارقت کے بعد بھی جب ہم میں سے  
ایک دوسرے کو بولی نہ بولا تو ہم سمجھ گئے کہ ہمارا عشق سوار کے مثل بن گیا ہے  
بلکہ کنول کی طرح اسکی جڑیں گہری سمجھے یہ نہیں معلوم کہ کیوں مگر آخر یہ ہوا کہ  
میرے مالک کے ہاتھ سے میرا ہاتھ اسنے اکیڑ سا رہی باتیں ہاتھ سے ملو میں میں  
اپنے کوہ میں اسیلے سو رہی تھی ناگامی جو تک کر دہندلی روشنی میں کیا دیکھی ہوں



کر میرے سرہائے کوئی شخص نہ آتا ہوا ہے یہ شعر میں آواز میرے کان میں آئی میری جان ڈر نہ بین  
 میں ہی تھا راجا عشق ہوں میں کیا جو اب دیتی۔ تین برس کے بعد ملکر میں سب باتیں بول  
 گئی تھی بیٹے گلے میں ہاتھ ڈال دئے اوروں نے لگی جیب بونے کی طاقت آئی بیٹے پوچھا محل میں  
 تم کیونکر آئے اونہوں نے کہا اشمی سے پوچھو ہشتی کا بھیس بدل کر اسکے ساتھ میں محل میں  
 داخل ہوا بیٹے پوچھا تو اب کیا کریں اونہوں نے کہا کیوں تمہارا کیا مطلب ہے بیٹے دل میں  
 سوچا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے کیا تہنیر کروں میرا بنائی اس طرف گیا جو امیر کو یاد دلایا تا میں  
 اسی خیال میں تھی کہ نا امان گمراہ کا دروازہ کھلا اور مہاراجہ مان نکلا سامنے آکر کھڑے ہو گئے  
 اب تفصیل کی کیا ضرورت ہے میرے مالک قید کر لئے تھے مہاراجہ مان سنگر نے یہ ارادہ ظاہر  
 کیا کہ میں انہیں قانونی سزا دوں گا شاید آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس سے مجھے کیا گفندی میں مہارانی  
 اسیلا کے قدموں پر گر کر رہنے تکلف وہ امر کہہ دیا جو کہنے کے لائق نہ تھا مارے گناہوں کا بوجھ  
 بیٹے اپنے سر پر لیلیا اپنے باپ سے ملکر میں اونکے قدموں پر چڑھی گری مہاراجہ انکی تعظیم کرتے  
 تھے وہ اپنا گرو سمجھ کر اپنا ادب کرتے تھے بیٹے خیال کیا کہ ان کے کہنے سے وہ بیشک راضی  
 ہو جائیں گے بیٹے یاد دلایا کہ اپنی بڑی بیٹی کی تقدیر کا خیال کچھ میں خیال کرتی ہوں کہ مہاراجہ  
 سے وہ کچھ مشورہ کر چکے تھے میری درخواستوں کی جانب سے انہوں نے اپنے کان بہر کر  
 کر لئے اور غضبناک ہو کر کہا کہ کجغت تو نے یکبارگی شرم کو خیر باد کہہ دیا مہارانی اسیلا نے  
 مہاراجہ کی خدمت میں میری حمایت کی نظر بہت سفارش کی اونہوں نے جواب دیا میں چور کو سزا  
 کر سکتا ہوں اگر بالائیکسا تہ شادی کر نیکی و راضی ہو جائے جب میں مہاراجہ کی غرض سمجھی تو بیٹے  
 اپنے تئیں تسلی دی اس امر کی خواہش کی گئی تو میرے مالک نے نہایت غصہ میں  
 آکر کہا میں ہوشہ قید کی حالت میں رہوں گا میں اپنی جان دوں گا اور شوہر کی رٹکی کے  
 ساتھ ہرگز شادی کروں گا آپ ہندو ہو کر کیوں ایسی درخواست کرتے ہیں مہاراجہ نے  
 جواب دیا جب بیٹے خود اپنی بہن شہزادہ سلیم کے نکاح میں دیدی تو کون تعجب کی بات ہے  
 اگر ایک برہمن کی بیٹی کیساتھ شادی کر لینے کی تم سے خواہش کروں گی میرے مالک انہیں ہونے  
 اونہوں نے کہا مہاراجہ جو کچھ ہونا تھا ہوا براہ عنایت مجھے چور دیکھ میں ہر کہی بالاکا نام

ہی نہ تو تھا تھاراجہ نے جو ابدیام اپنے گناہ کا کیا کفارہ دیتے ہو تم چلاکو چوڑھو گے تو  
 دوسرا ہی او سے عزت سمجھ کر نہ قبول کر لگا اس پر ہی وہ مستقل رہے آخر کار جب قید میں  
 رہنے کی ذلت کی مصیبتیں نہ برداشت کیجا سکین وہ ہم سے راضی ہو گئے اور کہا اگر  
 بلا سبیلوں کی طرح رہنے پر راضی ہو وہ اگر زندگی بہر اس شادی کی مجھے یاد نہ دلا  
 اگر وہ میری بیابانی بی بیٹے کی کہی کو ششش نکرے تو میں ایک شوہر لڑکی کیسا تہ  
 شادی کر سکتا ہوں اور جو نہیں تو ہرگز نہیں فوراً ان سب باتوں پر میں راضی ہو گئی  
 بیٹے دولت اور نام میں سے ذرا ہی خواہش نہیں کی میں تو فقط اپنے مالک کے  
 نام کی دلہانی تھی میرے والد اور ہمارا جہ دونوں راضی ہو گئے اور میں ایک سبیلی  
 کی وضع میں اپنے شوہر کے گھر آئی میرے شوہر نے مجبور ہو کر میرے ساتھ شادی کی  
 تھی کون ہے جو اس طرح شادی کرینگے بعد اپنی بیوی کو محبت کیساتھ رکھیں شادی  
 کے بعد اپنے شوہر کی آنکھ میں کھٹکنے لگی اور انکی اگلی محبت یکبارگی جاتی رہی وہ تمام  
 یہ عزتوں یاد کر کے جو مان سکر کے ہاتھ سے انہیں اور ثانی پڑی تھیں وہ میری طرف  
 بہت کم توجہ ہوئے انکی امانت کر نیو بھی بیٹے محبت خیال کیا اس طرح زمانہ گزر گیا مگر  
 ان سب باتوں کے بیان کرنے سے کیا حاصل بیٹے خاص اپنی سرگذشت کے سوا  
 اور کچھ بیان نہیں کیا کچھ دنوں بعد اپنے شوہر کے دل میں بیٹے پر محبت پیدا کر لی مگر اب  
 تک انہی کے راجہ کی طرف سے کچھ کدورت ان کے دل میں باقی تھی نقد پر میں ہی لکھا  
 تاور نہ سب معاملات کیوں واقع ہوتے مگر جو مجھے کرنا تھا کر چکی یہ جو کچھ لکھا ہے  
 صرف وعدہ پور کرینگے لے نہیں ہے بہت لوگوں کا خیال ہے کہ میں والی گڑھ مندر  
 کے گھر میں رہی اور اپنی عزت برباد کی جب میں باقی نہ ہو گئی آپ میری عزت سے  
 بدنامی کا دہرہ دھوینگے اسی خیال نے مجھے اس خط کے لکھنے کی تحریک کی اس خط میں  
 بیٹے وہی سرگذشت بیان کی جو خاص مجھے متعلق تھی بیٹے اسکا حال ایک جگہ ہی  
 نہیں بیان کیا جسکے لئے آپ پریشان ہو رہے ہیں آپ یہ خیال کر لیجئے کہ اوسکا نام صفحہ  
 دنیا سے اوتھا دیا گیا مہربانی کر کے اس بات کو بھول جائیے کہ تلو تمانے دنیا میں کہی

سانس بھی لی تھی اس تھا کو پڑ کر عثمان خان نے کہا مائی تم نے میری جان بچائی ہے  
 تین اونکا معاوضہ کرونگا بالائے ایک آہ سرد بہر کر کہا! افسوس اب آپ میرے  
 لیے کیا کر سکتے ہیں؟ ہاں فقط ایک امر۔  
 عثمان خان۔ میں بسرو چشم بجالاؤں گا۔

بانا کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور بولی عثمان خان آپ کیا کہتے ہیں اس جملے پر اسے  
 دل کو آپ کیون دھوکے میں ڈالتے ہیں عثمان خان نے اپنی اونگلی سے ایک انگوٹھی  
 اوتار کر کہا اسکو لو دو لیکن میں تو کچھ نہیں ہو سکتا قتل خان کی سالگرہ ہو نیوالی تیر  
 وہ عیش و عشرت کا دن ہو گا دربان خوشی میں مست ہو جائینگے اوس رات کو  
 میں تمہیں آزاد کر دوں گا آدھی رات کو مجلس کے پہانک پر آنا وہاں اگر کوئی شخص  
 اس انگوٹھی کی ایسی دوسری انگوٹھی دکھائے تو اس کے ہمراہ باہر چلی آنا مجھے اسید  
 ہے کہ بغیر کسی قسم کی آریک ٹوک کے بھاگ سکو گی مگر یہ سب خدا کی مرضی پر منحصر  
 ہے۔ یہاں اس نے چچک کر کہا ایسا تم پر دیا کرے بس اور میں کیا کہوں اسکی آواز بلند ہو گئی  
 اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہا گیا بالادعا دیکر رخصت ہو نیکو تھی کہ عثمان خان نے کہا  
 ایک بات میں تمہیں سمجھائے دیتا ہوں اکیلی آنا اگر کسی اور کو ساتھ لوگی تو تمہارا کام  
 نہیں نکلیگا بلکہ میں خطرہ سب بھالنا سمجھ گئی کہ عثمان خان تا تو کو ساتھ لینے سے منع  
 کرتا ہے اسے اپنے دل میں خیال کیا اچھا اگر ہم دونوں نچائینگے تو تلو تھ اکیلی چلی  
 جائیگی اسکے بعد عثمان خان سے رخصت ہوئی

## آٹھواں باب

صحبت

زمانہ بھاگا جاتا ہے تمہیں جو کچھ کرنا ہو کر لو زمانہ بھاگے جائیگا اور زمانہ ٹھٹھکا چاہے تم  
 جس حال میں ہو زمانہ بھاگے جائیگا اور اسکے لیجا نیو اے نہ ٹھٹھکے اسے دھڑان غربت  
 کیا تمہیں آندھی پانی سے بڑا بقیہ پڑا ہے کیا بادل تمہارے سر پر زور شور سے کچ رہا وہاں  
 کیا تم پانی میں تر رہو رہے ہو کیا تمہارے آفت رسیدہ بدن کو اہلون نے بیدار کر دیا ہے

اپنا نشانہ بنالیا ہے اسے دوست ذرا سیر کرو یہ دن بھی چلا جائیگا اور نہیں ٹہرے گا تو برا  
انتظار کرو یہ پنجویں دن بھی گزر جائیگا ایک اچھا دن آئیو والا ہے آفتاب پر طلوع  
کرے گا تم منتظر ہو کس کے دن نہیں جاتے ہیں کسے دن ہویشہ اسکی عیش و عشرت  
قائم رکھنے کے لئے ٹہر گئے ہیں شیخی کا ہیکل کے دن نہیں جاتے ہیں تلو تما خاک پر پڑ  
رہی ہے اس حال میں بھی دن چلے جائینگے اپنے شوہر کے خون کا بدلہ لینے کے  
خیال نے جمالا کے دل میں گھر کر لیا ہے اور اس خیال کے سانپ نے اپنی ذات  
سے اس کے رگ وریشے میں اپنا زہر پلا دیا ہے اس سانپ کے کاٹنے کے بعد کی ایک  
گٹری بھی برداشت کے قابل نہیں ہوتی ہے خیال کرو کہ کتنی گٹریوں کا ایک دن  
ہوتا ہے ابھی تک بھارا کے بُرے دن نہیں گئے فتحند قلو خان عیش و عشرت کی گود  
میں آرام کر رہا ہے اسکے دن خوشی میں گذر رہے ہیں گردہ بھی گذرتے جاتے ہیں  
اور ٹہر نیوالے نہیں ہیں جگت سنگہ بستر بیماری پر پڑا ہوا ہے کون نہیں جانتا کہ  
بیمار دن کا زمانہ کس قدر سست قدم اوٹا کر چلتا ہے مگر اس حال میں بھی کچھ دن  
گذر گئے ہیں رفتہ رفتہ جگت سنگہ اچھا ہونے لگا کنور جی موت کے پنجوں سے  
چھوٹ کر روز بروز سنبھلنے لگے پہلے اونکے بدن کے زخم اچھے ہو گئے اسکے بعد طاقت  
آگئی اور جو بوجھ طاقت آئی گئی وہ وہ فکر بڑھتی گئی اون کا پہلا خیال تھا تو تمناں سے  
جو جو زیادہ سنبھلے وہ وہ ہر آنے جانے والے سے بیتاب دل کیساتھ تلو تما کے حالات  
پوچھنے لگے مگر کسی نے قابل اطمینان جواب نہیں دیا حالہ شہ بانٹی نہیں ہے عثمان  
کتاب نہیں ہے نوکر اور سہیلیاں یا تو جانتی نہیں ہیں یا ممانعت کے باعث کتنی نہیں  
ہیں کچھ تو کنور جی کے حق میں کانٹوں کا کچھ ہونا تھا کنور جی کو جو دوسرا خیال آیا اس  
نے انہیں آئندہ حالات کی طرف متوجہ کیا ہو گا اس سوال کا ٹیک جواب کون  
دے سکتا ہے کنور جی نے دیکھا کہ وہ قیدی ہیں عایشہ اور عثمان خان کی مہربانی  
سے قید خانہ کے عوض وہ ایک خوب آراستہ اور خوشبو سے مہکتے ہوئے کوہ میں  
رہتے تھے نوکر اور سہیلیاں انکی خدمت کرتی تھیں مانگنے سے پہلے ہی انکے لئے چہرہ

تیار رہتی تھی کسی بہن سے بھی زیادہ انکی خدمت گذاری کرتی تھی باوجود اسکے دروازہ  
 پر ایک دربان پہرے کو معین تھا کنوڑی کی یہ حالت نظر آتی تھی جیسے کوئی پڑیا سویر  
 بچہ میں بند کی گئی ہو اور اسے بہت عمدہ دانہ اور نہایت شیریں پانی دیا جاتا ہو۔  
 کب وہ رملی پائیٹے اور بالی پائیٹے کی اتھک کیا صورت تھی انکی خوج ان دنوں کمان  
 اپنے افسر سے مایوس ہو کر وہ کس حال میں رہتی ہے کنوڑی کا خیال عایشہ کی قدر  
 منزلت کے متعلق بتایہ دلغریب اور دلربا عورت یہ محبہ مہربانی کی صورت اور انکی  
 صورت کیونکہ اس کو وہ خاک پر اوڑھائی جگت مل گئے ویسا کہ عایشہ آرام جانتی ہو  
 نہ تھکا جانتی ہے اور نہ غفلت جانتی ہے وہ برابر انہیں کی خدمت گذاری میں مشغول رہتی  
 ہے اس زمانہ تک جب تک کنوڑی بیمار ہے روز صبح کی وقت سے طلوع کئے ہوئے  
 آفتاب کی طرح اسے وہ ایک گلدستہ ہاتھ میں لئے ہوئے پیادہ چال سے آتے ہوئے  
 دیکھتے رہے کنوڑی روز دیکھتے سے اس وقت سے غسل کرنے اور ناشہ کرنے کی معمولی وقت  
 تک وہ انہیں کے کمرہ میں رہتی تھی اور بعد کو چلی جاتی اور ضروریات کے کاموں پر  
 فراغت کر کے چلی آتی تھی اور اس وقت سے سوا سوڑی دیر کے لئے بعض ضروری  
 کاموں میں مشغول ہو جاتے کے جینک بیگ صاحب کسی سہیلی کے ہاتھ لانا بھیجیں انہیں  
 کی خدمت میں رہتی تھی کون شخص بستر بیماری پر نہیں پڑا ہے لیکن اگر کسی کی قسمت میں نہو  
 کہ ایک نوزائی صورت کی لڑکی سرانے بیٹھ کر اسکی خدمت کرے اور اپنے سوسن کے ایسے  
 نازک ہاتھوں سے پنکھا چلے تو وہ اقرار کریگا کہ بیداری کوئی ناگوار چیز نہیں ہے رہو اس شخص  
 کے ناظرین جاگت سنا کی طرح آپ اپنی صورت کو بے شاش بنانا چاہتے ہیں اچھا تو اپنے خیال  
 میں آپ انکے بستر بیماری پر لیٹ جائیے آپکا دل سخت مصیبت کی تکلیف اوتھارا ہو  
 دشمنوں کے ہاتھ میں اپنے تئیں مقید خیال کر کے اسکے بعد خیال کیجئے کہ بڑی دوتہ  
 سے آراستہ کیا نہایت نازک طور پر تھنڈا اور تھکا ہوا کمرہ ہے اپنی نگاہ دروازہ کی طرف  
 لگائیے ناگہان آپ کے چہرہ سے خوشی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں اس طرف سے  
 کوئی آتا ہے جو اس دشمنی کے مکان میں آپکو اس نگاہ سے دیکھتا ہو جیسے کوئی

بھائی کو دیکھ وہ ایک عورت ہے نوجوان عورت نہیں ایک خوب اچھی طرح کنول  
 کا پھول دور پڑے ہوئے آپ نظر جمائے اسے دیکھ رہے ہیں۔ دیکھئے اس صورت  
 میں کیا حسن و جمال ہے قد کچھ یون ہی لمبا اور سب عضو اسی کے مناسب بالکل  
 ایک دیوی جیمن دیویوں کے سب اوصاف موجود ہیں بالکل ایک بادشاہِ ہرا دی جیمن  
 دیتی تقدس کی پوری آب و تاب موجود ہے دیکھئے اپنی رفتار میں کیسی صاحبِ جمال معلوم  
 ہوتی ہے آپنے ہاتھی کی چال کا تذکرہ سنا ہے وہ کیا چیز! بلج ہنس کے چلنے کا حال آپ  
 سن چکے ہیں اس لڑکی کی چال کو دیکھئے آواز کے نغمے سے موسیقی کی گتیں نکلتی ہیں آپ  
 کا دل اس کی رفتار کی آواز کو یاد کر لیتا ہے دیکھئے اسکے ہاتھ میں گلدستہ ہے آپ نے کب تو  
 ہیں کہ اسکے ہاتھوں کی بے انتہا چمک کے آگے ماند پڑ گئی ہے آپ کی آنکھیں پلک  
 جھپکنا کیوں بھول گئیں آپ اسکے ٹھلے کا دلربا اندازہ دیکھتے ہیں! آپ دیکھتے ہیں  
 کاسکی سنگ مرمر کی ایسی اردن پر کالے بالوں کی پیچیداری میں کس خوبصورتی سے  
 پڑی ہوئی ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ کس پیاری ادا سے اسکے جھکے جھول رہی ہیں  
 نہایت ہی خوشنالی سے اسکے سر کا جھکانا آپنے دیکھا یہ فقط اسکے قد کی ایک  
 خفیف درازی کے باعث سے ہے آپ اس قدر گہور کے کیوں دیکھتے ہیں  
 عایشہ اپنے دل میں کیا خیال کر گئی جتنے دنوں تک جگت سنگ کی بیماری کی خدمت  
 اور خبر گیری کی محتاج تھی روز بلا نا خدا سکی تیمار داری میں مشغول رہی جو کنور جی  
 اچھے ہونے گئے وہ وہ عایشہ کا ملاقات کے لئے آنا کم ہوتا گیا اور جب وہ بالکل  
 اچھے ہو گئے تو کبھی اتفاقاً ہی اسکے پاس آگئی ایک بہت بڑے وقفے کے بعد  
 صرف دو تین مرتبہ ملنے کو آجاتی تھی اور جب آتی تھیں خانہ کو ہمراہ لے آتی جیلج جارہی  
 کے موسم میں کسی کا پتہ شخص کے بدن پر سے آفتاب آہستہ جاتا ہے اور دیر لگتا ہے  
 ایلچ جب جگت سنگ اچھا ہو گیا تب عایشہ غائب ہو گئی ایک رات شام کی وقت کنور جی  
 لڑائی کی راہ سے قلعہ کے اس طرف دیکھ رہے تھے لوگ اپنے کام یا خوشی میں مشغول  
 ہو کر اپنے بے تھکا نیو جا رہے تھے کنور جی غمگین کیسا تہ اپنی اور اون کی قسموں

کا مقابلہ کرنے لگے ایک مقام پر کچھ لوگ کسی شخص یا کسی چیز کے گرد حلقہ باندھے کھڑے تھے کنور جی کی نظر اودھر جا پڑی اونہوں نے خیال کیا کہ یہ لوگ کسی کیل تما ش میں مشغول ہیں اور بڑی توجہ سے کچھ دیکھ رہے ہیں جو شخص یا چیز میں تھی اسے کنور جی نہ دیکھ سکے پہلے انہیں تعجب معلوم ہوا تو بڑی دیر بعد سننے والے چلے گئے اور کنور جی کی حیرت جاتی رہی انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص چند پتوں سے جو پوتی کے شاخ سے کچھ پڑھ کر لوگوں کو سنا رہا ہے پڑھنے والی کی صورت دیکھ کر کنور جی کو ہر حیرت ہو گئی اس کا قد انسان کے قد کے برابر یا کسی متوسط درجہ کی بلندی کے اس تار کے درخت کی برابر ہو گا جس کو آسمان کی آگ نے نقصان پہنچا دیا ہو اور پتے کٹ کر گر گئے ہوں وہ شخص اتنا ہی لمبا اور چوڑا تھا جتنا تار کے درخت پر اسکی سی بڑی بہادر مری سونڈ کے برابر ناک۔ نہیں لدی ہوئی تھی۔ اسکی شکل اس وضع کی واقع ہوئی تھی جیسے ایک لمبے ٹکڑے پر اسکی صورت بنی ہوئی تھی کنور جی اسے ہاتھ اور سر اور لمبی ناک کی طرح طرح کی وضع جن چیزوں کو پڑھنے کیساتھ حرکت ہوتی تھی دیکھنے لگے اور عثمان خان نے کہا کنور جی صاحب کٹری میں سے کس چیز کو غور کر رہے ہیں دیکھ رہے ہیں کنور جی سنے بوا بد بال کٹری کے کندے کی ایسی چیز ہے ایک جی چاہے تو آپ ہی دیکھئے عثمان خان نے اس شخص کو دیکھ کر کہا کنور جی صاحب کیا اس شخص کو آپ نے پہلے نہیں دیکھا ہے۔

کنور جی۔ نہیں۔

عثمان خان۔ جناب یہ آپ کے برہمنوں میں کا ایک شخص ہے اسکی باتیں بڑے مزے کی ہوتی ہیں میں نے اسکو گڑھ مندران میں دیکھا تھا کنور جی کو زیادہ فکر ہو گئی یہ گڑھ مندران میں تھا یہ کیا تلو تھا کچھ حال بیان نہ کر سکیگا ذرا گہرا ہٹ کیساتھ اونہوں نے پوچھا صاحب اسکا نام کیا ہے عثمان خان نے تو بڑی دیر تک غور کر کے کہا اسکا نام زبان پر لانا ذرا مشکل ہے وہ آسانی سے ذہن میں نہیں آتا گناہت نہیں۔ گناہت۔ گناہت کیا ہتی؟ اور کیا۔

کنور جی - گیا پتی یہ تو بنگالی نام نہیں ہے۔ حالانکہ میں دیکھتا ہوں وہ اسی ملک کا باشندہ ہے۔

عثمان خان - صبح ایہ بنگالی ہی ہے۔ بٹا چار جیا ہے۔ اسنے کچھ خطاب پایا ہے۔ علم - علم - اور کیا۔

کنور جی - نہیں صاحب بنگالی خطابوں میں علم کا لفظ کبھی نہیں ہوتا ہے علم کی بنگالی و دیا ہے اسکا خطاب و دیا ہو شن یا و دیا بگشن ہو گا۔

عثمان خان - ہاں ہاں و دیا۔ اور کچھ اور ٹہرو۔ بنگالی زبان میں ہنسی کو کیا کہتے ہیں کنور جی - ہستی۔

عثمان خان - اور کیا۔

کنور جی - کری - ونٹی - درنا - ناگا - گیا۔

عثمان خان - ہاں یہی ہے اس شخص کا نام گیا پتی و دیا و گیا ہے۔

کنور جی - و دیا! دگیا۔ عمر بہر میں جتنے خطاب سنے ہیں اون سبک عجیب! سوا کے نام کی کوئی چیز اس خطاب کے مقابل نہیں ہو سکتی حیرت کی سبب

اس شخص سے بات کرینکو میرا دل نہیں چاہتا ہے۔ عثمان خان نے گیا پتی کی گفتگو بھی کچھ تھوڑی دیر سنی تھی اور اس میں کچھ مضائقہ نہ دیکھا کہ کنور جی اسکے ساتھ

باتیں کر رہے اسوجہ سے اسنے جواب دیا کچھ مضائقہ نہیں۔ اسکے بعد دونوں ایک کمرہ میں چلے گئے اور ایک نوکر کے ہاتھ گیا پتی کو بلا بھیجا۔

## نوان باب

دگیا کی زبانی خبریں

نوکر گیا پتی و دیا دگیا کو ہمراہ لیکر آیا تو کنور جی نے پوچھا صاحب آپ برہمن ہیں دگیا نے اپنے ہاتھ کو ہلا کر کہا۔ (عبارت شاستری جس زمانہ دراز سے دیوتاؤں

نے اپنے رہنے کیلئے ہمالیہ پہاڑ کو منتخب کر لیا جس مدت مدید سے دنیاوی کرتے کو دریائے گنگا شاداب کرتا ہے اس عالم ناپائیدار میں کوئی حقیقی احر ہے



تو سرسریا گھر ہے جگت سنگ کو بے اختیار ہنسی آنا چاہتی تھی مگر انہوں نے ضبط کر لیا اور سر جھکایا گیا پتی نے دعا دی کہ مہاپت بابو پر خان دیا کرے کنور جی نے کہا میں مسلمان نہیں ہوں میں تو ہندو ہوں دیکھانے دل میں کہا وہاں باز بیشک یہ مسلمان ہے فقط مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے اس میں اسکی کچھ غرض ہو ورنہ مجھے بلانا ہی کیوں اسنے تمکین ہو کر اور کانپ کر کہا مہاپت خان بابو میں آپ کو جانتا ہوں آپ کی روٹیوں پر جیتا ہوں میرے ساتھ براسکو نہ کیجئے میں بڑی عاجزی سے عرض کرتا ہوں صاحب میں آپ کا زرخیز غلام ہوں جگت سنگ ذرا تامل کر کے بولا مہاراج آپ برہمن ہیں اور میں راجپوت ہوں میرے ساتھ یہ باتیں مناسب نہیں ہیں آپ کا نام کیا پتی و دبا د گیا ہے برہمن سے ذل میں کہا ہاں دیکھو یہ میرا نام جانا چاہتا ہے پریشتر جانے کہ یہ مجھ پر کیا مصیبت ڈالے گا اور پھر دونوں ہاتھ جوڑ کر چلا یا مہاپت سچ جی مجھ پر رحم کیجئے میں غریب آدمی ہوں اور ہاتھ جوڑ کر آپ کے سامنے التجا کرتا ہوں برہمن کو نہایت خوفزدہ دیکھ کر جگت سنگ سجدہ کیا کہ ممکن ہی نہیں کہ میری فاض کے مطابق یہ پور بطرح جواب دے اس خیال سے اوسکو اور باتوں میں لگانے کے لئے اوسے پوچھا یہ آپ کے ہاتھ میں تھوٹا پوتی ہے ۔

برہمن یہ مانک پیر تصنیف ہے جو آپکی خوشی ہو سرکار ۔

جگت سنگ ۔ تم برہمن ہو کر مانک پیر کی تصنیف لائے ہو ۔

برہمن ۔ ہاں ہاں کسی زمانہ میں میں برہمن تھا مگر اب نہیں ہوں ۔

جگت سنگ ۔ ہاں ۔

کنور جی بیک بیک متعجب اور براؤنختہ ہو گئے اور کہا تم کیا کہتے ہو کیا تم گڑبگڑ میں رہتے ہو ۔ دیکھانے میں کہا اے موت ! او ۔ خدا اب ! اسے یہ ہی معلوم ہو گیا کہ میں رند ہر سنگ کے قلعہ میں رہتا تھا یہ میرے ساتھ کہی وہی کر لگا جو رند ہر سنگ کے ساتھ کہا تھا برہمن کے آئسو جاری ہو گئے و گیلانے زور

زور سے اپنے ہاتھ ملکر چلا کر کہا پت خان صاحب مجھ پر رحم کیجئے میں منت کر کے کہتا ہوں مجھے مارے نہیں میں آپ کا غلام ہوں۔

کنور جی۔ تم اپنے ہو غش و حواس میں رہو۔

برہمن۔ ان سرکار میں آپ کا غلام ہوں حضور میں بالکل آپ کا بندہ ہوں مگر گت سنگہ کی دیکھا کہ دجمنی کیلئے کہا معراج ڈرے نہیں براہ عنایت اپنی کتاب میں سے ہمیں کچھ پڑھ کر سنائیے برہمن گانے کے طریقہ پر اپنی پوتی کو پڑھنے لگا اسکی آنکھیں آنسوؤں سے نم آواز گمانے کے قابل نہ تھی اسطرح چلانے کے قابل نہ تھی جسطرح نالک کا دھڑکا گانا ہو جسکی تھوڑی دیر ہوئی نالک نے گوشمالی کی ہو جب تھوڑی دیر پڑھ چکا کنور جی نے کہا برہمن ہو کر تم نالک پیر کی کتاب کیوں پڑھتے ہو برہمن نے گانے سے شہر کر کہا میں ابی نیامید ہوا ہوں کنور جی نے پوچھا اسکیا مطلب ہے۔

گیا پتی۔ جب مسلمان بالوقلہ میں داخل ہوئے تب اونہوں نے مجھے کہا آؤ برہمن ہم تمہاری ذات خراب کرنے کے اسکے بعد مجھے کہیں لے گئے اور میں پلاؤ کہا نے پر مجبور کیا۔ کنور جی۔ پلاؤ کیا۔

گیا پتی۔ دھوپ میں سکائے اور گی میں پکائے ہوئے چانول۔

کنور جی دیکھا کہ مطلب سمجھ گئے کہ پلاؤ کو کہتا ہے اور کہا مان آگے بیان کرو۔ دگیا۔ تب اونہوں نے مجھے کہا پڑھو کلٹی۔

کنور جی کلہ بان پھسر۔

دگیا۔ تب اونہوں نے کہا قسم ہے تم مسلمان ہو گئے جسے میں مسلمان ہوں کنور جی نے یہاں پر آکر پوچھا قلعہ کے اور لوگوں کا کیا حال ہے۔

دگیا۔ اور سب برہمنوں کا حال بھی میرا سا ہے۔

کنور جی نے اپنی نظر عثمان خان پر پڑو دی اون کے اس سکوت اور برہمنوں کے ہلکے شہنائی نے کنور جی سے کہا اس میں منافقہ بھی کیا ہے گو یقین ہے کہ اسلام ہی ایک چٹا دین ہے اور اس کو پیلا نا چاہئے کسی طریقہ سے ہو گئے دین سمجھتے ہیں بلکہ انہیں قواب کے امیدوار ہوتے ہیں

مسلمانوں کا مذہب تو ایسا ہے کہ کیا اسلوحہ کرتے ہیں بلکہ انہیں تیری نام مروت ہے۔

لے آئے کہ کنور جی عثمان خان کو کچھ جواب دے کہنے لگے ہمارا ج و دیا دگیا۔

دگیا۔ آپ کی مرضی ہو تو اب شیخ دگیا کئے۔  
کنور جی بہت اچھا ہمارا ج شیخ دگیا قلعہ کے کسی اور رہنے والے کا حال کچھ آپ جانتے  
ہیں کنور جی کی غرض سمجھ کر عثمان خان تشویش میں پڑ گیا۔  
دگیا۔ ابھی رام سوامی ہاگ گئے ہیں۔

کنور جی دل میں سوچے کہ اگر میں کچھ دریافت کرنا چاہوں گا تو ضرور یہ ٹیک ٹیک بتا دیگا۔  
انہوں نے پوچھا نہ میرے سنگ کا کیا حال ہوا برہمن نے جو اب دیا نواب صاحب نے انہیں مروا دیا  
کنور جی کا چہرہ سنہ بھگیا انہوں نے عثمان خان سے کہا بھج آپسے ایک بات دریافت کر نیکی  
اجازت ہے یہ امر آپ کی رائے سے کیا گیا تھا۔

عثمان خان۔ نہیں میری رائے کے خلاف تھا۔

کنور جی نے کچھ دیر تامل کیا عثمان خان نے موقع پا کر دگیا سے کہا اب تم جاؤ دگیا اوتھ کر جائیکو تھا کہ  
کنور جی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روک دیا اور کہا ایک بات اور ہے بالاکمان سے برہمن ایک آہ  
بہر کر چلا آیا اور کہا وہ نواب صاحب کی حرم ہے کنور جی نے برہمن کا ہاتھ اس مضبوطی سے پکڑا کہ  
اوسکو سواٹھریکے کچھ چارہ نہ بنا اونہوں نے کہا توڑی دیر اور تھو ایک بات اور باقی ہے جو  
کچھ پوچھنا تھا پوچھ چکا سوقت کنور جی کی انگلیں شعلے کی طرح بڑکنے لگیں ایک بات اور تلو تھا  
برہمن نے جواب دیا تلو تھا ہی اب نواب صاحب کی حرم ہے اور وہ دونوں امن وامان میں  
ہیں اور برہمنی دلجمعی سے رہتی ہیں برہمن کا ہاتھ کنور جی نے جھٹک کر چھوڑ دیا وہ اپنی خوش  
قسمتی سمجھ کر سر پائون رکھ کر ہاگ عثمان خان سے منہ دھتا اسنے نیچی آواز سے کہا میں فقط ایک افسر  
ہوں کنور جی نے کہا آپ شیطانوں کے افسر ہیں۔

## دسواں باب

اے بیاری صورت دل سے نکلیا

اس ہمارے بیان کر نیکی کوئی ضرورت نہیں کہ اس رات جگت سنگ کی انگلی تک نہیں جھپکی  
اسکا کچھونا بچوؤں سے بھرا ہوا تھا اسکا کل سرخ اور نکلیف سر جھلا کیا وہ تلو تھا جکا پیشتر

حال تھا کہ اسکے مرجانے سے جگت سنگہ پر ناقابل برداشت نصیبت پڑ جاتی وہی تلو تما اب تک  
 زندہ بچ گئی بس صرف یہ بات تھی جسکا جگت سنگہ کو افسوس ہوا ایسا کیون ہوا تلو تما اب تک  
 زندہ رہی۔ وہ نازک پھول وہ پریوش شہرین ادا وہ نازنین وہ صورت جو جگت سنگہ جسطر  
 دیکھتا ہے نظر آ جاتی ہے ایسی صورت کو تیر چہا لیکسی یہ دنیا یہ وسیع دنیا اس صورت کا کچھ  
 نشان ہی باقی رکھیں اسے جاگزا اسے زبرداشت کئے جانیکے قابل گہری جگت سنگہ  
 کی آنکھیں اشک برساتی ہیں جسطرح اشجار عرب گوند برساتے ہیں جو دو امین چڑھا ہوا وقت  
 ناخدا ترس قلو خان کے عیش و عشرت کے کمر کا خیال اسکے سینہ میں مشتعل ہو جاتا  
 ہے وہ اس نازک صورت کو اس بد کردار کی گود میں دیکھتا ہے اور پھر اسکا دل جوا لا  
 کسی پہاڑ جسطرح جبل ادا تھا ہے وہ تلو تما کی صورت اسکے دل میں محفوظ تھی وہ اب  
 ایک پہاڑ کے مکان میں ہے ہائے وہی تلو تما اب قلو خان کی حرم سے بھلا کوئی  
 راجپوت ایسی صورت کو خود اپنے ہاتھوں دل سے نکالنے میں پس پیش کرتا ہو وہ  
 اپنی ذات میں لایق سمجھا جائیگا اس صورت نے جگت سنگہ کے دل میں خوب گہری جگہ  
 پکڑ لی تھی۔ اور اسکا نکال گویا خود دل کا نکال دیا تھا ہائے وہ پیاری صورت کیسے ہمیشہ  
 کے لئے دل سے مٹا دیجائے بھلا یہ ممکن ہے جب تک کہ اسکے پریشان دماغ میں حافظہ  
 موجود ہے جب تک کہ گوشت اور خون باقی ہے اور سوت تک وہ صورت اس کے اور  
 اسکی جان پر قائم رہے گی دل کی ہر اس نہ ٹکھنے دی اور انہیں پریشان خیالات کے کنوڑ  
 کی عقل زایل کر دی اونکی قوت حافظہ بیکار ہونے لگی رات تمام ہونی کو تھی اور کنوڑ  
 اب تک اپنے ہاتھ پر سر رکھتے تھے اور سر پھر رہا تھا۔ اور خیال کر نیکی قوت بالکل ہاتھ سے جاتی  
 رہی تھی اس وضع پر بیٹھے تھے بدن درد کرنے لگا دل کے بے اضطراب نے جسم میں جراثیم  
 پیدا کر دی وہ کھڑکی کے پاس چلے آئے موسم گرمی کی تندی ہوا پیشانی میں لگی چاروں طرف  
 اندھیرا چھایا ہوا تھا آسمان پر ہلکا ہلکا ابر چھایا ہوا تھا تارے نہیں نظر آتے تھے صرف  
 ایک جھلکنا ہوا تارہ بھاگے جاتے ہوئے ابر کی آڑ سے جھانک رہا تھا اندھیرے کے  
 باعث ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فاصلہ کے درختوں نے اپنے تئیں ایک دوسرے میں ملا دیا ہے

نزدیک سے درختوں کی پھنگونوں پر بے انتہا جگنو جواہرات کی طرح چمک رہے تھے سامنے کے  
 ایک تالاب میں درختوں اور آسمان کی صورت اندھیرے کے باعث ابھین ملی ہوئی  
 معلوم ہوتی تھی رات کی ہوائیں جواہروں سے ٹھنڈک پورا لاتی تھی جاگت سنگ کی  
 جسمانی حرارت کو کچھ تسکین دیتی تھی وہ اپنا ہاتھ سر پر رکے کھڑکی میں کھڑے رہے آنکھ نہ  
 کھلنے کے باعث دل کے بے انتہا اضطراب میں وہ مبتلا ہو گئے تھے علی الاطلاق ہوا  
 کے خوشگوار جو کون نے توڑی دیر کے لئے انہیں فکر سے نجات دی اور خیالات کو  
 بچہ کچھ سکون ہوا جو چھری اب تک اس کے دل کو چاک کر رہی تھی بے نسبت اس کے کم تکلیف دہنی  
 والی بایوسمی کی چھری سے بدل گئی امید کے چھوڑنے میں تکلیف ہوتی ہے مگر ایک بیک  
 دل بین مایوسی قائم ہو جاتی ہے اتنی تنہائیت نہیں رہا کرتا رہتی ہے۔ ناامیدی کی نصیحت  
 دوسرے لوگوں کے مثل ہے جو نہایت تکلیف دینا ہو مگر نہ تم سے ویسی تکلیف نہیں ہوتی  
 اگرچہ وہ کام تمام کر دیا کرتا ہے ناامیدی سے جو کم درد ہوتا ہے جگت سنگ اب اوکو  
 برداشت کر رہا تھا اس نے بے تابوں کے آسمان کا تیرہ دھارا صورت دیکھی اور چشم  
 پنداب سے اپنے بے نور دل کی تاریکی کو دیکھا لہذا رشتہ حالات نے یاد آ کر آہستہ آہستہ  
 اس کے دل کو چونکا شروع کیا۔ چھین نو جوانی تمام خوشیوں کو بے انتہا اس کے نظر کے ساغر  
 پر گئی وہ اپنے خیالات میں کم تہارتہ رفتہ بہت زیادہ غرق ہو گیا۔ جم شدہ اڑنے لگا ان  
 معیبتوں کی تکان میں وہ آنا فانا میں بدحواس ہوئے لگا اسے نیند معلوم ہوئی اور  
 ویسے ہی کھڑکی میں سے چلا آیا تو جی نے سونے میں ایک خواب دیکھا وہ نہایت ہی  
 ایذا اور مضطرب کر نیوانی حالت تھی خواب میں ہمیں بہ جبین ہو گئے چہرہ سے بالکل نہانی کا  
 آثار نمایان ہوئے ہوئے ہوئے جلدی جلدی چلنے لگے پیشانی پر پسینہ آگیا مٹیوں کس تسکین  
 چونک کر جاگ پڑے اور جلدی جلدی کمر بھینٹنے لگے اس کا بیان کرنا مشکل ہے کہ اس  
 حالت میں انہوں نے کیسی مصیبت اور تھائی کدھ کی دیوار میں صبح کے آفتاب کا فوسہ  
 ہنس رہی تھیں جگت سنگ یہ پہلے پہلے بچھوئے اور بے تکلف کے نیا پڑا سوراٹا  
 شمع نشان سے آکر جگتا جب وہ دروازہ کھلتا تھا اس نے سلام کیا اور ایک خط لکھا تھا۔

کنورجی نے خط لکھا اور سب کچھ لکھ کر نانا کیسورت دیکھے کے عثمان خان بھروسے  
 کہ کنورجی دل میں تخیل میں خیال کر کے کہ اس وقت کسی ضروری امر کے ظاہر کرنا موقع نہیں  
 ہے اسنے کہا کنورجی آپ کے نیچے پاس ہونیکا سبب دریافت کر چکے لئے میں تہنیت  
 نہیں ہوں مجھے اس بات پر کچھ حیرت نہیں ہے اس کے لکھنے والے سے بچے وعدہ کیا تھا  
 ۱۔ اس خط کو آپ نے پاس پہنچا دونگا جس سبب سے اس کو اب آپ نے پاس پہنچانے  
 سے باز رکھا وہ سبب اب نہیں باقی ہے جناب آپ کو بت بائیں معلوم ہی ہو نہیں  
 تھا کہ آپ کے پاس چوڑے جاتا ہوں فرصت کے وقت پڑھ لیجئے گا شام اورین پیر  
 عزان پر سی کو آؤنگا اگر آپ کچھ جواب نہیں چاہینگے تو میں رات میں پاس پہنچا دوں گا  
 یہ کہکر عثمان خان نے خط کنورجی کے پاس چوڑا دیا اور جلا کیا عثمانی میں جب فقیر تیری  
 کے ہوش دھوا اس بجایا ہوئے تو اونہوں نے بلا لا خط پڑھنا شروع کیا جب اس کے  
 آخر تک پڑھ چکا تو آگ جلائی اور خط کو اوسین ڈال دیا جیٹک خط جلا کیا کنورجی اپنی نظر  
 اوسیطون لگائے رہے جب بالکل خاک ہو گیا انہوں نے اپنے دل سے کہا آگ  
 میں پھونک کر اس یادگار کے نیست و نابود کرنے پر تو مجھے کامیابی ہوئی حافظہ ہی  
 بڑی اذیت کیساتھ جل رہا ہے مگر وہ کیوں نہیں خاک ہو جاتا اسکے بعد کنورجی نے اپنے  
 صبح کے فرائض ادا کئے پوچھا کر کے اپنے محافظ دیوتا کی طرف نہایت ادب سے سر  
 جھکا دیا اور ہاتھ جوڑ لیا اور کی طرف دیکھ کر کہا اے پتا اپنے ظلام کو چوڑے دے میں  
 وہی کام کروں گا جو کوئی کرتا ہے میں فقط تیری دیا چاہتا ہوں میں اپنے دل کو  
 کم ذات کی حرم کو بھلا دوں گا اس کوشش میں میں زبان جاتی رہی مگر میں دوسرے  
 عالم میں نیچے پاؤنگا یسہ وہی کیا جو انسان کر سکتا ہے اور وہی کر دینگا اسے دونوں سے  
 بےید جانتے والے میرب دل کے سب کو انون میں دیکھ کر کہیں اب مجھے تلوتما کا  
 خیال ہے اس کے دیکھنے کی اور خواہش ہے فقط اسکی یاد مجھ پر ہے انتہا عذاب کر رہی ہو  
 اسکی آرزو کو چھوڑنا مگر کیا اسکی یاد سے بچا ہوا سینے کے قابل رہی نہ لگا اب پتہ مجھ  
 دھم کر دینا ظالم یاد مجھے کہیں کا نہ رہی یہ صورت دل سے نہ دینی اسے تو تھا ہے

لوٹی! زمین پر پڑی ہوئی تم کیا خواب دیکھ رہی ہو وہ اکیلا تارہ جسکی طرف ہولناک تاریکی  
میں تم دیکھ رہی تھیں اب اپنی روشنی تم پر نہ ڈالے گا وہ بیڑہ جسکو اس زور شور سے  
طوفان میں جان بچانے کے لئے تم نے نچوڑ لیا تھا تارہ اہتہ اسیر سے پسپا گیا وہ بیڑہ  
جسپر سمندر سے پار ہو نکلے لئے تم نے اپنی قسمیں لاد دی تھیں تہ سے لگ گیا۔

## گیارہواں باب

نقل مکان

عثمان خان حسب وعدہ شام کو آیا اور کہنے لگا کنور جی صاحب آپ اوس خط کو جواب  
بھیجا چاہتے ہیں کنور جی نے جواب لکھ رکھا تھا جسکو اب عثمان خان کے حوالے کیا  
عثمان خان اوس خط کو لیکر کہنے لگا جناب ازراہ عنایت مجھے معاف فرمائیے ہم نے یہ  
قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ قلعہ کے کسی رہنے والے کا خط جیت تک پہلے خود ادا کیا جائے گا  
دیکھ کر اپنی دلچسپی نہ کر لیں اوس وقت تک کسی دوسرے کے پاس پہنچانے کی ہرگز اجازت  
نہ دیں کنور جی نے ذرا غمگینی سے جواب دیا اس امر کے کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی  
جناب آپ خط کو پڑھ سکتے ہیں عثمان خان نے خط کو کھولا اور پڑھا اوسیں فقط ذیل  
کی چند سطریں تھیں۔ بے عیب عورت تمہاری درخواست کو میں نہ قبولوں گا۔  
لیکن حقیقت میں اگر تمہیں اپنے شوہر سے محبت تھی تو تم کو ضرور اوسکا ساتھ  
دینا چاہئے اور اسید سلج اس داغ کو مٹاؤ جو تمہارے نام پر لگا ہے۔ (جگت سنگھ)  
عثمان خان نے اس خط کو پڑھ کر کہا کنور جی تم بڑے سنگدل ہو کنور جی نے رکھائی ہر  
جواب دیا ان صاحب مگر یقیناً پٹھانوں سے کم عثمان خان کا چہرہ سرخ ہو گیا اور شرمی  
سے بولا جناب باوجود ان سب باتوں کے پٹھانوں نے آپ کیساتھ کوئی ایسا  
کینہ سلوک نہیں کیا۔ کنور جی ساتھ ہی برہم اور شرمندہ ہو گئے انہوں نے کہا میں  
صاحب میں اپنا تذکرہ نہیں کرتا ہوں یقیناً آپ نے میرے ساتھ نہایت مہربانی  
سے سلوک کیا اور اگرچہ آپ نے مجھے قید کر لیا ہے مگر میری جان مجھے بخشدی۔  
آپ نے اس شخص کے کاہی زخموں کو اچھا کیا ہے جو آپکی فوج کو ہلاک کر رہا تھا

جسے زنجیروں میں جکڑا جانا چاہئے تھا اور قید خانہ میں مجبوس ہونا چاہئے تھا آپکی  
مہربانی سے ایک ٹکٹے ہوئے کرہ میں رہتا ہے صاحب اس سے زیادہ آپ  
کیا کر سکتے ہیں مگر میری یہ غرض ہے کہ آپ مجھے ایسے امانتوں کی حالت میں  
رکتے ہیں جس سے میں گمراہ یا جانا ہوں کچھ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان تسلیوں  
کی کیا غایت ہے جناب اگر میں قیدی ہوں تو مجھے قید خانہ میں بھیجئے اور اس  
مہربانی کے حال سے نجات دیجئے اور اگر قیدی نہیں ہوں تو فرمائیے اس سونگر  
بجہ سے میں رکھنے سے کیا فائدہ ہے عثمان خان نے اطمینان کیساتھ جو اب دیا کنور جی  
میری ساعت کیلئے اس قدر بے صبر کیوں ہو رہے ہو بلکہ وقت کسی کی درخواست  
پر منحصر نہیں رہتا وہ خود بخود آجاتا ہے کنور جی نے بے پروائی کیساتھ جو اب دیا اس  
تمہارے پہلوؤں کے بچوں کے کاپتر کے بچوں کے سانپہ بد لجانا ماحول لوگ  
کوئی برائی نہیں خیال کرتے ہیں۔

عثمان خان - مصیبت اگر بہتر کے بچوں سے زیادہ خرابیاں نہ رکھتی ہوتی  
تو اس میں کچھ مضائقہ نہ تھا۔

کنور جی نے عثمان خان کی طرف تیزی سے دیکھا اور کہا جب مجھے قتل خانہ کے سردار  
میں ناکامی ہوئی تو جلاو کا تیر مجھے کوئی ایسی مصیبت میں نہیں معلوم ہوتا۔

عثمان خان - جناب سنبھلے رہئے پٹان لوگ فضول بک بک نہیں کرتے کنور جی  
نے توہن کیساتھ ہنس کر کہا رسالدار صاحب اگر آپ اسلئے آئے ہیں کہ مجھے  
دبالبین تو آپ کی غرض نہ ٹیکلگی۔

عثمان خان - نہیں صاحب ہم دونوں ایک دوسرے کی فضول گوئی بخوبی  
جانتے ہیں میں کسی خاص ضرورت سے آپ کے پاس آیا ہوں۔

کنور جی پہلے متحیر ہوئے پھر کہا جناب فرمائیے۔

عثمان خان - جو درخواست میں کرتا ہوں وہ خاص قتل خانہ کے علم سے ہر  
ازراہ غایت اسے دل لگا کر سمجھئے۔



کنور جی بہت خوب ۔

عثمان خان ۔ پٹانوں اور راجپوتوں کے درمیان جو جھگڑا ہے وہ دونوں جانب نقصان پہنچا رہا ہے ۔

کنور جی ۔ ہماری غرض تو یہ ہے کہ پٹانوں کو بیچ و بین سے اوجھاڑ دیں ۔  
 عثمان خان ۔ یہ بجا ہے مگر جناب یہ خیال کر لیجئے کہ ہر لوگ اوس وقت تباہ و برباد ہونگے جب آپ پر تباہی آجائے گی خود آپ ہی کہیں گے کہ سندھ ران کے فتح کرنیوالے کیا ایسے بالکل ضعیف ہیں کنور جی کے ہوشیوں پر ایک خفیف مسکراہٹ ظاہر ہوئی اور کہنے لگے میں اونکو ہوشیار تسلیم کرتا ہوں عثمان خان نے اپنی تقریر شروع کی وہ لوگ چاہے جیسے ہوں اس سے میری یہ غرض نہیں ہے کہ خود اپنی تعریف کروں ۔ پٹان اگر شہنشاہ کے مقابلہ میں تلواریں کھینچے رہیں گے تو اون کو اڑیسہ مین رہنا کہی آسان نہوگا مگر جناب اس بات کو آپ سمجھ رہیگا کہ اون کے رعایا بنائینے میں شہنشاہ کو یہی کہی کامیابی نہوگی مجھے اپنی قوم پر شیخی کرنے کا الزام نہ دیجیگا ۔ ملکی معاملات میں آپ بجوبی بحث کر سکتے ہیں خیال تو کیجئے کہ اڑیسہ دہلی سے کتنی دور دراز مسافت ہے فرض کیجئے کہ مان سنگھ کے قوت بازو سے پٹانوں کے مطیع کر لینے میں شہنشاہ کو کامیابی ہوئی مگر جتنے نوین تک اڑیسہ مین اسکا پہرہ و اثر نہا رہیگا جیسے ہی مان سنگھ واپس آجائے شہنشاہ کا اڑیسہ مین جن جن مقامات پر قبضہ ہوگا وہ انکے پیچھے آجائے شہنشاہ اگہرے پہلے اس مقام پر قبضہ نہیں کر لیا تا مگر کتنے دنوں وس ملک نے محصول ادا کیا اور اگر وہ پہر اس ملک کے فتح کر لینے پر کامیاب ہو گئے تو اور کیا ہی وہی نتیجہ ہوگا وہ پہر ایک مرتبہ اپنی فوجیں بیچ سکتے ہیں اور اس صوبہ کو فتح کر سکتے ہیں مگر پٹان لوگ پہر آزاد ہو جائیں گے اس بات کو یاد رکھئے کہ پٹان لوگ بنگالی نہیں ہیں انہوں نے کہی کسی کے آگے سر نہیں جھکایا اور جنگ ایک پٹان کا یہی دم میں دم ہے وہ ہرگز اس کام نہ کرے گا

یہ یقینی بات ہے کہ راجہ اسکی کیا ضرورت ہے کہ راجہ چوتوں اور پٹانوں کے خون کے دریا بہائے جائینگے جگت سنگھ نے پوچھا صاحب آخر آپ کیا چاہتے ہیں۔  
 عثمان خان میں کچھ نہیں چاہتا ہوں مگر نواب صاحب صلح چاہتے ہیں۔  
 کنور جی۔ کس قسم کی صلح۔

عثمان خان۔ توڑی توڑی بات پر ہم دونوں کو راضی ہونا چاہئے تو اب قتلوان اس بات پر تیار ہیں کہ جنگالے کے جن جن مقامات پر قبضہ کر لیا ہے اور ان کو چھوڑ دیں اور شہنشاہ اکبر کو ملک اڑیسہ کے دعووں سے دست بردار ہونا چاہئے اور اپنی فوجوں کو ہٹا کر اب لڑائی سے باز آنا چاہئے اپنی تجارت میں شہنشاہ کا ایک ذرہ برابر بھی نقصان نہوگا پڑوں کا البتہ ایک حد تک نقصان خیال کیا جاسکتا ہے ہم بیشک وہ ملک چھوڑنا پڑتا ہے جس پر ہم خود اپنی کوششوں سے حاکم ہوئے ہیں شہنشاہ اکبر کو فقط وہ ملک چھوڑ دینا پڑتا ہے جسکو وہ یوں ہی کہی اپنا نہ کر سکے۔

کنور جی۔ بہت بہتر بہت مناسب لگا آپ یہ مجھے کیوں کہتے ہیں صلح یا جنگ جس شخص کے اختیار میں ہے وہ ہمارا جہان سنگھ میں آپ کو ان کے پاس کوئی ایلیجی بھیجنا چاہئے۔

عثمان خان۔ کنور جی صاحب ہم نے ایسا ہی کیا ہماری بد قسمتی سے کچھ لوگوں نے صلح کی درخواست کو بالکل نہیں سنا ہمارے ایلیجی کی باتوں کا بالکل یقین نہیں کیا لیکن اگر آپ جا کر ان شرائط کی منظوری کے خواستگار ہوں تو وہ راضی ہو سکتے ہیں کنور جی نے عثمان خان پر نظر ڈالی اور کہا جناب میں صفائی سے التجا کرتا ہوں جب ہمارا جہان سنگھ میرا دستخطی خواہ دیکھ کر یقین کر سکتے ہیں تو آپ اسکی کیوں خواہش کرتے ہیں کہ خود چلا جاؤں۔

عثمان خان۔ بات یہ ہے کہ ہمارا جہان کو ہماری قوت کو اچھی طرح خبر نہیں ہے آپ اس بارے میں خوب واضح طور پر بیان کر سکیں گے اور آپ کے بیچ

میں پڑنے سے ہمیں بہت کچھ اسید ہے خط سے ایسا کچھ نہیں ہو سکتا صلح سے  
نتائج میں بدلا نتیجہ آپکی رہائی ہوگی نواب صاحب نے اسی بات پر خیال کیا ہے  
کہ آپ اس معاملہ کے پورا کرانیکل کوشش کریں گے۔

کنورجی۔ میں اپنے باپ کے پاس جانے سے انکار نہیں کرتا ہوں۔  
عثمان خان۔ جناب میں اس میں خوش ہوں مگر ایک شرط البتہ چاہتا ہوں جس طرح  
صلح ہم چاہتے ہیں اجرا پانے میں اگر آپکو کامیابی ہو تو آپ مہربانی کر کے  
قلعہ میں واپس چلے آنے کا اقرار کرتے جائیے۔

کنورجی۔ اور آپ کیونکر یقین کر سکتے ہیں کہ اگر میں اقرار کروں گا تو واپس ہی  
چلا جاؤں گا۔ عثمان خان نے ہنس کر جواب دیا کہ جناب مجھے یقین ہے یہ بات کہ  
ہر ایک راجپوت اپنے قول کا سچا ہوتا ہے۔ کنورجی نے خوش طبعی سے  
کہا بہت خوب جناب اپنے باپ سے ملے ہی قلعہ میں تنہا چلا آؤں گا۔  
عثمان خان۔ مہربانی سے ایک امر کا اور اقرار کر کے ہمیں ممنون کیجئے جو شرائط  
ہم نے پیش کئے ہیں ان کو مہاراجہ سے ملاقات کر کے بعد آپ لے آئیں گے۔

کنورجی۔ لایق رسالدار صاحب مجھے معاف کیجئے جناب میں اسکا اقرار نہیں  
کر سکتا شہنشاہ نے پہاڑوں کے مغلوب کر کے لئے ہمیں مقرر کیا ہے اور ان  
کا مغلوب کرنا ہی ہمارا فرض ہے اور انہوں نے ہمیں صلح کرنے کے لئے نہیں بھیجا  
اور صلح ہم ہرگز نہ کریں گے نہ میں کسی امر کی درخواست کروں گا۔ عثمان خان کے  
چہرہ سے اطمینان اور افسوس دونوں باتوں کے آثار ظاہر ہوئے اسنے  
کہا کنورجی آپ نے ویسا ہی جواب دیا جیسا ایک راجپوت کو چاہئے تھا۔ مگر  
خیال کیجئے کہ آپ کسی اور طرح رہائی نہیں پاسکتے۔

کنورجی۔ اور آپ ہی فرمائیے میری رہائی سے شہنشاہ کا کیا فائدہ ہے راجپوت  
کی قوم میں میرے ایسے بہت سے شہزادے پڑے ہیں عثمان خان نے عملیاتی  
کے شوق سے کہا کنورجی میری صلاح کو مان لیجئے اپنے اس ارادے سے باز آئیے۔

کنو رچی کنو رچی

عشما ن خان - صاف صاف یہ سنو کہ عالی نواب صاحب نے جو آپ کی ابتک یہ غرت کی وہ صرف اسی امید سے تھی کہ آپ کو اس نتیجے کے پیدا کرانیکے ترغیب و لائین اگر آپ اونکی غرض سے انحراف کرینگے تو جناب وہ آپ پر بہت سختی کرینگے۔

کنو رچی - ہر وہی بات ابی ایک گھڑی پیشتر نے آپ نے نہیں کہا تھا کہ مجھے قید خانہ میں لیجا پیے۔

عشما ن خان - نو جوان کنو رچی اگر فقط اتنی بات ہو کہ نواب صاحب کو اطمینان ہو جائے تو آپ کے لئے بڑی خوش نصیبی کا باعث ہے۔

کنو رچی چین بہ چین ہوئے اور کہا اگر یہ نہوگا تو رند ہر سنگ کے تون کے سیلاب کو بڑھا دوں گا یہ کہتے وقت کنو رچی کی آنکھوں سے آگ برسنے لگی۔

عشما ن خان - تو میں جانتا ہوں اور اپنا فرض ادا کر چکا قلعہ خان کا حکم آپ کو آدمی سے معلوم ہوگا تو بڑی دیر بعد ایک آدمی آیا وہ سپاہیوں کی ایسی وردی پہنچے ہوئے تھا پلٹن کے کسی عہدہ کا آدمی معلوم ہوتا تھا اسکے ساتھ چار پیادے مسلح اور بھی تھے کنو رچی نے پوچھا تم کیا حکم لائے ہو۔

شخص - جناب آپ بہان سے تشریف لیجئے۔

لصاحب میں تیار ہوں چلے

کنو رچی یہ کمر اور اوٹھ کر اس کے ساتھ ہوئے۔

## بارہواں باب

ایک ہی زلیور

ایک بڑی قریب سربرائی تھی قلعہ خان کی سالگرہ کا جلسہ تھا ناچ رنگ شراب کباب عیش و عشرت اور کھیل تماشے اور دعوتیں اور خیرات دن بھر جاری رہی رات اس کو بھی زیادہ خوشی کی تھی آفتاب غروب ہوئی کا وقت ابھی گزرا تھا قلعہ روشنی سے جگمگا رہا تھا ہر گوشہ ہر کونہ افسروں سپاہیوں دربانوں فقیروں مسکینوں نقالوں اور نقلی

کر نیوالیوں اور ناپچھ والوں اور ناپچھ والیوں باز بکریوں میوہ فروشنوں پہول  
 والوں تبولیوں نانائیوں اور بہت سے پیشہ ورون سے بہرا ہوا تھا آپ جہ طرف  
 گذر رہے وہاں روشنی گانا بجانا گلاب اور کیوڑہ پان پہول شعبہ بازی اور کیسیان  
 ہی پائیگا اور یہی سب مجلسوں کے اندر ہی تھا۔ نواب صاحب کی حرم سرا میں بہ نسبت  
 اس کے شور و ہنگام کم تھا مگر فوشی ہر رنگ سے زیادہ تھی ہر کمرہ میں چاندی کے چراغوں اور  
 بنور کے گھاسوں کی دھیمی دھیمی روشنی تھی گلدستے تلخ پھول نے مسند اور مجلس کے  
 تمام آدمی پہولوں سے آراستہ تھے ہوا گلاب کی خوشبو سے بہار تھی نوجوان پیش  
 خدمتین جو سنہری زر افست کے یا نیلے زرد سیاہ یا نارنجی چین کے کپڑے پہنے اور اوپر  
 جاتی تھیں اور جگہ سنہری زیور روشنی پڑنے سے جھلکتے تھے انکی کچھ انتہائی تھیں انکی  
 نازنین سیکمیں اپنے اپنے کمرہ میں بیٹی پوری توجہ سے اپنے سنگدار میں مصروف تھیں  
 اس روز نواب صاحب عشر نگدہ میں ہر ایک کیساتھ جشن کرینگے وہاں ناچ رنگ ہوگا  
 اس رات ہر ایک کی آرزو پوری ہوگی کوئی ماہوش اپنے بہائی کو عمدہ دلائلی وچ  
 سے خوب اچھی طرح اپنے بالوں میں گنگی کر رہی تھی دوسری نے اپنی سیدیان بڑائی  
 آرزو میں اپنی ہونگر والی زلفیں عین سینہ پر ڈالی تھیں تیسری نے اس اسید میں کہ  
 اپنے نو زائیدہ بچے کیواسطے کچھ سامان حاصل کرے اپنی گردن گوری کرینگے لے یہاں  
 تک رگڑی کہ آخر خون نکلنے لگا ایک اور ماہوش زیورون کے ایک جوڑے حصد میں جو  
 نواب صاحب نے اپنی کسی محبوبہ کو عنایت فرمایا تھا آنکھوں میں کاہل لگا رہی تھی کسی  
 سیدی نے اپنی بیگم کو کپڑے پہنائے وقت بے احتیاطی سے اوسکی پشت وازیر کے نیچے  
 دبا لی اور اس دلربا نازنین نے اس کے کال پر پیاری ادا سے ایک طہا خور مارا اسی نازنین  
 کے بال جو بہت گھنے تھے بے ترس زمانے کے ہاتھوں گنگی کرتے وقت کچھ ٹوڑے سے  
 کچھے اونکو دیکھ کر رونا اثر میں کیا وہ آتھو بوسے رخساروں پر بہت گئے جھٹکے کنواں چو  
 میں اور مور میور میں اوس طرح ایک نازنین اپنا سنگدار رکھنے کے بعد کمرہ دوسری پہنچی  
 تھی اس رات کو ہر عورت کمرہ میں جا سکتی تھی قدرت نے اوس عورت کو اپنی شیرین



بد ذات نے کچھ تو فرصت نہونیکے باعث اور کچھ ہمارے غم کے کم ہونیکے غرض سے اتنی مدت تک ہمیں بچا دیا ہے اس سے پہلے ہی میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ آج ہماری آزادی تمام ہو جائیگی میں نہیں جانتی کہ ہر کپڑا مصیبت نازل ہوگی تاج رنگ کی محفل میں کیا قتل خان ہمیں بھول جائیگا۔

تلو تھا۔ اس سے زیادہ کونسی مصیبت ہم پر پڑ سکتی ہے۔  
 بھالائے سنجیدگی سے کہا تلو تمام یکبارگی کیون مایوس ہوئی ایمانی ہو جیتا ہمارا ہی جان باقی ہے اس وقت تک ہم اپنی عصمت کو محفوظ رکھیں اس پر تلو تانے کی اسے مان پر یہ سب کیون ہے ان زیور و نگہیں کو یہ میری آنکھوں میں کشتے ہیں بھالائے ہذا کر کیا پیش جب تک میرے سب زیور نہ دیکھ لو مجھے کچھ نہ کہو یہ مکر بھالائے اپنی فکر سے ایک تیر خنجر کھینچ لیا جسے وہ اپنے کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھی اس پر روشنی چوڑی تو بکلی مطلع ہو چکا تلو تانے چونک کر اور مضطرب ہو کر پوچھا یہ تمہیں کمان سے ہاتھ لگا رہا ہیں۔  
 یہ بھالا۔ اس نئی سیلی کو تم نے تمہیں دیکھا ہے جو کل محاصرے اندر آئی تھی۔  
 تلو تھا۔ ان میں نے دیکھا ہے۔ اشمی۔

بھالا سینے اشمی کی معرفت ابھی رام سوانجی سے منگوایا تھا۔  
 تلو قاتحہ ہو گئی اور اس کا دل کانپ اٹھا توڑی دیر کے بعد بھالائے پوچھا تم آج رات کو کپڑے نہ بد لو گی۔  
 تلو تھا۔ نہیں۔  
 بھالا۔ اور تاج رنگ کی محفل میں نہ جاؤ گی۔  
 تلو تھا۔ نہیں۔  
 بھالا۔ تو یہی تم اکیلی نہ رہنے پاؤ گی۔  
 تلو تارو نے لگی۔

بھالا۔ ذرا اپنے دل کو تسلی دو اور نہ تو تمہارے بہاگ جانیکا ذریعہ میرے ہاتھ آگیا ہے۔  
 تلو قاتحہ ہی شوق سے بھالا کی صورت دیکھنے لگی بھالائے عثمان خان کی دی ہوئی انگوٹھی

اسکے ہاتھ میں دی اور کہنے لگی اسکو اپنے پاس رکھو نالچ رنگ کی محفل میں بچانا آدھی رات کے ادھر وہ کسی طرح ختم نہو گی اسوقت تک پتھان کو اپنی طرف متغول رکھو گی اسے معلوم ہے کہ میں تمہاری سوتیلی ماں ہوں اور تمہارے ذہن کے کاہو کا دلچسپ نالچ گانا رہیگا میں اسے اس بیان سے روکتی رہو گی کہ تلوتا میرے سامنے نہیں آسکتی آدھی رات کے وقت تم ان دروہالی مجلس اس کے ہاتھ پر بازو باندھتے ہو کہ فی شخص اسی انگلی سے دوسری انگلی کی دکان کا ذرا ہی پس پیش نکارتا پس اس کے ساتھ چلی جانا تم جہاں کہو گی وہ تمہیں پہچاؤ لگا۔ اوس سے کہ ابھی رام سوامی کے پاس پہنچاؤ تلوتا متخیر نہی خواہ حیرت خواہ ہے انتہا خوشی کے سبب کچھ دیر تک اسکے منہ سے بات نہ نکلی آخر بولی یہ کیا یہ انگلی تمہیں کس نے دی۔

بھالا۔ یہ ایک بڑا قصہ ہے اسکو میں پھر کسی وقت تم سے بیان کر دو گی ابھی بس یہی کہ جو میں کہتی ہوں اس میں پس و پیش نہ کرنا۔  
تلوتا۔ اور تم کیا کر دو گی آخر ہاؤ تو سہی۔

بھالا۔ اسکی فکر نہ کریں اور نہ میرے نکل آؤ گی اور کل صبح تم سے آکر ملناؤ گی بھالا نے اس طرح تلوتا کو چپ کیا۔ تلوتا یہ نہ سمجھ سکی کہ میری رہائی دلو انیکے بھالا نے خود اپنی رہائی کا دروازہ بند کیا ہے بہت دنوں سے تلوتا کے چہرہ پر خوشی ظاہر نہ ہوئی تھی یہ خوشخبری سنکر وہ نہایت ہشامس نظر آنے لگی اسکو ہشامس دیکھ کر بھالا خوش ہو گئی اسکے بعد بھالا کہتی ہوئی آواز سے کہنے لگی تو اب میں جاتی ہوں تلوتا نے کچھ پس و پیش کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ میں جو بھولوگ ہیں اون سب کو تم جانتی ہو جانے سے پہلے مجھے اتنا بتائے جاؤ کہ ہمارے دوست اور جن لوگوں سے ہماری جان پہچان ہے وہ کہاں ہیں بھالا سمجھ گئی کہ اس سر پر آئی ہوئی نصیبت میں ہی جگت سنگ کی یاد تلوتا کے دل میں موجود ہے جگت سنگ کا وہ بڑا خدا بھالا پا چکی تھی جس میں جگت سنگ نے تلوتا کا نام ہی دیا تھا اس خط کا اس سے بیان کرنا اسکے دل کی نصیبت کو بڑھانا تھا جو حسرت کے بڑے ہماری بوجہ کے نیچے دبا ہوا تھا اسلئے اس



مضمون کس طرف کچھ بھی اشارہ کئے بغیر بالائے کہا جگت سنگھ قلعہ میں ہیں اور نصیرت سے  
ہیں تلو تلو چکی ہی رہی بالائے ایک بوسہ لیکر آنسو پونچھتی ہوئی مکرہ سزا باہر چلی گئی۔

## تیرہواں باب

انگوٹھی پیش کرنا

بالائے جا چکنے کے بعد تلو تلو اپنے مکرہ میں اکیلے بیٹھے بیٹھے پریشان فکر وں میں ڈوبا  
گئی اور اسکے ساتھ ہی خوشی کے خیالات بھی اسکے دل میں گزرنے لگے اس امر  
میں کہ اب شیطان کے پنجے سے جلد رہائی پائیگی ایک تدبیر باتہ آئی ہے اسکے  
خیالات کو ترقی دی بالائے اپنے جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے مجھے اپنی رہائی کی  
جو امید تھی وہ اب بالائے کی وجہ سے بے دردی و خیالات بار بار اسکے دل  
میں آتے اور اس کی خوشی کو ترقی دی اسکے بعد اس نے دل پر ہر کام و وجہ میں بالائے  
سے خوشی کو کس طرف قدم اور تلو تلو افسوس میرے باپ کا کوٹھاب کہاں ہے  
اس وقت اسکے رخساروں پر آنسو بہتے تھے جب اور سب باتوں کے تردد کم ہوئے  
تب ایک اور تردد نے اسکے دل کو اذیت دی کنور جی ہیں تو صحیح و سالم مگر کہاں  
ہیں؟ کیسے ہیں کیا وہ بھی مقید ہیں یہ خیال ہی ان کی آنسو میں آنسو بہا لایا  
مہیبت کے دن کنور جی میرے لئے مقید ہیں؟ میں اپنی جان ان کے قدم پر تصدق  
کر کے اس کا معاوضہ کر سکے قابل ہو گی؟ آہ میں ان کے لئے کیا کروں گی پھر اس نے خیال کیا  
وہ قید خانہ میں ہیں قید خانہ کیسا ہوتا ہے؟ وہاں کوئی نہیں جاسکتا ہے؟ اپنے  
قید خانہ میں بیٹھے وہ اس وقت کیا خیال کر رہے ہونگے ایسے کسی آدمی کو یاد کرنا  
ہونگے جیسے تلو تلو تھا؟ ان موجودہ مصیبت کا سبب میں ہی ہوں نہ؟ میں نہیں  
جانتی کہ وہ کن کن خراب ناموں سے مجھے یاد کرتے ہونگے پر دل دین لیتے لگی  
کیونکہ بھائی کے علاج اس بات کا خیال کر سکتی ہوں کیا وہ کچھ حال جانتے ہیں جو نام  
رکھیں گے مگر اس بات کا خوف ہے کہ وہ مجھے بھول گئے ہونگے اس سبب سے  
کہ میں ایک پٹھان کے محل میں ہوں مجھے اپنے دل سے دبا دیا ہوا کتا تو ماسکے

خیال نے آگے یوں تجاوز کیا نہیں نہیں وہ ایسا کیون خیل کرنے لگے میں بھی آخر  
 اس طرح قلعہ میں قید ہوں صلیح وہ ہیں پر وہ مجھے حقیر کیون جاننے لگے اگر وہ ایسا  
 کرنے لگے بھی تو میں ایسا نہ کرونگی میں اونکے قدموں پر گر کر یہ سب حال اون سے بیا  
 کرونگی کیا اونکی خاطر جمع نہوگی میں سب طرح سمجھاؤنگی تو ہو ہی جاہنگی اور اگر اونہوں  
 نے غانا تو میں اونہیں کے سامنے اپنی جان دیدی اگلے زمانہ میں آزمائش کے لئے لوگ  
 آگ میں کود پڑا کرتے تھے مگر ایسا اس کلجک میں ایسا نہیں ہے کچھ ہرج نہیں اگر  
 میں انکے سامنے آگ میں کود پڑونگی تو کیا ہوگا تلوتو تھائے اسکے بعد دل میں کہا  
 میں اونہیں کبتک دیکھونگی اونہیں کب رہائی نصیب ہوگی میری ہائی کی کون  
 تدبیر نکلی ہے یہ انگوٹھی کمان سے میری سوتیلی ماں کے ہاتھ ملی اس انگوٹھی سے  
 ان کو رہائی مل سیکگی اسکو اگر میں انوں کے پاس پہنچوں تب کیسا سچے باہر لجا بیگو  
 کون شخص ایک گا اسکے ذریعہ سے کوئی صورت نہیں نکل سکتی مگر اس بار سے میں اس  
 شخص سے کیونکر کونگی کیا کنور جی کو ایک فوہ اور دیکھ لینا بھی مجھے نصیب ہوگا پھر  
 دل میں کہنے لگی ہائے ایک فوہ وصل نصیب ہو چکی میں کیونکر درخواست کرونگی ان  
 کے سامنے میرا پتہ کیسے کہلایا کن الفاظ سے میں اس کجخت دل کی ہمدردی کوئی  
 تلوتو تھائے خیالات برابر بڑھتے پڑے جاتے تھے کہ ایک پیش خدمت کوہ میں آئی تلوتو تھائے  
 نے اوس سے پوچھا کیا بجائے اوس نے ہوا بدیا بارہ بجائے تلوتو تھائے اوس پیش خدمت  
 کے چلے جانکی منتظر رہی جس کام کے لئے آئی تھی اوسکو پورا کر کے چلی گئی تب تلوتو تھائے  
 انگوٹھی لی اور کوہ سے باہر نکلتے ہی خوف و دہشت کے ہاتھ بک گئی اسکے پاؤں  
 کا پٹنے لگے دل دہڑکنے لگا چہرہ متعجب ہو گیا ایک پاؤں آگے بڑھائی تھی اور دوسرا پیچھے  
 پڑنا تھا آخر رفتہ رفتہ دل کو بہت بند باندھا کہ وہ اندروالی مجلس اس کے پہانگ پر پہنچ گئی  
 مجلس کے آدمی خواجہ سرا حبشی غلام سب عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے تھے  
 تلوتو تھائے کو کسی نے نہیں دیکھا اور اگر کسی نے دیکھا تو بچا نہنے کی جستجو نہ کی مگر تلوتو تھائے  
 ہی معلوم ہوا کہ جیسے ہر ایک کو اسنے پہچان لیا بہر حال وہ اپنا دل مضبوط کر کے

پہاٹک پر پہنچی وہاں دربان لوگ بھونکشی کے باعث شرابین اوڑاے ہوئے تھے  
 وہ سب کے سب یا تو پڑے سو رہے تھے یا تھے تو بیدار مگر بیہوش و بے حواس تھے یا کچھ  
 ہوشیار اور کچھ بیہوش تھے تلوتا کو کیسے نہیں پہچانا فقط ایک شخص پہاٹک پر کھڑا ہوا  
 تھا وہ بھی دربانوں کی سی وردی پہنے تھا تلوتا کو دیکھا اسے کہانی بی نہیں کوئی انگوٹھی  
 ٹی ہے تو تھامے بھالائی دی ہوئی انگوٹھی اوسکے سامنے کر دی اوس شخص نے اچھی  
 طرح جیسے انگوٹھی کو دیکھا بھالایا اور اسید طرح کی ایک اور انگوٹھی جو اپنی اوٹھلی میں پہنے ہوئے  
 تھا اوسے دکھا کہ کہانی بی ڈر دست چلی آؤ۔ تلوتا گہرائی ہوئی اوسکے ساتھ چلی قلعہ  
 کے اور مقامات کے دربان بھی اندرونی محسرات کے دربانوں کی طرح بخود ہو رہے تھے  
 اور خاصہ اس سبب کہ اس رات قلعہ کے پہاٹک عام لوگوں کے لئے کئے ہوئے  
 تھے اندرون سے کیسے کچھ نہ کہا جو دربان تلوتا کو ساتھ لئے جاتا تھا وہ بہت سی  
 ڈیوڑھیان بہت سے کمرے اور بہت سے صحن طے کر کے قلعہ کے آخری پہاٹک پر پہنچا  
 وہاں جا کر پوچھا تم کہاں جاؤ گی تلوتا کو بھالائی نصیحت یاد نہ آئی اوسے پہلے کنویرجی یاد  
 آئے یہ جملہ کئے کیلئے آتش دل نے جوش مارا مجھے کنویرجی پاس لچلوان مگر اوس کی  
 پڑائی دشمن شرم سے روک دیا اور یہ الفاظ اوسکے حلق میں ٹک گئے دربان نے پھر  
 پوچھا میں آپ کو کہاں لچلوان تلوتا کچھ نہ کہہ سکی وہ بالکل آپے سے باہر تھی کچھ اسکی  
 سمجھ میں نہیں آیا کہ اسکا دل کیوں دھڑکنے لگا اسکھوں کے نیچے اندھیرا لگیا کالوں سے  
 کچھ سنائی نہ دیتا تھا اسے معلوم نہیں ہوا کہ کون لفظ منہ سے نکل گیا ایک بدھو اسی کی  
 آواز دربان کے کان میں آئی جس سے جگت سنگھ کا سا کوئی لفظ سمجھا جاتا تھا۔  
 دربان۔ جگت سنگھ تو اب قید خانہ میں ہیں وہاں کوئی نہیں جاتا مگر مجھے حکم ہوا ہے کہ  
 جہاں آپ جانا چاہیں وہاں پہنچا دوں آؤ بی۔ دربان پھر قاعدین داخل ہوا تلوتا جسے نہ نہ خبر  
 تھی کہ وہ کس چیز کے درپے ہے اور نہ معلوم تھا کہ کہاں جاتی ہے بلٹی اور اپنے رہ رہ گیا تھا  
 ہوئی وہ اس بے اختیار ہی سے جا رہی تھی جس طرح کتہہ تلی تار پر چلتی ہے اس شخص نے دیکھا  
 کہ قید خانہ کے محاذ قلعہ کے اور مقامات کے دربانوں کی طرح غافل نہیں ہیں یہاں لوگ

اپنے کام میں ہوشیار رہتے تلو تما کے ہمراہی تے دربان سے پوچھا کنور جی کہاں ہیں  
 قید خانہ کے محافظ نے اپنی اونٹنی سے اشارہ کیا دربان نے قیاطہ سے پوچھا کنور جی  
 صاحب جاگتے ہیں کہ آرام کرتے ہیں محافظ ہلکے میں گیا اور واپس آکر کہنے لگا مجھے  
 اونٹوں جو ابدریا جاگ رہے ہیں جو دربان انگوٹھی لایا تھا بولا مہربانی کر کے پہانک کہو کہ  
 یہ بی بی کنور جی پاس جائیگی محافظ نے مستوجب ہو کر کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیا تم کو معلوم  
 نہیں کہ یہاں اس امر کی اجازت نہیں ہے دربان نے اسے عثمان خان کی انگوٹھی  
 دکھائی وہ شخص تعظیم کے لئے جھکا اور پہانک کہول یا کنور جی ایک معمولی چارپائی پر بیٹھے  
 ہوئے تھے پہانک کشتی کی آواز شکر حیرت سے انٹوں نے دروازہ کی طرف دیکھا تلو تما  
 دروازہ کے پاس تک گئی مگر آگے نہ بڑھ سکی اسکے پانٹوں اپنا کام نہ دے سکے دروازہ  
 پکڑ کر وہیں کھڑی ہو گئی انگوٹھی لانیوالے جو ان نے تلو تما کو دیکھ کر کہا یہ کیا آپ ٹھٹک  
 کیوں رہیں باوجود اس کہنے کے یہی تلو تما سے قیام نہ بڑھایا گیا اسکے ہمراہی نے کہا اگر  
 آپ اندر جانا نہیں چاہتی ہیں تو لوٹ چلے بیان دیر لگا لیتا وقت نہیں ہے بلو تما پلٹنے  
 کو آمادہ ہوئی مگر ادھر ہی نہ جانکی کیا کہتے دربار میں بیقرار ہو رہے تھے اس وقت تلو تما اس دور  
 میں تھی اس وقت بنجود سی کے عالم میں تھو تما آئے قدم بڑا کر کمرہ میں داخل ہوئی یہ  
 ہی اسے کنور جی کو دیکھا پھر اس میں جس وحشت کی حقاقت نہ رہی دلو اور پڑتی اور  
 سر جھکا کر دروازہ کے پاس ٹھٹک رہی کنور جی پہلے تو تلو تما کو پہچان سکے کسی عورت  
 کو دیکھ کر وہ متعجب تھے اور یہ دیکھ کر ان کے پاس آئے عوض وہ دلو اور پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔  
 انہیں اور یہی حیرت ہوئی وہ اپنے بچوں نے سے اولمکر دروازہ کے قریب آئے وہاں آکر  
 دیکھا اور پہچان گئے تو بڑی دیر تک دونوں کی آنکھیں لڑتی رہیں آخر تلو تما کی آنکھ  
 نیچے زمین کی طرف جھک گئی اور اس کا جسم آگے کو کچھ جھکا گیا کنور جی کے قدم چومنا  
 چاہتی تھی کنور جی کی سیدر پیچھے ہٹ گئے اور ویسے ہی تلو تما جس وحشت اور کسی  
 جادو سے بند ہے ہوئے شخص کی طرح بت بٹکر کھڑی ہو گئی اس کا دل جو اب تک ایک  
 کھڑی پشتر کنول کے پھول کی طرح شگفتہ تھا ایک بیک مر گیا کنور جی نے کہا نہ ہرگز

کی بیٹی، تلو تو کو ایسا معلوم ہوا جیسے ایک چری اسکے کلیجہ میں او تر گئی رند ہرنگ  
کی بیٹی اب یہ اکثر خطاب دیا جاتا ہے کیا جنت سنگ تلو تو کا نام بالکل بھول گیا توڑی  
ریر تک دونوں خاموش رہے آخر کنوڑی نے پوچھا یہاں کیوں آئی ہو یہ بھی کوئی  
سوال ہے تلو تو کا سر پیرنے لگا چاروں طرف بچو نا چراغ دیوار میں سب چیزیں  
چمک رہی تھیں لیکن اسنے اپنا سر جھکا کر دیوار پر کندیا توڑی ویر تک کنوڑی جواب کے  
منتظر کھڑے رہے مگر جواب کون دے آخر جواب بنا کر انہوں نے کہا تم بہت مصیبت  
اور تار بھری جواب بدلت جاؤ اور اگلی بائیں پہلا دو تلو تو کے دل سے اب تمام شے  
میرے گئے تھے آخر کار صبح کوئی پتا درخت سے ٹوٹ کر گر پڑا ہے اسطرح وہ  
خوش کنوڑی زمین پر گر پڑی۔

## چودھوان باب

### غش

سنگ نے جب تک کر دیکھا تو تلو تو بالکل بیہوش تھی اپنے دامن سے اسکو ہوا  
نہ نہ اسکو سپر ہی ہوش وحواس کی کوئی علامت نہ دیکھ کر اسنے دربان کو پکارا  
تلو تو کا راتہ والا دربان آیا۔

کنوڑی چلی۔ اس عورت کو ایک ایک غش لگ گیا اسکے ساتھ کون آیا ہے اس سے  
کہو اگر دیکھو۔

دربان - میں ہی اکیلا آیا ہوں

کنوڑی - تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟

دربان - جی ہاں اور کوئی نہیں۔

کنوڑی نے جواب کیا کیا جانتے؟ تلو تو کی کسی فادہ کو اظہار کیے بغیر وہ شخص جو تلو تو کا  
کنوڑی نے پکار کر اسے بلایا اور کہا ایسا آکر تمہیں سے ملنا کر کہہ دو یہاں شوہر

ہو چاہی اور اس عورت کے بھینس رخصت ہو کر کنوڑی کے پاس آئے

دربان - یہ بہت ٹھیک ہے اور تمہارا شوہر قید خانہ میں آسکے کیون اسنے دیکھ گئے

میں بیان اور کسی کے لائیک جرات نہ کرونگا۔  
کنورجی رتو میں کیا کرونگا اب صرف ایک ذریعہ ہے یہ خبر جلدی سے کسی  
سیلی کی معرفت شادی پاس پہنچا دو۔

دربان کنورجی کی بتائی ہوئی تدبیر پر عمل کر نیکو فورا روانہ ہوا جب تک تلو تو تھا یہ  
یہ حالت طاری رہی اسوقت تک کنورجی اوسکی دیکھ بہال رکھنے لگے۔  
اسوقت کنورجی کے دل میں کیا کیا باتیں تھیں کون بتا سکتا ہے اوئی انگوٹوں  
سے کوئی آئینہ نکالا اسکو بھی کون بتا سکتا ہے کنورجی اس قید خانہ میں تلو  
کیساتھ تہمارہ رہتے تھے باعث نہایت گہرا گئے اگر عایشہ کو خبر نہ پہنچتی اور اگر  
وہی کچھ تدبیر نہ نکالتی تو کیا ہوتا رفتہ رفتہ تلو تماہوش میں آئے لگی ویسے ہی  
کنورجی نے کلمے ہوئے دروازہ سے دیکھا کہ دو عورتیں (جنہیں سے ایک کے  
چہرہ پر نقاب ہے) دربان کیساتھ آرہی ہیں نقابدار حسینہ کی پیاری وضع اندر  
شہر محشر پر ہا کر نیوالی چال اور خوبصورت گردن دورہ ہی سے دیکھ کر کنورجی کچھ  
گئے کہ اپنی سیلی کیساتھ خود عایشہ آرہی ہے۔ تم اور ایسا سہلہ مہہ اچھے امید کر رہے  
ساتھ لے آتی ہے جب عایشہ اور اوسکی سیلی دربان کیساتھ پانچس پر پہنچیں  
پہرچو اے نے نگاہیں لائیہ اے شخص سے پوچھا کیا انکو بھی جاسنے دون۔  
دربان۔ اسکا متین اختیار ہے میں نہیں کہہ سکتا۔

عایشہ نے نقاب نہ کا کر پہرچو اے مجھے جانید اگر تم پر کوئی الزام آئے تو مجھ پر چڑو  
ہن سمجھ لوں گی۔ عایشہ کو دیکھ کر پہرچو الا حیرت میں پڑ گیا اسنے سر جھکا دیا اور ہاتھ جوڑ کر  
عرض کیا حضور عالم اپنے اس ذلیل خادم کی خطا معاف فرما کیے کسی جگہ آپ کی  
ممانعت نہیں عایشہ قید خانہ میں داخل ہوئی وہ اسوقت مسکرا رہی تھی  
مگر خلقی طور پر اسکا چہرہ ایسا ہنس مکھ واقع ہوا تھا کہ معلوم ہوتا تھا گویا مسکرا رہی  
ہے کیسا ایک حسن قید خانہ کی تاریکی میں اسوقت ظاہر ہوا وہ اب قید خانہ نہ تھا  
عایشہ نے کنورجی کو سلام کر کے کہا کیا کام ہے۔ کنورجی کیا جواب دیتے انہوں نے

زمین پر پڑی ہوئی تلوتا کی طرف فقط اونگلی سے اشارہ کر دیا عایشہ نے تلوتا کی طرف دیکھ کر  
 پوچھا یہ کیوں ہے کنور جی نے بید کی سیساتہ جو اب بارہندہ ہرننگ کی پٹی سے عایشہ نے تلوتا  
 کو اپنی گود میں اٹھالیا عایشہ کے مقام پر کوئی اور صورت ہوئی تو ذرا سوچتی بچتی پس و  
 پیش کرتی مگر عایشہ نے خوراً تلوتا کو اپنی گود میں اٹھالیا عایشہ نے جو کام کیا پیدار ہی معلوم  
 ہوا وہ ہر کام نہایت خوبی اور سلوکی سے کرتی یہ اسنے تلوتا کو اپنی گود میں لیا  
 کنور جی اور اسکی سہیلی دونوں نے دل میں کہا کیا حسن و جمال ہے عایشہ اپنے ساتھ  
 گلاب پاش اور شربت کا کنڈیا اپنی سہیلی کے ہاتھوں لائی تھی اب وہ ان چیزوں سے  
 اوتیکے ہوش میں لائیکے طرف مشغول ہوئی سہیلی ہنگہ بٹکتی تھی تلوتا جو اپنے شوخ  
 حواس میں پہلے ہی سے آئے گئی تھی اب عایشہ کی کوششوں سے بالکل اوجھل ہو گئی  
 اور وہ بیٹھی اسنے چاروں طرف دیکھا اور جو کچھ نظر آتا ہے یاد کیا اسنے فوراً کمرہ سرنگل  
 جانے کا قصد کیا مگر ایک آنسو دیدار ایش بدن دہان بان تہا دوسرے اس رات کو جو  
 اضطراب اسنے دل پر گزرا تھا اس سبب سے وہ نہ جاسکی جو کچھ ہو چکا تھا اسے یاد  
 کر کے سر پہ بے لگا اور بیٹھ گئی عایشہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا میں تم پچھن کیوں ہوا ہی  
 تم بیت ناتوان ہو رہی ہو میرے مکان میں چلا کر سنا لو یہ جہان تم جاؤ گی تمہیں  
 تلوتا نے کچھ جواب نہ دیا عایشہ دربان سے سب حال سن چکی یہ خیال کر کے تلوتا  
 میری جانب سے بدگمان ہو گئی کہنے لگی تم مجھے غیر معتبر کیوں جانتے ہوں تو حقیقت  
 میں تمہارے دشمن کی پتی مگر اس کی وجہ سے یہ خیال نہ کرو کہ میں تمہارے اعتبار کے  
 قابل نہیں مجھ پر کسی بات کے ظاہر ہو جانے سے خون نگر و رات کے تمام ہونے سے پہلے  
 ہی میں کسی سہیلہ کو ساتھ جہان چاہو گی وہاں تمہیں پیچھے رہنے کی سہیلہ کچھ معلوم ہی ہوگا  
 یہ بات اسی معاملات سے کہی گئی تھی کہ عایشہ کی عاف دلی پر تلوتا کچھ شک نہ لاسکی مگر نہ  
 تو وہ چلنے کے قابل تھی نہ جگت سڑک کے پاس رہ سکتی تھی آخر کار جانے پڑا رضی ہو گئی  
 عایشہ بولی تم چل نہ سکو گے اس سہیلی پر سناؤ اور یہاں تک کہ اس سہیلی کے ساتھ یہ سہارہ لویا  
 اور آہستہ آہستہ چلتی عایشہ ہی کنور جی سے رخصت نہوالی تھی کہ کنور جی اسکی طرف دیکھ کر

لگے جس سے معلوم ہوا کہ وہ کچھ کما چاہتے ہیں عارضہ اس مطلب کو سمجھ گئی اور سہیلی سے کہا او نکو میری خواہگاہ میں پہنچا دو اور پہر مجھے آکر لیاؤ و بھرت تلو تاکہ کیا تہہ روانہ ہوں جاگت سنگ نے ایک گھنٹی آہ بہر کر اپنے دل میں کہا ہمیشہ کے لئے رخصت! جب تک تلو تما نظر آتی تھی اسکی نگاہ اوسسی پر لگی رہی تلو تما ہی اپنے دل میں کہنے لگی ہمیشہ کے لئے رخصت! جب تک جاگت سنگ نظر آتا تھا اور وقت تک اسنے پہر کر نہیں دیکھا تھا کہ اب جب تک کنوڑجی کا سامنا تھا۔

## پندرہواں باب افشا

جب تلو تما اور سہیلی و نون چلی گئیں عارضہ لگے بڑھی اور پناہ پائی پر سہیلی کی طرف بٹنے کی اور کوئی چیز نہ تھی جاگت سنگ اور کچھ اہوار عارضہ سنے اپنی چوڑی سے ایک کتاب کا پھول نکالا اور اسکی پنکڑ بیان نوچنے لگی اور کما کنوڑجی آپکی صورت سے ابرا معلوم ہوا جیسا کہ آپ مجھے کچھ کہنے کو ہیں۔ اگر میں آپکی کوئی خدمت کر سکوں تو جہاں ازراہ عنایت اپنے دل کی بات بیان کرنے میں پس پیش نہ کیجئے آپکی خدمت کرنے میں مجھے حقیقت میں خوشی ہوگی۔

کنوڑجی رشتہ ازدی اب مجھے کوئی چیز فائدہ نہیں دیکھتی نہ حضور۔ یہ اس سبب سے نہیں شاہ جوینے آپکی ملازمت کا انتظار کیا جو کچھ میں کہوں گا وہ یہ ہے جس انصاف نے مجھے اس حالت پر پہنچایا اسکی وجہ سے میں آپ کے پہر دیکھنے کی سراپا شوق آرزو نہیں کر سکتا شاید ہم بیان ایک دوسرے کو آخری وقت دیکھ رہے ہیں ہاں بے جھجھکاہ انتہا سے زیادہ میں آپ کا ممنون ہوں او سکو الفاظ کیونکہ ظاہر کر سکتے ہیں اپنی ہی محبت کا خیال کر کے مجھے اس بات کے امید کرنیکی کہ نگاہ تلو تما ہو سکتی ہے کہ کہیں اس اساتذہ کی کاہل کروٹ کا ٹیکہ نہ لڑا آپ کھانا تہہ پانی کر تھی پہر قوت آج تہہ الراجہ سے دن کہیں پہنچا رہے ہوں تو ازراہ عنایت اپنے دل کا مقصد دیانت کر میں آپ تامل نہ کیجئے جس طرح کوئی جن اپنے بھائی سے عاف سات آرزو میں بیان کر دیتی ہے جاگت سنگ



اور ایسی بیٹائی جیسی با اسیدی کی تھی کہ عایشہ کے دل پر اثر کر گئی۔

عایشہ - جناب آپ مایوس نہ ہو جائے آپ کی بڑائی ان کل جاتی رہیگی۔

جگت سنگھ - میں مایوس نہیں ہوں مگر اس زندگی میں کس بات کی امید میرے لئے باقی رہ گئی ہے اب مجھے صرف یہ آرزو ہے کہ اس زندگی کو چھوڑ دوں اور یہ نہ باقی رہے۔ مگر یہ میں نہیں چاہتا کہ اسے قید خانہ میں چھوڑ دوں کنور جی کی چیرتا کہ آواز عایشہ کے دل پر پہنچی کنور جی کا حال ظاہر ہونے پر وہ نہایت متحیر ہوئی شہزادی پر ہر ایک محویت کا عالم طاری ہوا ایک بالفت عورت کی طرح عورتوں کی ایسی خبر گذر محویت کیساتھ اس نے کنور جی کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے منہ کی طرف دیکھ کر ہوا

اوتھی لا بگت سنگھ اور تھوڑی دیر تک ٹھہری رہی اس نے کنور جی کی طرف جگت کے لفظ سے خطاب کیا تھا۔ عایشہ نے پرکشا شروع کیا جگت سنگھ آپ اپنے دل پر کیوں کاغذ اوٹھاتے ہیں مجھے غیر نہ کہجئے آپ اجازت دیجئے تو میں پوچھوں رند ہر سنگ کی بیٹی و کنور جی نے بات کا ٹکڑا۔ میں آپ سے رگم کی التجا کرتا ہوں وہ خواب تھا کہ ہوگا تھوڑی دیر تک دونوں خاموش رہے اور دونوں کے ہاتھ اس طرح آپس میں ملے رہے عایشہ نے ہاتھوں پر اپنا سر جھکا دیا یکایک کنور جی چونک پڑے کیونکہ آنسو کا ایک گرم قطرہ ان کے ہاتھ پر گر اکنور جی نے اپنا سر جھکا کر عایشہ کے پیارے چہرہ پر غور کیا اور دیکھا کہ آنسو پر ہر ایک کے رخسار و ہر ٹپک رہے تھے کنور جی متحیر ہوئے اور چلا کر کہا، خدا کیواسے اسے عایشہ پر کیا ہے تم کیوں رو رہی ہو بغیر کچھ جواب دئے عایشہ نے ایک پیاری اداس کنور جی کا ہاتھ پھینچا اور اپنی برابر چار پائی پر بٹھالیا جب کنور جی بیٹھ گئے اس نے پھر ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اس کنور جی کہی میرے خیال میں نہ تھا کہ اس حال میں آپ سے رخصت ہوئی کہ آئیگو اس نہایت ہی جگہ کہ ازسی کی حالت میں قید خانہ کے اندر چھوڑ جائیگا صدمہ شے ہرگز نہ اوشایا جائیگا۔ میں منتوں سے عرض کرتی ہوں کہ میرے ساتھ آئے میں اپنے اصل وطن سے آپ کو ایک ٹھوڑا دوئی آپ آج ہی رات کو اپنے باپ کے پرگو کی طرف بھاگ جائیے۔ خدا کی رحمت کا فرشتہ سپر رحمت نازل کر نیکی

لئے خود سامنے آگیا۔ کنور جی پر کبھی ایسی ہیبت طاری نہیں ہوتی تھی۔ انتہائے تعجب کے باعث اونکے منہ سے بات نہ نکلتی تھی عایشہ نے اصرار کیا جلد سنگہ کنور جی آئیے آئیے کنور جی نے کچھ تامل کر کے کہ عایشہ تم اسکو مار کر دو گی۔

عایشہ - ان اس وقت۔

کنور جی - بے اپنے باپ کو خبر کئے ہوئے۔

عایشہ - کچھ پرواہ نہیں یہ حال میں اون پر حیب ظاہر کرونگی جس وقت آپ انکی حد سے نکل جائیگا۔

کنور جی - مگر دیان مجھکو کیونکر جانے دیگے۔

عایشہ - یہ طلسم اون کو راضی کر دلیگا یہ مکر اس سے اپنا جواہرات کا ہار اتار اور کنور جی کے سامنے رکھ دیا۔

کنور جی - جس وقت یہ امر ظاہر ہوگا تو آپکو اپنے باپ کے ہاتھ سے صدمہ پہنچے گا۔ عایشہ - کچھ ایسا خوف نہیں ہے۔

کنور جی - نہیں عایشہ میں ہرگز بخاؤنگا عایشہ بھولے پن سے اسکی طرف دیکھنے لگی اور غمگین ہو کر پوچھا ہے کیوں کنور جی میں اپنی جان کے بچنے کی بہ نسبت کسی اور معاملہ میں آپ کا احسان نہ نہیں ہوں اور میں کوئی ایسا کام ہو گزرتا کرونگا جس سے آپکو اذیت پہنچے عایشہ نے رکتی ہوئی آواز سے کہا تو اب بھی انکار ہی کئے جائیگا کنور جی - اب مہربانی کر کے آپ اکیلی ہی چلی جائیگا۔

عایشہ پھر چپ ہوئی اسنے آتسوؤن کے روکنے کی بہت کوشش کی مگر کوئی کار نہ ہوئی اور پہرہ نکلے۔

کنور جی گہرا کر چلائے عایشہ عایشہ - اسے ناز نہیں تم کیون روتی ہو عایشہ خاموش تھی کنور جی نے پھر کتنا شرم کیا عایشہ میں متیقن کر کے کہتا ہوں اگر آپ اس چمکے چمکے روتے کا سبب بیان کر سکتی ہوں تو بیان کر دیجئے میں اسکے دامن کر سکتا ہوں اپنی جان تک ادا کرونگا میں یہ تو یقیناً نہیں ہوتا اختیار کر لیا اسکی وجہ سے عایشہ کی

آنکھوں سے آنسو جاری نہیں ہو سکے کیا آپ کے والد کے قید خانہ میں قیدی نہیں  
پڑے ہیں بغیر کچھ جو ابد سے عالتشہ نے آنسو پوچھے کچھ تامل کے بعد وہ کہنے لگی  
کنو راجی اب میں نہ روؤں گی۔ کنو راجی کچھ جواب نہ پائے سبب سے نہایت غمگین ہو  
رہے تھے دونوں نے چپ ہو کر سر جھکا لیا اور کسی تیسرے شخص کی پرہائیں قید خانہ  
کی دیوار پر پڑی جسکو اون لوگوں نے نہیں دیکھا جو کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے وہ آیا  
اور اون کے پاس کھڑا ہوا لیا تو زبردی لے لے کر کچھ چاباق تصور پر نہ رہ کر ہنس پر اسنے  
ایک غصہ کی کانپتی ہوئی آواز سے کہا۔ شہزادی یہ سزا کے قابل بات ہے۔  
دونوں نے سروٹا کر دیکھا تو عثمان خان تھا۔

عثمان خان یہ تمام حوالہ اپنے ہمراہی، انگوٹھی لانے والے شخص سے سن چکا تھا اور  
یہاں عالتشہ کی تلاش میں آیا تھا عثمان خان کی صورت دیکھ کر کنو راجی عالتشہ کی نسبت  
نہایت متدد ہوئے کہ عثمان خان یا قتل و خان کے سامنے اسکی بیعتی ہوگی اور وہ  
لعنت طاعت کرینگے اور عثمان خان نے جس آواز سے طلحہ زنی کر رہی تھی اس پر  
اور یہی صاف طور پر ظاہر ہوا کہ اسکا بہت زیادہ احتمال ہے عالتشہ اس طعنہ  
کا مطلب فوراً سمجھ گئی ایک گٹھری بہر کے لئے اسکا خوبصورت چہرہ سبز ہو  
اسکے سوا اسکے چہرہ سے بے صبری کی اور کوئی علامت نہیں ظاہر ہوتی تھی  
اسنے سنجیدگی کیساتھ پوچھا عثمان خان کون بات سزا کے قابل ہے اوس شہزادی کو  
حق میں سزا کے قابل ہے جو رات کی وقت ایک قیدی کے پاس ہے ہاں یہ بات بھی  
اوس شہزادی کے حق میں سزا کے قابل ہے کہ وہ قانون کی بالکل توہین کر کے  
قید خانہ میں آئی یہ ایک ایسا جملہ تھا کہ عالتشہ کی بے دلخ صحت نہیں برداشت  
کر سکی اوسنے عثمان خان کے چہرہ پر اپنی آنکھیں گڑوڑیں اور ایک ایسی تیزی کو  
لے لے کر جسکا کبھی سنا عثمان خان کو بالکل یاد نہ تھا کہا۔ تجھے اتنی سزا ہے کہ ایسے نازک  
وقت میں قید خانہ میں ایک بی بی آؤں یہ میری مرضی پر ہے کہ قیدی سے بات چیت  
کروں میرے پھال چلن کے اچھے یا بُرے کا فیصلہ کر دو اسے تم نہیں ہو۔ عالتشہ

اسی لمحہ میں جو ابدیابا جان جب پوچھیں گے اور تمہیں جواب دے لوں گی اس معاملہ میں تمہارے پریشان ہونے کی کچھ ضرورت نہیں۔ عثمان خان متعجب ہو گیا تھا اب اسے اور یہی غصہ تھا کہنے لگا۔ نواب صاحب کے سامنے کل صبح کو دیکھنا عثمان خان نے اسی طعنے بہری آواز میں کہا اور جو میں پوچھوں تو کیا ہرج ہے۔ عایشہ پورے دھڑ سے چونک پڑی اور عثمان خان کی طرف اپنی نظر گڑوے رہی اسکی بڑی بڑی انگلیں اور زیادہ ہو گئیں اسکا سوسن کا الیسا چہرہ اور زیادہ شگفتہ ہو گیا اسکا کمر کا لے کا لے بالوں کی لٹوں کے ساتھ ایک جانب کچھ جھک گیا اسکا سینہ اوٹھتے ہوئے جوش سے اور اوپر آیا صطح کالی کیساتھ موجیں کیل رہی بہن صاف تلوار پر غصہ کی آواز میں کہنے لگی عثمان خان جو تم پوچھتے ہو تو میں کہہ سکتی ہوں کہ یہ قیدی جو ہمارے سامنے ہے میرے دل کا مالک ہے اس گٹری جیسے بادل گرج گیا نہ تو راجپوت نہ پٹان کوئی اس سے زیادہ کسی نہ چونکا تھا۔ کنور جی کو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے اونکی دل کی تاریکی کو کسی نے روشن کر دیا وہ عایشہ کے چمکے پتکے رونیکا سبب اور مطلب اب سمجھے عثمان خان اس سے پہلے ہی کہہ قدر سمجھ گیا تھا اور اسی لئے اس نے عایشہ کو ایسی راہ سے روکا تھا مگر یہ بات کہ بالکل اس کے سامنے اپنے عشق کا اقرار کر لی اس کے خیال میں ہی نہیں گذر رہا تھا عثمان خان خاموش تھا عایشہ نے آگے کہنا شروع کیا۔

سنو عثمان خان یہ قیدی میرے دل کا مالک ہے جب تک اس بدن کے گرم کرنے کیلئے ذرا سی ہی جان باقی ہے اسوقت اس میں جگہ پائے گی اس شخص کے سوا اور کوئی نہیں امید کر سکتا اگر یہی ہوا کہ کل قتل گاہ کی زمین پر اسکا خون بسایا گیا۔ اس مقام پر وہ کانپ اٹھی تو ضرور بالضرورت مجھے دیکھو گے کہ اسکی پیاری صورت اپنے دل میں محفوظ رکھوں گی اور ہمیشہ روزمرہ اسکی پرستش کرتی رہوں گی۔ اگر یہ گٹری ایسی ہی مقدس کی گئی۔ یہ کہ ہم ایک دوسرے کو چھٹی دفع دیکھیں اگر یہ کل چھوڑ دیا جائے اور سیکڑوں بیچوں کے بھرمٹ میں ہو تو کہنا عایشہ کے نام پر پڑا

ہو اور اسکو ضرب المثل کر دینا تو یہی ہمیشہ اسی کی ہو کر رہو گی۔ اور اسی کی محبت  
 کا نقش اپنے دل میں رکھو گی۔ تم جانتے ہو میں بیان تمہاری مین اس سے  
 کیا کہ رہی تھی وہ میں کہہ رہی تھی کہ میں دربانوں کو میٹھی میٹھی باتوں سے یا انعام سے  
 بہلاؤ گی اپنے اضطبل سے ایک ٹوٹا کسو ادو گی اور ان سے خوشامد کیسا تمہارا  
 کرتی تھی کہ اپنے باپ کے پڑاؤ میں بہاگ جاؤ میں۔ قیدی نے بہاگنے سے خود بھی انکار  
 کیا اور نہ اسکا نقش قدم ہی تم اسوقت نہ پاتے یہ کھراو سننے اپنے آنسو پونچھو اور  
 تھوڑی دیر توقف کیا اور پھر آواز بد لکر کہنا شروع کیا مگر عثمان خان نے تم سے جو کچھ  
 کہا ہے میں منتیں کر کے کہتی ہوں کہ مجھے معاف کرو۔ ہم ایک دوسرے کی محبت  
 اپنے دل میں رکھیں۔ اور میرے چال چلن سے ایسا ظاہر ہوتا ہے جسے میں  
 بہت بڑی بے مہری کو پسند کرتی ہوں مگر تم نے میری عصمت پر بہ لگائی کی اور گناہ  
 چاہے جتنے ہوں مگر بے قصمتی عالیشان میں نہیں ہے۔ عالیشان جو کرتی ہے اسکا دینا  
 ہر کے سامنے اقرار کر سکتی ہے۔ یہ اپنے پیشہ شمار سے سامنے اقرار کر لیا ہے اگر ضرورت  
 پڑے تو کل میں اپنے باپ کے سامنے ہی اسکا اقرار کر لو گی اسکے بعد جلت منگونی  
 طرف پلٹ کر آؤ سنئے کہا۔ کنور جی آپ ہی مجھے معاف کیجئے اگر عثمان خان اس تم  
 کے ظاہر کر دینے پر جیسے میرے بھیجے کے تھے کہ کر دئے ہیں مجھے عبور نہ کر دیتا یہ  
 بات آپ کے کانوں تک کہی نہ پہنچی۔ کنور جی چپ چاپ کھڑے رہے اور ان  
 کا دل نہایت اضطراب کے باعث جل رہا تھا عثمان خان ہی چپ تھا عالیشان پر کہنے  
 لگی عثمان خان میں پھر کہتی ہوں اگر مجھے تنہا رنج دیا ہو تو تم مجھے معاف کرو میں  
 ہمیشہ تمہاری محبت کر نیوالی ہوں کیلئے رہو گی تم میری محبت کو اپنے دل سے کم  
 نہ کرنا دیکھو کم نہو۔ جیسا میری بڑی قسم ہے کیا ہے میں ویسا ہی اس سمندر میں  
 غوطے لگاتی رہو گی دیکھو اپنے ہائیڈروں کی ایسی قیمت کو ضائع کر کے مجھے رنج نہ  
 دیتا یہ کھروہ تاز میں مستحق اپنی پہلی کے رہاؤں ہو نیکا انتظار کے بغیر جیت کر باہر  
 نکل گئی۔ عثمان خان اس شخص کی طرح جو پہلے ہوش و حواس کو چکا ہو کچھ دیر تک

چپ چاپ رہا اور اسکے بعد گھر واپس گیا۔

## سولہواں باب

”حضور آپ کی نوٹھی آپ کو قہر ہوئی“

اس رات قلو خان کی حرم سرا میں تاج تہا فہرہ شاہان مغلیہ خاندان کی طرح اپنی سالگرہ کی تقریب کی خوشی اور حسن کو اسنے گل اہل دربار پر عام نہیں کر دیا اسکی طبیعت میں نہایت ہی خود غرضی تھی اور ہمیشہ اپنے نفس کی خواہش پوری کرنا چاہتا اس رات وہ اپنی معشوقہ عورتوں کے جبرمٹ میں تھا اور ان کیساتھ ہنسنے بولنے اور خوشی منانے میں مشغول تھا اسکی معشوقوں کے سوا وہ ان کوئی ناچنے والی لڑکی تھی نہ کوئی تماشا دیکھنے والا تھا۔ خواجہ سراؤں کے سوا وہ ان کوئی جاہلی نہیں سکتا تھا۔ اسکی بعض معشوقہ عورتیں ناچتی تھیں اور بعض گاتی تھیں اور بعض سر لاتی تھیں باقی قلو خان کے گرد بیٹھی سن رہی تھیں دل کو جو جو چیزیں اچھی معلوم ہوتی تھیں ان میں سے کسی چیز کی کمی نہ تھی مگر وہ میں داخل ہوئے اور خوشگوار ٹنڈک جو برابر چڑھ کر کے جانے لگوں سے پیدا ہوتی تھی تمہارے بدن پر غالب آگئی۔ چاندی۔ ہاتھی۔ راست۔ پلور کے۔ بڑے ہاتھ ظروف کی آب و تاب۔ کے تمہاری آنکھیں چونکنا لگیں یہ ان کی کوئی اور چیز تھی یہاں ان کی نظر نہ تھی۔ یہ ہو سکتے وہ ان کی دیکھنے سے اسے اسطرح ہلکا کر دیتے تھے کہ بعض ہوشیاروں کے بال بولو سے آرام سے سوئے ہونے کی کوئی گواہی پر تھکے نظر آنے سے بعض پہونہ لگی ہانکیاں لگے ہوئے تھیں بعض مریا پہونے سے نڈی ہوئی تھیں بعض ایک دوسرے کی طرح گلدے سے اوپر ہال رہی تھی پہونے کی خوشبو اور خوشبو دہانہ ونا خوشبو پیار ہی تو یہاں ساقان کے سینے کی خوشبو ہر طرف ملک رہی تھی۔ وہاں خوشبو کی کثرت سے بیمار تھی۔ ہمارے ان اور فانیوں کی آب و تاب پہونے کی آب و تاب۔ پلوروں کی آب و تاب۔ اور نازنین عورتیں جو ہم اپنی آنکھوں سے دوردیدہ نگاہی کر رہی تھیں ان کی دوردیدہ نگاہی کی آن بان ہر طرف نظر آن تھی یہیں اور

سازون کے نغمے عورتوں کی صاف اور شیریں باتوں کیساتھ ملے ہوئے ہوا میں گونج رہے تھے اور ان نغموں کے پیچ پیچ میں کسی ناچنے والی لڑکی کا گنگھروں کی آواز جادو کر کے دل کو پھین لیتی تھی ادھر دیکھو۔ اے نازنین یہ عورت کیسی تلخ رہی تھی۔ جب موجیں بڑھ جاتی ہیں اس وقت کنول کے پھول کے ایسے سینے والا راج ہنس ہی یونہی ناچتا ہے بہت بکاش صورتیں چاروں طرف حلقہ باندھے دیکھ رہی ہیں اس طرف دیکھو جہاں وہ نازنین نیلی پوشاک پہنے بیٹی ہے اسکے کپڑے سونیکے ستاروں سے جھلک رہے ہیں۔ کیسی بڑی بڑی آنکھیں ہیں! انہیں آسمان کی کیا نازک نیلگوئی ہے اسکی دزدیدہ نگاہ کو وقت کیسی بجلی گونج جاتی ہے۔ اوس دوسری۔ لٹا کو دیکھو جو مانگ کے پاس مانتے پر جواہرات کا ٹیکہ لگائے ہے دیکھتے ہو اسکا کیسا پیارا مانتا ہے؛ روشن جوڑا صاف کیا۔ جنت کی عورتیں ایسی ہی ہونگی۔ لو اس پیاری سانولی لڑکی کو دیکھو جو پھولوں سے لدی ہوئی ہے۔ دیکھتے ہو اسکی پھول کی ایسی پوشاک اس کے بدن پر کیا بہتی ہے۔ گویا پھول اس نازنین ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اس لڑکی کو دیکھو جسکے ہونٹ لال لال ہیں مگر اس وقت کچھ یونہی سے افسردہ ہو رہے ہیں دیکھو اسکے بدن کا چمکتا ہوا رنگ کراچ پوشاک سے پونٹ پونٹ کر نکل رہا کر بے ابر آسمان پر ماہ کامل ہی ایسا ہی نظر آتا ہے۔ اس پر پوش کو دیکھو کی گردن ہنس کی ایسی ہے وہ ہنس ہنکر باتیں کرتی ہے دیکھو اسکے جھکے کیسے جھول رہے ہیں! میری دربارا اے پیارے سر اور خوبصورت بالوں والی نازنین تم کون ہو تم نے اپنی زلف پہچان کو سینہ پر کیوں چوڑ دیا ہے کیا تم یہ دکھا رہی ہو کہ کنول کے پھول کے گرد سانپ کیوں لپٹا ہے۔ اور اے نازنین تم کون ہو جو قتل خان کے پہلو میں بیٹی چاندی کے جام میں می گلگون اونٹیل رہی ہو تم کون ہو کہ تمہارے چلتے ہوئے کامل حسن و جمال کو قتل خان برابر شوق کی نگاہیں ڈال رہا ہے۔ تم کون ہو کہ اپنی دزدیدہ نگاہوں کی بخیل نشاندہ





حلقہ باند ہے بیٹی تین۔ قہقہے لگا کر اونٹ کٹری ہوئیں اور بہاگین ناگمان  
چراغ گل ہو گئے قتل خان نے پکار کر کہا اے میری دلربا تم کہاں ہو! بالالا  
نے ایک ہاتھ قتل خان کے شانہ پر رکھ کر کہا۔ حضور آپ کی لونڈی آپ کی قدموں  
پر ہے اور دوسرے ہاتھ میں خنجر لیا قتل خان نے بالالا کو اپنے سینہ کی طرف  
کھینچا اور خوب غور سے گلے میں لپٹایا ادھر لپٹایا اور ادھر زور سے چیخ  
اٹھا بالالا کو الگ ڈال کر آپ بچو نے پر گر پڑا بالالا نے اپنا خنجر قبضہ تک  
قتل خان کے سینہ میں اتار دیا۔ قتل خان چیخا نایک رقا تلم بلعون کجخت!  
یہ کہا اور ایک بار گئی تے ہوئی۔

بالالا نہ قاتل نہ کجخت بلکہ زندہ میر سنگ کی رائی بی بی۔ اتنا کھر چل دی۔  
قتل خان کے بولنے کی طاقت جلد جلد سلب ہوتی جاتی تھی باوجود اسکے  
کہ اپنی پوری طاقت سے چلا تارہا۔ بالالا زور سے بہاگی اور محل چھایا دوسرے  
کمرہ میں پہنچ کر چند آدمیوں کو باتیں کرتے سنا وہاں سے ہوا کی طرح بہاگی اور  
کمرہ میں گئی تو چند دربانوں اور خواجہ سراؤں کو پایا شور کی آواز سن کر اور  
اوسکو جھجکتہ دیکھ کر وہ پوچھنے لگے کیا ماجرا ہے ذکی! مطلع بالالا نے غل  
چھایا قتل اور غارت۔ لوگو جلد دوڑو مجلس راہین ڈاکہ پڑ گیا شاید ڈکیتیوں  
نے تو اب صاحب کو مار ڈالا۔

لوگ فوراً کمرہ کی طرف چھپے بالالا اندر والی مجلس کے پہانک کی طرف بہاگی  
وہاں دربان کو مدہوش پڑایا اور بغیر اسکے کہ کچھ روک ٹوک ہو پہانک  
سے نکل گئی سب جگہ یہی حال تھا بالالا کو کسی نے ہی نہ روکا بہاگتی ہوئی  
چلی گئی باہر کے پہانک پر پہنچی تو دربانوں کو بیدار پایا بالالا کو دیکھ کر ایک  
دربان بولا کون! کہاں جاتی ہو۔

بالالا۔ یہاں سست بیٹھے کیا کرتے ہو یہ خور نہیں سننے ہو۔  
دربان۔ یہ کیا شور ہو رہا ہے۔

بالا سے پیچ کر کما گب اہٹ اور بیانی! نو البصاحب پر کسی نے حملہ کیا۔ دربان بہانہ  
چوڑ کر ادھر بیٹھ گیا بغیر عزت کے۔ وہاں سے بھی کسی پہانک سے توڑی  
دور آگے نکل گئی تو ایک درخت کے نیچے کسی شخص کو کھڑا پایا بالا فوراً پہچان  
گئی کہ ابھی رام سوامی ہیں! بالا آپہنچی تو ابھی رام سوامی نے کہا مجھے پڑا تو  
تباہ شور کیا ہوا ہے۔

بالا۔ بیٹے! اپنی غلطی کا بدلہ لے لیا ہے ہیں نہیں نامناسب نہیں جلد چہرے میں چلڑ  
وہاں آپ کو سب بتا دوں گی۔ تلوتا کمان ہے۔

ابھی رام سوامی وہ دشمنی کے ساتھ آگے جاتی ہے ہم بہت جلد اس کو پا لینگے  
دونوں جلد ہی جلدی قدم بڑھا کر چلے توڑی دیر میں چہرے میں پہنچے دیکھا کہ عایشہ  
کی مہربانی سے تلوتا دشمنی کے ہمراہ ابھی ابھی آگئی ہے اسے ادب سے  
جھک کر ابھی رام سوامی سے پالا گن کما اور رونے لگی۔ ابھی رام سوامی نے  
دلاسا دیکر کہا پیریش کی دعا سے تم پانی بیچ کے پندرے سے نکل آئیں اب  
یہاں ایک گھڑی بھی ٹھہرنا مناسب نہیں ہے مسلمان لوگ آجائیکے تو ہمیں  
قتل کر کے اپنے مقتول نو البصاحب کا انتقام لینگے اوہم آج ہی رات کو یہ مقام  
چوڑ دین اس رات کو سبوں نے تسلیم کیا۔

ستر ہوا ان بابا سب

دم واپسین

بالا کے ہاتھ ہی قتل خان کا ایک عمدہ دار دروڑا ہوا جگت سنگ کے قید خانہ  
میں آیا اور کہنے لگا کنور جی صاحب نو البصاحب کوئی دم کے معان ہیں اور آپ  
سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں کنور جی نے متحیر ہو کر زور سے کہا یہ کیا ہوا۔

عمدہ دار۔ کچھ دشمن مجلس امین کس آئے اور نو البصاحب کو سخت زخمی  
کر کے بہاگ گئے ابھی تک تو زندہ ہیں مگر زیادہ دیر تک زندہ رہتے معلوم  
نہیں ہوتے۔



قلو خان - اپنا ہاتھ لٹاؤ۔

قلو خان کی عرض سن کر عثمان خان نے جگت سنگھ کا ہاتھ قلو خان کے ہاتھ میں دیدیا  
ایسی حرارت سے جگت سنگھ کے بدن میں آگ لگ گئی مگر اوسنے ہاتھ نہ چھوڑا  
قلو خان - سب لوگ کے۔ اڑائی۔ اوسے میں پیاس سے مر جاتا ہوں۔

بیابان سے منہ میں غربت پکایا۔

قلو خان - یہ بقاء نہ۔ لڑائی۔ صلح۔

قلو خان تر گیا جگت سنگھ نے کچھ جواب نہ دیا مگر قلو خان جواب کی امید میں کونوی  
کے پردہ پر نظر پڑا اُسے راجہ جواب نہ لیا تو کوشش کر کے کہا انکار۔

کونوی بی۔ اگر پٹان لوگ شمشاد اکبری بلا دسی قبول کریں تو میں صلح کے کرشمے  
کو شش کر کا اقرار کر سکتا ہوں۔

قلو خان نے اسطرح کہا کہ آؤ ملقط زبان سے نکلا کہنا۔ اڑیہ۔

کنور جی نے اوسکی عرض سمجھ کر کہا اگر کچھ ایسی کوششوں میں ناکامی ہوئی تو آپ  
کے صاحبزادے اڑیہ سے مخروم رہیں گے قلو خان کا چہرہ زمین پہلے عالم نوح

کے سبب سے شمع ہو رہا تھا خوشی سے چمکنے لگا قلو خان "تم آزاد... خدا... بہلا  
جگت سنگھ جانے ہی کو نہا کہ عایشہ نے اپنا سر بٹا کر کچھ لپٹے لپٹے سے کہا قلو خان

نے پہلے خواجہ عیسیٰ کی طرف دیکھا پھر کنور جی کی طرف جو چلے جا رہے تھے دیکھا  
خواجہ عیسیٰ نے کنور جی سے کہا شاید نوا اب صاحب کچھ اور کہنا چاہتے ہیں کنور جی

پریشان آئے۔

قلو خان سے کان۔

کنور جی سمجھ گئے دم توڑ نیوے شخص کے قریب وہ کچھ اور بڑے آئے اور قلو خان  
کے ہاتھوں پیاس اپنا کان سے گئے قلو خان نے اسطرح کہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ دن

تیوڑی دیر نہ لگا اور کہ وہ اندر ہر سنگھ اوسے پیاس۔ عایشہ نے منہ میں پر شربت پکایا۔  
قلو خان - وہ اندر سنگھ کی بیٹی۔

کنو راجی کی صورت سے معلوم ہوا جیسے اون کو سانپ ڈس گیا ہے چونکہ پڑے اور کچھ لون ہی ساسر اونجا کیا۔

قلو خان - یتیم میں گنگار ہوں۔ اے پیاس لگی ہے۔  
عائشہ نے پھر منہ میں شربت ٹپکا دیا مگر اب گفتگو کرنا دشوار ہو گیا قلو خان زیادہ جلد بولدا اور تیز تیز سانس لینے لگا اور کہا میں جلا۔ میں پنکا۔ با عصمت ہے تم دیکھ لو گے۔

کنو راجی: کیا؟

یہ آواز بدل گئے گرجنے کی طرح قلو خان کے کان میں گئی۔

قلو خان - دیکھی تک نہیں ایسی پاکدامن۔ دیکھا تک نہیں ہاتھ تک نہیں لگایا تم کیسے پیاسا ہوں۔ ارے مرا۔ پیار سی عائشہ اس سے زیادہ بات نہ کی گئی۔  
اپنی قوت سے زیادہ کوشش کر کے قلو خان نے یہ الفاظ کہے تھے ہوش و حواس سے خالی سر بجان ہو کر عائشہ کی گود میں گر پڑا۔ عائشہ کا نام پچھل لفظ تھا۔ قلو خان کی زبان سے نکلا ویسے ہی روح کا جھلکا تھا ہوا چراغ موت کی تاریکی میں پڑ کر گل ہو گیا۔ اور اپنی زندگی اور دنیا دونوں قلو خان سے لڑ گئے۔

## اٹھارہواں باب

### رقابت

کنور جگت سنگھ رانی پا کر اپنے باپ کے پڑاؤ میں گئے اور حسب قاعدہ مغلوں اور پٹانوں میں صلح کرادی۔ پٹانوں نے شہنشاہ کی عظمت اور بالادستی تسلیم کر لی اور اون کو اچانکت مل گئی کہ ملک اڑیسہ پر اپنا قبضہ رکھیں۔ اس صلح کے تفصیلی حالات کے لئے ناظرین کو مورخین کی کتابوں کے صفحات کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ ہم اون باتوں میں ڈپرٹینگ صلح ہو جانیکے بعد کچھ دنوں تک دونوں فوجیں وہیں پڑی رہیں پٹانوں کے مدارالمہام نواب جیسی اور سپہ سالار عثمان خان اس نے قلعی زیادہ بڑانے کے لئے قلو خان کے نوجوان بیٹوں کو ہمراہ لیکر

ہمارا جہان سنگ کی فرود گاہ میں آئے ان لوگوں نے پچاس ہاتھی اور بہت سے  
 بیش قیمت تحائف پیش کر کے ہمارا جہ صاحب کی نظر مصاحبت حاصل کی ہمارا جہ  
 صاحب نہایت عزت سے پیش آئے اور بہت کچھ اعزاز و اکرام کیساتھ رخصت  
 کیا۔ کوچ کرنے میں کچھ دنوں تاخیر ہوئی۔ انجام کار جب راجپوتوں کی فوج پٹنہ کو  
 کوچ کر نیکو ہوتی اس زمانہ میں ایک دن دوپہر کو کنور جگت سنگ اپنے جلیو کے سواروں  
 کو ہمراہ لیا گیا ان کے قلعہ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ عثمان خان اور ملاقاتیوں پر  
 رخصت ہو آئیں قید خانہ میں ملاقات ہو چکے بعد عثمان خان نے کنور جی کی نسبت  
 کیس قدر سرد و مدھی ظاہر کی تھی اس وقت عثمان خان نے کنور جی کو چند معمولی الفاظ  
 سے رخصت کیا۔ کنور جی ٹنگین دل کیساتھ خواجہ عیسیٰ کے پاس گئے اسکے بعد  
 عایشہ کے وہاں گئے انہوں نے اندر والی خلسرا کے ایک دربان کی معرفت عایشہ  
 کے پاس کھلا بیجا دربان سے کہا : عایشہ سے کہنا جب سے نوا البصاحب نے  
 انتقال فرمایا اس وقت سے میں ایسی قسمت نہیں رکھتا کہ آپ کی زیارت نصیب  
 ہو۔ میں پٹنہ کی جانب کوچ کر نیکو ہوں اور اب دوپہر ایک مرتبہ آپ کی زیارت کا موقع  
 ہاتھ لگے گا اس لئے روانگی سے پیشتر آپ سے رخصت ہو چکے بارہمیں ہر دو ہوں۔  
 خواجہ سرائوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا : شہزادی صاحبہ مجھے یہ عرض کر چکا حکم  
 دیہی ہیں کہ وہ آپ کی ملاقات سے مجبور ہیں اور کوتاہی کی وجہ سے معافی کی آرزو مند ہیں  
 اور زیادہ رنجیدہ ہو کر کنور جی اپنی فرود گاہ کو روانہ ہوئے جب قلعہ کے پھاٹک  
 پر پہنچے تو عثمان خان کو اپنا منتظر پایا کنور جی نے عثمان خان کو پر سلام کیا اور وہاں سے  
 روانہ ہوئے ہی کہئے کہ عثمان خان اسکے ساتھ ہوا۔

کنور جی : رسالہ در صاحب اگر مجھے آپ کی کوئی خدمت ہو سکتی ہو تو اوراد عنایت اس  
 سے مطلع فرمائیے میں نہایت خوشی سے آپ کا حکم بجالاؤں گا۔

عثمان خان : مجھے بعض ایسی نہایت ہی خاص باتیں عرض کرنی ہیں کہ اتنے آدھار  
 کے سامنے ان کو نہیں عرض کر سکتا، مہربانی فرمائیے ان سب لوگوں سے کہئے

چلے جائیں اور آپ میرے ساتھ چلے۔

کنور جی نے بغیر کچھ پس و پیش کئے اپنے جلو کے آدمیوں کو آگے، واپس ہونیکا حکم دیا اور عثمان خان کیساتھ جانکے لئے سوار ہوئے اور عثمان خان ہی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوا تو بڑی مسافت طے کر کے عثمان خان شیشم کے ایک گھنے جنگل میں گھسا اوس جنگل کے درمیان زمین ایک وسیعان قرار تھی غائبانگے زمانہ میں کوئی باغی اس جنگل کے اندر پناہ گزین ہوا تھا عثمان خان نے اپنے گھوڑے کو شیشم کے ایک درخت میں باندھ دیا اور کنور جی کو ہمراہ لئے اور مسافرت کے اندر داخل ہوا یہ ایک ریگستان مقام تھامرات کے پنج میں ایک کشادہ صحن تھا صحن کے ایک طرف نئی کندی ہوئی ایک قبرتی گرجا زادہ دار، دو سر طرف ایک پتائی ہوئی تھی گردان ہی کسی لاش کا پتہ نہ تھا۔ صحن میں پہنچ کر کنور جی نے پوچھا یہ کس کے لئے ہے۔

عثمان خان۔ یہ میرے حکم سے تیار کئے گئے ہیں آج کیدن اگر میں مارا جاؤں تو ازراہ عسائیت آپ مجھے اس قبر میں دفن کر دیجئے گا کیونکہ اسلئے خبر ہوئی ہوگی اور جو آپ تار سے جائیں تو میں برہمنوں کو بلوا کر آپکی تحفہ و تکفین کی رسمیں ادا کروں گا کیونکہ ان کا نذرانہ خبر ہوئی کنور جی نے تحیر ہو کر پوچھا صاحب آپکی ماں باؤں کا مطلب کیا ہے۔

عثمان خان۔ میں پتھان ہوں جب ہم لوگوں کا دل جلتا ہے تو ہم حق و ناحق پر فیصلہ نہیں کرتے بہن عاشرہ کے عشق کے لئے دنیا میں دو رقیب نہیں رہ سکتے۔ ہم دونوں میں سے یہاں ایک کامر جانا ضرور ہے کنور جی اب کل مطلب سمجھے اور تمکین ہو کر پوچھا تو جناب آپکی کیا غرض ہے۔

عثمان خان۔ آپ مسلح ہیں مجھے لگتا ہے آپ سے ہو سکے تو مجھے قتل کر کے اپنا راستہ صاف کر لیجئے یا اسکے خلاف خود قتل ہو کر گرین تو میرا راستہ کھل جائے یہ لکڑیغیر جواب کی محنت دے عثمان خان نے کنور جی پر تلوار لیکر عمار کیا تلوار کے

کھینچ لینے پر کنور جی اپنی جان بچانے پر مجبور ہو گئے عثمان خان نے کنور جی پر وار پر وار  
کئے مگر کنور جی نے اپنے مقابل پر وار کر نیکی کو بخشش نہیں کی وہ فقط اپنے اوپر  
سے وار بچاتے رہے دونوں کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور دیر تک لڑائی  
ہوتی رہی کس طرف شکست نہیں ظاہر ہوئی مگر پٹان کے واروں نے کنور جی کے  
بدن کو مسست کر دیا کیونکہ یوں کا بدن خون آلود ہو رہا تھا بخلاف اسکے عثمان خان  
پر کمین چڑکا بھی نہ آیا تھا کیونکہ کنور جی نے اس پر ایک وار لگا دینا قصد نہیں کیا خون  
کے کم ہو جانے سے رفتہ رفتہ اپنے جسم کو ناتوان دیکھ کر اور سمجھ کر اس لڑائی میں  
جسمین برابر کا مقابلہ نہیں ہے یقیناً زندگی سے ہاتھ دھو تا ہے کنور جی نے التجا  
کر نیکی طریقہ پر کہا ٹھو عثمان خان ٹھو میں اقرار کرتا ہوں کہ میں مار گیا یا عثمان خان نے  
ہند کر جو ابد باااااااا اس سے پہلے مجھے کسی نہیں معلوم ہوا کہ کوئی راجپوت سردار موت  
سے ڈر گیا اور لڑو میں نہیں قتل کروں گا ہرگز زندہ نہ چھوڑ دوں گا۔ جب تک تم زندہ ہو عایشہ  
میری شوگر۔

کنور جی۔ میں عایشہ کے لئے نہیں ہوں۔

عثمان خان نے تلوار پھینک کر کہا نہیں تم نہیں ہو مگر عایشہ تمہارے لئے ہے ٹھو چوڑی  
ضرورت نہیں۔ کنور جی نے اپنی تلوار تھوڑی دور پھینک دی اور کہا میں ہرگز نہ لڑوں گا  
تم میری مصیبت میں کام آئے ہو تم سے نہ لڑوں گا۔ عثمان خان نے غصہ میں آپ سے  
گذر کر کنور جی کے پسینہ پر ایک ات ماری اور شور کر کے کہا یوں جنگجو لڑائی سے ڈرتا  
لاہے اوہں سے میں یوں لڑتا ہوں! کنور جی کا صبر جاتا رہا ہاتھ سے پھینکی ہوئی تلوار  
پہر اوٹھا کر اوس شیر کھیل جے لومٹری نے ستایا ہو اگر چیٹے۔ اور پٹان پر حملہ کیا تھا  
اس تیر حملہ کی تاب نہ لا سکا اور کنور جی کے طاقتور بدن کی زور آوری سے نیچے گر کر  
زمین کو لہتی قد کی لمبان سے ناپنے لگا کنور جی اپنے دشمن کے سینہ پر چڑھ بیٹھے  
اوسکی تلوار ہاتھ چڑھ کر چھین لی اور اپنی تلوار اوسکے گلے پر رکھ کر کہنے لگے اب کیسا  
تھماری لڑائی سے طبیعت بری۔



عثمان خان - جب تک زندہ ہوں اس وقت تک نہ بہریگا۔

کنوارجی تمہاری زندگی کو تو میں اس وقت ختم کر سکتا ہوں۔

عثمان خان - یہی کرو در نہ تمہارا جانی دشمن زندہ بھائیگا۔

کنوارجی - زندہ رہنے دو راجپوت لوگ اس سے خوف کرنا ذلت سمجھتے ہیں۔

میں نہیں عمل کر چکا ہوں تا کہ تم نے میری جان بچائی ہے اور میں یہی ویسا ہی کرتا ہوں

ایک لہند کنوارجی نے عثمان خان کے ہاتھ پر باند دے دیے اور سب ہتیار چھین لئے اور چوڑے

لہا کہ تم نے پشیمان ہو کر ایک راجپوت کنور کے بدن کو لات مار نیکی جرات کی اور اسی

خطا کی وجہ سے میں تم کو اس حالت میں پہنچا یا در نہ راجپوت لوگ ہرگز ایسے ناشکر نہیں کہ

محسن کے بدن کو ہاتھ لگائے۔ بے جواب دے عثمان خان گھوڑے پر سوار ہوا اور او کو

قلعہ کی طرف سر پٹ بھگایا کنوارجی نے ایک کنوئین میں جو پیاس ہی تھا اپنی چادر ڈالی اور

پانی سے بدن دھویا اونہوں نے گھوڑے کی لگام کو لی اور سوار ہوئے دیکھا کہ

گھوڑے کی لگام میں کسی درخت کی بیل سے ایک خطا بندا ہوا تھا اس خطا کو لگام سے

کھینچا تو نام ہوا کہ انسان کے کچھ بال اس میں بندھے ہیں لغاف پر عبارت لکھی تھی جناب

ازراہ عنایت اس خطا کو نہ کھولے گا اگر آپ کو لڈالین گے تو اس خطا سے جو غرض ہے

وہ جاتی رہیگی کنوارجی نے دیر تک غور کیا آخر کاتب ہی کی مرضی پر چوڑ دیا ویسا ہی بند

خطا اپنے نقویہ میں رکھ لیا اور گھوڑے کو جا بک لگا کر پڑاؤ کی طرف پہنچے وہاں پہنچنے

کے دو گھرے روز کسی فاصد کے ہاتھ کنوارجی کو ایک اور خط پہنچا یہ خط عایشہ کا تھا مگر

اس کا حال تندرہ باب میں ہوگا۔

## انیسواں باب

عایشہ کا خط

عایشہ ایک خطا لکھنے لگی۔ اس کے چہرہ سے خجیدگی اور متانت ظاہر ہوتی تھی عایشہ

بگڑنے لگی کے نام خطا لکھنے کو تھی کاغذ کا ایک پرزد لیکر خطا لکھنے لگی۔

کئی روز عایشہ یہ لکھتے وقت اس کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے اور کاغذ پر پڑا

پڑے۔ عایشہ نے اوس کاغذ کو پھاڑ دیا اور دوسرا کاغذ لیا ابھی زیادہ سطرین نہ لکھنے پائی تھی کہ اس کاغذ کا ہی وہی حال ہوا جو پہلے کا ہوا تھا اوسے ہی عایشہ نے ملکر پینکدیا اور سہ بارہ آنسوؤں کا کوئی وہیہ بغیر ٹپسے عایشہ نے پورا خاک کر لیا ختم کرنے پر پڑھنے لگی کہ دیکھو کیا لکھا ہے۔ جو وقت وہ خط پڑھ رہی تھی آنسو کے ڈبڈبائے ہونے کے سبب سے نظر کام نہ کرتی تھی بدقت تمام اسنے خط لپیٹا اور قاصد کے حوالہ کیا نامہ بر تو سہ بار اچھوتوں کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہوا۔ اور عایشہ اکیلی پلنگ پر پڑھی روتے لگی۔

کنور جگت سنگھ نے خط کھول کے پڑھنا شروع کیا

کنور جی صاحب

میں جو آپ سے ملاقات نہیں کی یہ اسوجہ سے نہ تھا کہ مجھے اپنے صبر و تحمل کے جانے رہنے کا کچھ خوف ہے ازراہ عنایت عایشہ پر اس امر کی تمت نہ لگا ہے کہ اوسے صبر کی ضرورت ہے آپ نے ایسا خیال کیا تو مجھے صدمہ ہوگا آپ واقف ہیں کہ عثمان خان نے اپنے سید میں ایک آگ مشتعل کر رکھی ہے میں نے آپ سے اسلئے ملاقات نہیں کی کہ مبادا اس امر سے میرے ہاتھوں اسے کچھ صدمہ پہنچے۔ اس امر کا میں خیال نہیں کیا کہ میرے انکار سے آپ کو رنج ہوگا میں نے اپنی تکلیف اور اپنے عیش و مصیبت سب خدا کے ہاتھ پر محول کر دئے ہیں اگر بذات خود میں آپ کو خدا حافظ کہتی تو اس صدمہ کو بآسانی ادا نہ لیتی اور جو آپ سے میں ملاقات نہ کر سکی اسکو میں پتھر کا کلچ بنا کر ادا نہ لیتا ہوں کہ خط کیون لکھا میری ایک غرض ہے اگر آپ نے سنا ہو کہ آپکو ہمیں سے زیادہ چاہتی ہوں تو ازراہ عنایت ہوا از دیکھئے میری نیت یہ نہ تھی کہ نندگی بہر اس امر کو ظاہر کروں مگر خدا کی مرضی اسکے خلاف بہر حال اسے اب دل سے نکال ڈالنے میں اس قابل نہیں ہوں کہ آپ مجھے محبت کرین آپ کیساتھ جو مجھے کرنا تھا کہ حل اسلئے معاوضہ کی ہوا ہیں انجواستگار نہیں ہوں میرے عشق کی جڑ ایسی مضبوط تھیں ہیں کہ اگر آپ کو

میری محبت نہ واسمین ہی خوش ہوں مگر اس بار سے میں اپنے کام کو میں نے  
 سر انجام دے لیا دینے آپ کو زخوشی کے عالم دیکھا جب آپ پر اچھے دن آئیں  
 تو عایشہ کو خبر کر دیجئے مگر ایسا نہ کیجئے کہ اطلاع کرنا آپ ناپسند کرین اگر آپ  
 کے دل کو کہیں رنج پہنچے تو بہلا آپ عایشہ کو یاد کیجئے گا آپ کو اس وقت جو  
 میں خطا لکھ رہی ہوں یا آئندہ لکھوں اس وقت اسکی نسبت لوگ سمجھ  
 الزام نہ لگائیں میری کوئی خطا نہیں ان لوگوں کے کہنے کا آپ کچھ خیال  
 نہ کیجئے۔

آپ کہی جی چاہے وہ حرف لکھ بیجئے گا آپ جائیکو میں فرماؤں اس زمین کو  
 آپ کو چھوڑے جاتے ہیں یہ پٹان لوگ خاموش رہنے والے نہیں ہیں۔  
 لہذا ہر آپ کے یہاں آنے کا زیادہ احتمال ہے مگر مجھے آپ نہائیگی بہت  
 غور کرے جس کے بعد یہی بیات دل میں نہاں لی ہے ایک عورت کے دل  
 میں زیادہ استقلال نہ رہنا چاہئے جسکی مزاجت فطرتی طور پر محال ہے یہ خطا  
 آپ سے ایک مرتبہ ملنے کی اور امید ہے اگر اسی ملک میں آپ کی شادی  
 ہو نہ مجھے خبر کیجئے گا میں خود آپکی شادی میں آجگی جس عورت کی قسمت  
 میں آپکی بیوی ہونا ہے اس کے لئے میں نے کچھ خوشنما زلیو رکھ رکھ رکھ رکھ رہی۔  
 اگر موقع ملے تو خود اپنے ہاتھ سے ان زلیو سے اس کے بدن کو آراستہ کر دے گی  
 دوسری غرض سنئے عجب عایشہ کے مرتبکی خبر آپ کو پہنچے تو مہربانی کر کے ایک مرتبہ  
 یہاں پہلے آئیے گا میری خاطر سے ان چیزوں کو قبول فرمائیے گا جو ایک صندوق  
 میں ہوئی اور اس صندوق پر آپ کا نام لکھا ہو گا اگرچہ میں آپکی بیٹی ہو مگر باوجود  
 سے میں تو بڑی بہت دولت کی مالک ہوئی ہوں جو ایک عزیز ملک کی حیثیت  
 سے زیادہ ہوگی وہ ایسی ہوگی کہ آپ کا خاندان اسے قبول نہ کرے ازراہ عنایت  
 اسکو اپنے قبضہ میں کر لیجئے گا ان بیٹیوں کی ملکیت کی دستاویز بھی آپ کو اسی  
 صندوق میں پائیگی اب اور میں کیا لکھوں؟ دل میں تو بہت سی باتیں ہیں مگر

ان کے گھٹنے سے کچھ فائدہ نہیں تھا آپ کو خوش رکھے لیکن عایشہ کا ذرا خیال کر کے طول نہ ہو جائے گا اس خط کو جگت سنگھ چاہے بکروٹ لگا اور تھوڑی دیر بعد عایشہ کا خط لے لے ہوئے پڑاؤ میں اور ہر ستہ اور ہر ادھر ادھر ٹیلنے لگا پھر چلے گا سے ایک پرزہ کاغذ کا لیکر مندرجہ ذیل سطرین باسیٹ دین اور قاصد کے حوالے کیا۔

عایشہ مندرجہ ذیل دہم سے دیباہ کے سینوں کی مسرت سم شاید خدا ہی کی برطرفی سے کہ دنیا کو رنج و مصیبت میں مبتلا کرے میں تمہاری بات میں کسی بات کا بھی جواب دینے کے قابل نہیں ہوں تیار کے خط نے مجھے بے اختیار کر دیا میں اتنا ہی جان لو کہ میں تمہیں نہایت پیاری بہن سمجھتا ہوں بیشک یاد رکھو لگا قاصد نے خط لیا اور عایشہ کے پاس پہنچ گیا۔

### پیشوا ان باب

#### شخص

بمقام تلونجا عیشہ سے رخصت ہو کر اشمی کے ساتھ چلی گئی اور سو وقت سے لونی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا ہے۔ تلونجا بھلا اشمی اور ابھی راہ میں کہیں بھی غیر نہیں معلوم ہو سکتی تھی۔ صلح سرانجام پا چکی تو رند ہیر سنگھ کی چڑھت انجام اور وہ بد نصیبی کی حالت جو اسکے خاندان پر آپڑی تھی اس پر ترس کما کر طرفین آمادہ ہو گئے کہ رند ہیر سنگھ کی بیوی اور بیٹی کو تلاش کر کے اونہیں گڑھ مندران کی حکومت پر معین کریں۔ اس بنا پر عثمان خان خواجہ عیسیٰ مان سنگھ اور لوگوں نے نہایت سرگرمی سے انہیں تلاش کیا مگر سوا اس حال کے تلونجا اشمی کے ساتھ عایشہ کے پاس سے آئی تھی کسیکو کچھ پتہ نہ لگا آخر کار اپنی خوش مشون میں ناکامیاب۔ کمران سنگھ نے اپنے ایک معتبر ہمراہی کو گڑھ مندران میں متعین کر کے اسے سمجھا دیا کہ متوفی جاگیر دار کی بیوی اور بیٹی کو تلاش کرے اور پتہ لگ جائے تو قلعہ پر اونہیں مامور کرے

چلا آئے مین انعام مین کسی جگہ کی حکومت عطا کرونگا اور جاگیر دوں گا اس امر کو طے کر کے مان سنگ نے بیٹے کی طرف کو بیج کی بیج تیار سی کی قتلہ خان کی زبان سے مرنے وقت جو الفاظ نکلے تھے ان سے جگت سنگ کے خیالات کچھ بدلے نہیں اس بات کو کوئی نہیں جانتا اصل حقیقت یہ ہے کہ جگت سنگ نے ان عورتوں کی تلاش مین نہ آدمیوں کی کوتاہی سمجھنے کی اور نہ روپیہ کے خرچ کرنے مین مگر یہ بات کہ انکی کوششیں فقط گذشتہ باتوں کے یاد آئے سے یعنی انہیں بہنوں کو نہیں جنہوں نے مان سنگ اور انہوں گون پر اثر کیا تھا یا اگلی محبت کے از سر نو زندہ ہو جانکی وجہ سے تین اسے کوئی نہیں جان سکتا خیر جو سبب ہو اسکی کوششیں مفائدہ ہوئیں مان سنگ کی فوج نے خیمے ڈیرے اور کھانا شروع کئے دوسرے ہی دن کو ج کونیکو تھی جو خطا جگت سنگ کو گھوڑے کی لٹام مین بند باہو اڑاتا اسکے پڑھنے کا وقت کو بیج سے ایک دن پہلے آگیا۔ کنور جی نے شوق لیا تاہم اسے کہو مگر مندرجہ ذیل سطرین پڑھنا شروع کیں اگر صدق دل سے تم گناہوں سے ڈرتے ہو اور اگر تمہیں برہمن کی بد دعا کا خوف ہے تو مہربانی کر کے جیسے ہی اس خط کے مضمون کو پڑھو فوراً بیان تمنا چلے آؤ۔

راتم ایک برہمن

کنور جی حیرت مین پڑ گئے پہلے انہوں نے دل مین کہا یہ کسی دشمن کا فریب ہے کیا جانا چاہئے؟ دو بارہ انہوں نے غور کیا کہ خطا صریح دلیہ ناگرمی کے حرفوں مین لکھا ہوا ہے اور اوسمیں ایسے آثار پائے جاتے ہیں کہ اسکا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے کہ یہ خط کسی برہمن کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ایک راجپوت کے دل مین برہمن کی بد دعا کا ڈر سب ڈروں سے بڑا ہوا ہوتا ہے اس بنا پر کنور جی نے وہاں جاسے ہی کی ٹھان لی انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا یہ انتظار نہ کرنا مین کو بیج کرنے

سے پہلے تمہیں نہ ملوں۔

تم آگے نکل جاؤ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ میں بردوان یا راج محل میں تم سے مل جاؤنگا اسطرح سمجھا کر کنور جی شیشم کے درخت کی طرف تھرا روانہ ہوئے اور مسمار شدہ عمارت کے پھاٹک پر پہنچ کر پیشتر کی طرح اپنا گھوڑا شیشم کے درخت میں باندھ دیا اور چاروں طرف دیکھا مگر کسی کو نہ پایا تب وہ اس کنڈر میں روانہ ہوئے وہاں ایک جانب وہی قبر تھی اور ایک جانب وہی چٹا۔ چٹا کی لکڑی پر ایک برہمن جو کہ اپنا سر لٹکائے ہوئے تھا اور رو رہا تھا۔ کنور جی نے پوچھا ہمارا راج کیا آپ ہی نے مجھے بیان بلایا ہے۔ برہمن نے اپنا سر اٹھایا کنور جی نے دیکھا تو ابھی رام سوامی تھے تعجب! حیرت! خوشی نے یک بیک کنور جی کے دل پر قبضہ کر لینی کو شش کی عاجزی سے برہمن کو سلام کیا اور نہایت ہی شوق سے کہا ہمارا راج آپ سے کیا عرض کروں کہ آپ کی ملاقات کی واسطے میں نے کس قدر کوششیں کیں۔ ہمارا راج فرمائیے آپ یہاں کیوں ہیں ابھی رام سوامی نے اپنی آنکھیں پوچھیں اور کہا۔ بال فعل میں یہیں رہتا ہوں۔ آپ نے میری ملاقات کی کیوں خواہش کی اور ہمارا راج آپ کو کیوں رہتا ہے ابھی رام سوامی نے کہا۔ بلانے کا یہی وہی سبب ہے جو اس روئے کا سبب ہے تلو تھما تیرہ گزہ پر ہے وہ جنگجو آدمی آہستگی اور حلم و سہولت کی باتہ زمین پر بیٹھ گیا اور یہ عام ہوا کرے

دل میں اک درد اوٹھا آنکھوں میں آنسو بہا، بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانے کیا یاد آیا وہ شوالہ میں پہلے پہل چار آنکھیں ہونا۔ وہ سیل شوارہ جی کے سامنے کا عہد بیان۔ وہ کمرہ میں پہلی ملاقات کی وقت جانبین سے سچے عشق کے آنسو کا ٹکنا وہ اس تیرہ و تار رات کی سرگزشت وہ غمش کے عالم میں تلو تھما کا چہرہ وہ مسلمانوں کی قید میں رہنا اور مصیبتیں اٹھانا۔ وہ قید خانہ میں خود اپنی بدینا

کی حالت اور سب کے بعد اس غریب میں تلو تلو کی موت کا بہت نزدیک ہونا  
 ان سب باتوں کی یاد دہانی کے لئے ضرور کے طوفان کی طرح اچھوٹ گیا اور بہت  
 باتیں انکی ہر رنگ و صورت میں پہل گئیں تو بڑی دیر تک خاموش بیٹھ رہا  
 ابھی رام سوامی نے آگے کہنا شروع کیا کہ جس دن تھلوفان کو قتل کر کے مارا  
 جئے۔ پتہ نہ پائی گا انتقام لیا۔ سیدن میں اپنی بیٹی اور اسی کو نیکر بیان برہاگ  
 کٹر اچھا اور مسلمانوں کے نفرت سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پر پھینکا پیرا  
 تلو تلو کی بیماری اسی روز سے شروع ہوئی اسکا سبب تو آپ خود جانتے ہیں  
 جگت سنگر کے دل پر کو یا ایک تیر لگا ابھی رام سوامی پر کہنے لگے اس وقت سے  
 جیتے او سے بہت مقامات پر رکھا اور مختلف طریقہ سے اسکا علاج کیا ہے۔  
 بہت سی ایسی دوائیں جانتا ہوں جس سے لوگ ناواقف ہیں مگر اس ضبط  
 کے لئے طیب کر سکتا ہے جو ایک ایسے صدمہ کی تکلیف کیا چاہتا ہے جیسے  
 دل میں خوب مضبوطی پکڑی ہے۔ اس مقام کو تمنا یا کر ایک ہفتہ یا اس قدر  
 زمانہ سے اسکے گوشہ میں ہم رہتے ہیں آپ کو بیان نہ پایا تو میں وہ خط آپ کو  
 گھوڑے کی لگام میں باندھ دیا میں ہمیشہ اسی فکر میں تھا کہ اگر مجھے تلو تلو کے  
 علاج میں ناکامی ہو تو آخری وقت اسکی تسلی کے لئے آپ کو ایک مرتبہ اور  
 اسکے پاس لے آؤں اسکی صحت کی کچھ امید تو تھی ہی نہیں میں سمجھا کہ دو روز  
 میں اگر وہ اچھی ہوگی تو ضرور جرجاؤں گا اسی سبب سے میں آپ کو صلاح دی تھی  
 کہ تلو تلو دو روز بعد پڑھ لگا اب حالت بہت مزل ہو گئی زندگی کی کچھ امید نہیں  
 باقی ہے افسوس ہمسلا رہی ہے۔

ابھی رام سوامی پر رونے لگے کہ جگت سنگر نے یہی رونا شروع کیا سوامی  
 جی نے پرکھنا شروع کیا کہ آپ تلو تلو کے صدمہ نہ پٹے مبادا سکا نازک دلی ایسی  
 بے انتہا خوشی کا تحمل نہ کر سکے پیش زمین رہت او سکے ذہن نشین کر چکا کہ  
 میں نے آپ کو بتایا ہے۔ اور غالباً آپ آگے اب جاؤ گا اور اسے خبر کروں گا کہ آپ

گئے ایک بعد آپ اس سے ملے گا۔

یہ گنگر ابھی رام و امی۔ نے کنڈر کے اندر جا بیٹھے لئے قدم اٹھایا تو بڑی دیر بعد واپس آئے، اور کہہ آئیے۔

جوگی کیس نہ کنڈر جی۔ نے اندر جا کر دیکھا کہ ایک کمرہ میں ایک چارپائی لیٹی ہوئی تھی شبہ اوپر تلو تو قوتی مگر تاہم حسین تصویر پڑی ہے گد شہ حسن و جمال کی جھلک اسٹاپ چار و نصف منڈا اور دھندلی شمعیں ڈال رہی تھی رات تلوتما اپنے معشوق میں کیسا مہر پڑی ہوئی ہے پس بالکل جسطرح ایک نہایت خوبصورت تارہ بوجھ صاف کو اپنی کمرے کے اگلے سے رونق دیتا ہے ہماری نگاہ سے غائب ہو جانے کے قریب ہو اسکے پیلو میں ایک سیہ بیٹھی ہوئی آرتہ آرتہ اپنے اس کے بدن پر تیر رہی ہے۔

اوسکے بدن پر زیور پہنے ہوئے ہیں اور ایک مٹی کی چڑیا اور ایک سیہ بیوی تھی کنور جی پہنی نگاہ میں اس سے پہچان نہ سکے۔

اور کیونکر پہچانتے وہ بس پردہ لٹی ہوئی اب ایک بڑبڑھات تھی جب کنور جی آئے اور رخصت ہو کر چارپائی کے پیلو میں کھڑے ہوئے اسوقت تلوتما کی آنکھیں بند تھیں۔

ابھی رام و امی نے یہ گنگر پکارا تو قوتی جگت سگڑا آئے ہیں اوسے آنکھیں کھول دیں اور جگت سگڑا کی طرف دیکھا اسکی نگاہ کمزور اور غم آلود تھی طعن و تشنیع کی چٹان ہی نہیں پائی جاتی تھی۔

کنور جی کی صورت دیکھتے ہی اسنے نگاہ نیچی کر لی رفتہ رفتہ اسکے رخساروں پر آنسو اسطرح بہنے لگے کہ ان کا سلسلہ سوقوف ہی نہوتا تھا کنور جی زیادہ ضبط نہ کر سکے اور ساری شرمناکی اور کم سخن تشہیف لگئی اور خود اپنے فٹین تلوتما کے پانوں پر ڈال دیا اور اپنے آنسوؤں سے اسکے پیوں کے ایسے پیروں کو بگودیا۔



## اکیسواں باب

خواب کے برعکس نتیجہ

بے باپ کی بیس لڑکی بستر بیماری پہنچ گئی۔ یہ جگت سنگہ اسکے پہلو پر ہے دن اور رات گزر جاتے ہیں پر دن آتا ہے اور گزر جاتا ہے پھر رات ہوتی ہے راجپوت خاندان کا فخر تلوتما کے بچہ کو نے پر ایک طرف بیٹھا ہے اور اسکی بیمار داری میں مصروف ہے برابر یاس نصیب اور تباہ حال بٹا رہا ہے۔

جگت سنگہ اپنی نظر تلوتما کے چہرہ پر جمائے ہوئے بیٹھا دیکھ رہا ہے کہ آیا بیمار لڑکی اسکی طرف دیکھتی ہے اور آیا اسکا چہرہ پھر اسی اگلے تھنڈے تازے دلفریبی کرتا ہے پڑاؤ کہاں ہے فوج کجگہ ہے اوسنے کوچ کجا اور پٹنہ میں ہے خود جگت سنگہ کے ہمراہی کہاں ہیں۔

وہ دریائے درکشوارہ کے کنارے اپنا مالک کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں اون کا مالک کہاں ہے وہ اپنے آنکھ کے آنسوؤں سے اس نازک پھول کو جو دوپہر کے آفتاب کی تیز اور ظالم کرنوں سے خشک ہو کر بالکل مر چکا ہے، قریب پہنچ گیا ہے تلوتما تازہ کر رہا ہے۔

وہ پہنچ گیا ہے تلوتما تازہ ہو گیا اس عالم میں فقط عشق ہی طیب ہے اسکے سوا اور کون اچھا کر سکتا ہے۔

جسطح نئے تیل کے ہم پہنچ جانے سے چراغ رفتہ رفتہ روشن ہوتا جاتا ہے اور جسطح گرمیوں کی دھوپ میں مرجھائی ہوئی بیل برسات کے تازگی بخش چھینٹوں میں پرتو تازہ ہو کر کھیاں اور پھول نکال لاتی ہے۔

اسی طرح جگت سنگہ کیساتھ رہنے سے تلوتما کی روز بروز طبیعت بحال ہونے لگی۔

اسمیں اتنی طاقت آگئی کہ چار پائی پر اوٹھکر بیٹھ گئی۔ جن موقع پر بالالاسا نگر

نہ تھی اسنے کنور جی پر اپنا دل کا حال ظاہر کر دیا اور اکثر واقعات بیان کئے اور کنور جی سے بہت سے حالات کے اپنی بہت سی بے اصل برگمانیوں کا اقرار کیا اور بہت سی غیر واقعی امیدوں کا تذکرہ کیا۔

جو اسکے دل میں پیدا ہوئی تھیں اور وہیں تمام ہو گئی تھیں اسنے بہت سے اچھے اچھے خوابوں کا حاصل بیان کیا۔ جنہیں وہ سوئے میں ونیز جائے میں دیکھا کی تھی۔

ایک دن کا اسنے یہ خواب بیان کیا جسکو اسنے بستر بیماری پر بیہوش ہو اس پڑے ہوئی حالت میں دیکھا تھا۔

اسنے دیکھا کہ ایک پھاڑی ہے اوپر سبز پیلہ ہوا ہے وہاں جگت سنگر کے ساتھ پولون سے میل رہی ہے۔

اسنے پول جمع کر کے زہر لگا دیے اور ہار گوند ہے اون میں سے ایک خود پہنا اور دوسرا جگت سنگر کے گلے میں ڈال دیا۔

اتفاقاً کنور جی کی تلوار لگ جانے سے اون کا ہار ٹوٹ گیا۔ تلو تانے لگی اب میں تمہیں کہی ہار نہ پہناؤنگی میں زنجیروں سے تمہارے پیر باندہ دوںگی۔ اسکے بعد اسنے پولون کی زنجیریں بنائیں اور پولون کی بیڑیاں جگت سنگر کے پیروں میں ڈالنے کے لئے بڑھی۔

مگر کنور جی ذرا ہٹ گئے تلو تان ان کے پکڑنے کے لئے جھپٹی۔ وہ ذرا اور آگے بڑھ گئے تلو تان ان کے پیچھے دوڑی کنور جی نے بھلدی پھاڑی پر سے اترنا شروع کیا۔

راہ میں ایک چوٹی سی زالی تھی کنور جگت سنگر کو لکڑیاں لے لے تلو تان چوٹکے صہرت تھی اسطرح کوڑکے پار نہ جاسکی۔

اس امید میں کہ زالی جان بلی ہوگی وہاں سے پاندہ جائیگی۔ تلو تان زالی کے کندھے کے پار سے پھاڑے کے نیچے اترنے لگی اس زالی کا تہا ہونا نہ کہ تلو تان جو

اگے بڑھے گئی وہ وہ نالی اور چوڑی ہوتی گئی۔  
رفتہ رفتہ وہ ایک نہر ہو گئی اور اسکے بعد ایک دریا ہو گئی کنو رجکت سنگ  
اب نظر نہیں آتے تھے۔

کرارے جو اونچے تھے اور ناہمواری کیوجہ سے حبیب معلوم ہوتے تھے انپر  
گزرنا بالکل غیر ممکن تھا۔

اسکے علاوہ تلو تمار کے قریب سے کرارے پھٹ گئے اور بڑے زور کی آوازوں  
سے نالی میں گر پڑے، نیچے جو بہت زور زور سے بہنور پڑ رہا تھا اسکی صورت  
دیکھ کر ڈر معلوم ہوتا تھا۔

تلو تمار نے قصد کیا کہ اس مقام سے جاگ کر پہر پیڑھی پر چڑھ جائے مگر اوپر  
بھی جانیکے قابل راستہ نہ تھا تلو تمار نے چلا چلا کر رونا شروع کیا۔

ناگمان قتل خان کی حبیب صورت قبر سے نکلی اور اسکا راستہ روک کے کٹری  
ہو گئی ویسے ہی پہولون کا ارٹھ سے لوہے کی زنجیر ہو گیا پہولون کی زنجیرین  
اسکے پائون میں لپٹ گئیں۔

تلو تمار ک روہن کٹری ہو گئی اور قتل خان نے اسکی گردن پکڑ لی اور سارا  
جسم گما کر بیچ دہارا میں پھینک دیا۔

تلو تمار کہنے لگی کنو رجی۔ یہ کہتے وقت اسکی آنکھوں میں آنسو بہ رہے ہوئے  
تھے۔

کنو رجی نے کہا یہ کوئی ایسا وقت خواب کا نہیں ہے پہولون کی زنجیرین جنہیں  
پیشے آپ کے واسطے بتائی تھیں اونہوں سے حقیقت میں لوہے کی زنجیرین  
بکر میرے پائون میں پٹے کا ثبوت دیدیا۔

جو پہولون کا ارٹھ پیشے آپ کے گلے میں ڈال دیا تھا اسے آپ نے اپنی تلوار  
کاٹ ڈالا۔

کنو رجی نے اپنی تلوار نکال کر تلو تمار کے پیروں پر ڈال دی اور کہا تلو تمار میں

اپنی تلوار تمین دیتا ہوں مجھے پیر ایک مرتبہ بار مہمت کرو اور ان ہی ہاتھوں سے  
میں تلوار کے دو ٹکڑے کر ڈالوں گا۔

تو تو کو خاموش دیکھ کر کنور جی نے کہا تلو تم اب میں ہنستا ہوں۔  
تلو تم نے شرم کر سر جھکا لیا۔

ابھی رام سوامی دوسرے کمرے میں بیٹھے چراغ کے آگے ایک قلمی کتاب  
پڑھ رہے تھے کنور جی ان کے پاس آئے اور نہایت ہی ادب سے کہا۔  
ہمارا راج میری ایک عرض ہے تلو تم اتنے بڑے سفر سے تھک چکے ہو گئی ہو  
پھر اس سنان مکان میں رکھنے اور کہیں جانے سے روکنے کی کیا ضرورت

ہے؟  
کل اگر منوس دن نہ تو اسے گڈہ مندر ان بے چیلے اور اگر آپکو کچھ عارضہ  
تو اپنی نواسی کی شادی خاندان انیر کے ایک شخص کیساتھ کر کے مجھے نہایت  
سرور و مظلوظ کیجئے۔

ابھی رام سوامی کتاب چھوڑ کر چونک پڑے اور بڑی مسرت کیساتھ کنور جی سے  
اپٹ گئے اسکا بائیل ہوش نہ رہا کہ کنور جی سے بغلیہ ہونے وقت اون کی  
مقدس کتاب پاؤں کے نیچے آگئی۔

کنور جی جب ابھی رام سوامی کے پاس آئے تو بالالا اور اشمنی بھی کچھ خیال کر کے  
چپکے سے اون کے پیچھے چلی آئی تمین اور باہر سے سارا حلی سن لیا تھا کنور جی نے  
باہر آکر دیکھا کہ ایک بیک بالالا کا طور و طریق بالکل بدل گیا تھا وہ برابر بیٹھے جاتی تھی  
اور اشمنی کے بال نوچتی تھی اور دھتے بائیں او سے گھونٹے لگاتی تھی اشمنی اس  
مار کا براہ ملن کر بلالا سے ناچنا سیکھی تھی کنور جی نے یہ دیکھ کر آکھ جرائی۔

## پانچواں باب

### انجام

پہول شگفتہ ہوتا ہے ابھی رام سوامی گڈہ مندر ان گئے اور اپنی مور جگت سنگ

کی بڑی دھوم دھام سے شادی کی جگت سنگہ نے اپنے دوست اجمالون کو اس تقریب میں جہان آباد سے بلایا تھا۔

تلوتما کے باپ کے دوست اور اقربا بھی آئے اور اس مبارک کام میں شریک ہو کر مخطوط ہوئے۔

جگت سنگہ نے عایشہ کی خواہش کے بموجب اسے ہی اطلاع دی تھی وہ بھی اپنے نوجوان بھائی اور قلعہ کے کچھ اور لوگوں کے ساتھ آئی۔

عایشہ اگرچہ مسلمان عورت تھی مگر تلوتما اور جگت سنگہ کیساتھ اسے ایسا تعلق خاص تھا جیسا کہ وہ اور اسکی سہیلیاں بڑی تواضع اور تکریم کیساتھ قلعہ کی اندرونی محکمہ میں اوتاری گئیں۔

ناظرین خیال کریں گے کہ عایشہ جسکے دل پر غم دائم کا بیت بڑا بوجہ تھا عام خوشی و عشرت کے کام میں غریب نہ ہو سکی ہوگی۔

مگر ایسا نہ تھا جسطرح کوئی روشن اور خوب کھلا ہوا پہول کسی نہر کے موتی ایسے پاک و صاف پانی کی لہروں سے حرکت کرتا ہے اور برسات کی چاندنی میں رات کو چمکتا ہے اسی طرح عایشہ نے اپنے مسرور دل سے سب کو خوش کیا۔

عایشہ ہنسی خوشی سے جہر چلتی تھی اودھر راہ میں اسکے خندہ ناز کی شعاعیں بڑھتی ہیں۔ جب رسوم شادی انجام پانچکے تو چوٹی چوٹی بہت جلد گزر جانے والی گھڑیاں شروع ہوئیں۔

عایشہ نے اپنے ہمراہیوں کے جانیکو تیار ہوئی اور ہنس مکھ بھالا سے رخصت ہونے لگی۔

بھالا کو عایشہ کے دل کا کچھ حال تو معلوم تھا نہین مسکرا کر کہنے لگی شہزادی صاحبہ اب آپکی شادی کے مبارک کام میں آنا ہوگا۔

عایشہ بھالا کو چھوڑ کر تلوتما کے پاس آئی اور اسے ایک خلوت کے کمرہ میں تنہا

لیگئی وہاں پہنچ کر تلو تما کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا بہن اب میں جاتی ہوں۔  
عیش و عشرت اور عمر دراز سے تم ہمیشہ خوش رہو بس میرے دل کی  
یہی دعا ہے۔

تلو تما۔ مہربانی کر کے فرمائیے کہ اب کتنے دنوں بعد تم سے ملاقات ہوگی۔  
عالتشہ۔ افسوس تم سے پہر ملنے کی امید میں کیونکر کر سکتی ہوں۔  
تلو تما غمگین ہو گئی اور دونوں چپ ہو گئیں۔  
کچھ دیر تامل کر کے عایشہ نے کہا ہم چاہے ملین یا نہ ملین مگر تم عایشہ کو کیا بہلا  
دو گی۔

تلو تما نے ہنسر جواب دیا۔ میں عایشہ کو بہلا دو گی تو کنور جی بہلا اس میری خطا  
کو معاف کرینگے عایشہ نے سنجیدگی سے جواب دیا تمہارا جواب ستر میں خوش ہوئی  
مگر تم کنور جی کے سامنے میرا ذکر نہ کرنا۔  
منہات کا مجھے اقرار ہو کہ وہ عایشہ سبھی کہ میری تمام خوشیاں جو جگت سنگ کے  
ہاتھ سے خاک میں ملائی گئی ہیں ان کی وجہ سے کنور جی کو سخت صدمہ  
پہنچا ہے۔

اگر میرا ذکر اون کے سامنے کیا جائیگا تو اون کا غم تازہ ہوگا۔ غرض تلو تما  
نے اس بات کا اقرار کیا۔

عایشہ پہر کہنے لگی مگر مجھے بھولنا نہیں اپنی نشانی کے طور پر میں تمہیں جو چیزیں  
دون ازراہ عنایت اون کے لینے سے انکار نہ کرنا۔  
یہ کہکر عایشہ نے اپنی خادمہ کو پکارا اور اون چیزوں کے لائیکا حکم دیا خادمہ  
ہاتھی دانت کا ایک صندوقچہ لائی۔

اس صندوقچہ میں جوہرات تھے۔ عایشہ نے اپنی خادمہ کو ہٹا دیا اور خود  
اپنے ہاتھوں سے تلو تما کو وہ جوہرات پہنائے لگی۔

تلو تما اگرچہ ایک دو لہندہ زیندار کی لڑکی تھی مگر اکثر زیورون کی عجیب و غریب

صناعی دیکھ کر حیرت میں آگئی۔

علیٰ ہذا القیاس اور رنگون کے زیور و نکی چمک اور آب و تاب پر بھی حیرت ہوئی۔

جو زیور عایشہ کے باپ نے خاص او سے پہنے کے لئے عطا کئے تھے انہیں زیورون کے بے بہا جواہرات سے عایشہ نے تلو تما کے واسطے زیور بنوایا تھا۔

تلو تمانے ان جواہرات پر اپنی حیرت ظاہر کی۔ عایشہ بولی بہن ان جواہرات پر حیرت ظاہر نہ کرو وہ نگینہ جس سے تم نے اپنے سینہ کو آراستہ کیا ہے۔

اسکے آگے ان کی کیا اصل و حقیقت ہے اس مقام پر عایشہ بڑی مشکوٰۃ سے اپنے آنسو روک سکی۔

تلو تما کو یہ سب زیور پٹا کے عایشہ نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور اوسکا منہ دیکھنے لگی۔

اور اپنے دل میں کہا میں سمجھتی ہوں کہ میرا عشق بس ہمیشہ اسطرح رہیگا کہ اس شگفتہ پیارے چہرہ کے قبضہ میں رہے۔ اور اس میں خوش ہو۔

خدا کی یہی مرضی تھی تو اب اوسکی درگاہ میں میری یہی دعا ہے کہ کنو جی اس لڑکی کے ساتھ ہمیشہ خوش و خرم رہیں۔

اسکے بعد عایشہ نے کہا تلو تما اب رخصت ہمارے شوہر کسی کام میں پہنے ہونگے۔

اب کچھ ضرورت نہیں ہے کہ میں اون سے رخصت ہونے جاؤں اور اس میں بھی کچھ دیر لگاؤں۔

خدا تمہاری عمر دراز کرے ان جواہرات کو پہنو اور میرے .... اپنے سب سے عمدہ اور بہتر نگینہ سے اپنے دل کو آراستہ کر لو۔

اپنا سب سے عمدہ اور بہتر نگینہ کہتے وقت عایشہ کی بالکل زبان رک گئی۔  
تلو تمانے دیکھا کہ آنسوؤں کے بار سے عایشہ کے چوڑے کانپ سہمے ہیں  
جھدر دی مین اسکا دل بہر آیا۔

اور کہنے لگی کیون تم روتی کیوں ہو۔ ناگمان یہ معلوم ہوا کہ سیلاب کاغزو اڑہ  
کمل گیا۔

بغیر اسکے کہ وہاں ایک لفظ اور نہرے عایشہ عجلت کیساتھ کمرہ سے نکلی اور  
فس میں سوار ہو کر جب گھر پہنچی تو بالکل رات تھی اسنے اپنے کپڑے  
بدلے اور اپنے کمرہ کی کڑکی کے پاس آکے کڑی ہوئی جدھر سے ہوا  
سر دے جھونکے اڑے تھے۔

آسمان اون کپڑوں سے ہی زیادہ نیلگون تھا جو اسنے ابی بدلے تھے  
اور اس نیلگوئی میں بیشمار جھگڑاتے ہوئے تارے جڑے تھے۔  
درختوں کے پتے چونکہ ہوا کے جھونکوں سے ہلتے تھے اسلئے اندھیرے  
میں ان سے ایک صدا نکلتی تھی۔

قلعہ کی چوٹی پر آٹوبلند اور نیچی آواز سے بول رہا تھا شہر پناہ کے اسطون جڑے  
پاس ہی اور قلعہ کی اس دیوار کی نیو کے پاس جو عایشہ کے کمرہ کے نیچے  
واقع تھی کمائی تھی۔

اور اسمین پانی بہا ہوا تھا جو نہایت ہی سکوت اور سکون کیساتھ آسمان کے  
سکس کو اپنے اوپر پڑا لے ہوئے تھا۔

عایشہ دیر تک کڑکی میں بیٹھی غور کیا کی آخر اسنے اپنی اونگلی سے ایک  
انگوٹھی اوتاہی۔

جس نگینہ سے اوس انگوٹھی کی زیب و زینت تھی وہ میرا تھا عایشہ نے اپنے  
دل میں کہا اس نگینہ کو چوس کر میں ہمیشہ کیلئے اپنی پیاس بجھا سکتی ہوں۔  
پھر کہا خدا نے مجھے دنیا میں اس کام کے لئے بھیجا ہے اگر میں اس بار



کے اوٹھا سکنے کے قابل نہ تھی تو عورت کیوں پیدا کی گئی۔ یہ خیال کر کے انگوٹھی پہرہ بن لی۔ اور کچھ خیال کر کے پہرا انگوٹھی اونٹاری  
انڈر ہیل مین کما۔

اس امتحان میں ثابت قدم رہنا ایک عورت کے امکان سے باہر ہے  
میں اسے پھینکے دیتی ہوں۔

اتنا کھراو سنے انگوٹھی کو کمان میں پہنکد یا فقط

جنوری ۱۹۱۶ء

# خاص رعایت

یہ پرفانی سے دوسرے یا ترس۔ جینے میں ایک ایسی فہرست اولوں و زنجیروں و قصوں کی جو  
 شہرہ آفاق ہیں جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 سن میں ترقی پانچ لاکھ روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 تیار کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں

یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں

منہ

جس کے لئے یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 اور یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 اور یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 اور یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 اور یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 اور یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 اور یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 اور یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 اور یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں  
 اور یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں

یہ ایک ایسی فہرست ہے جس میں لاکھوں روپے لکھوں و بنارس کے نادار بہتے میں شعلے ہوتی ہیں



